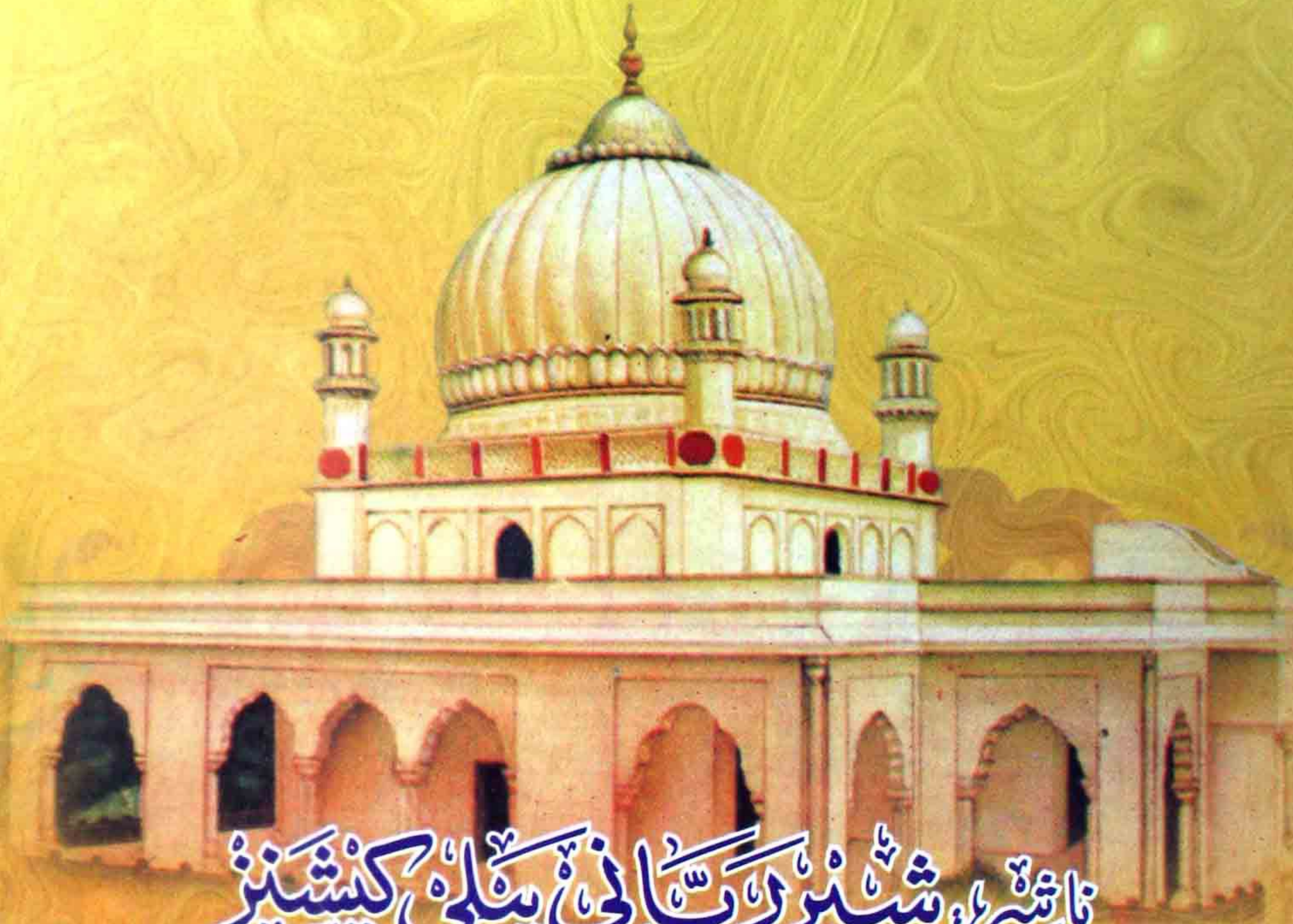


هَذَا ابْصَارُ النَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ
یہ لوگوں کی آنکھیں کھولتا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت
المجاثیہ
آیت ۲۰
کنز الایمان

کنز الہدایات

مؤلفہ:

حضرت مولانا شیخ المشائخ خواجہ مفتی محمد باقر بن شرف الدین
لاہوری عباسی حسینی، خلیفہ مجاز عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ

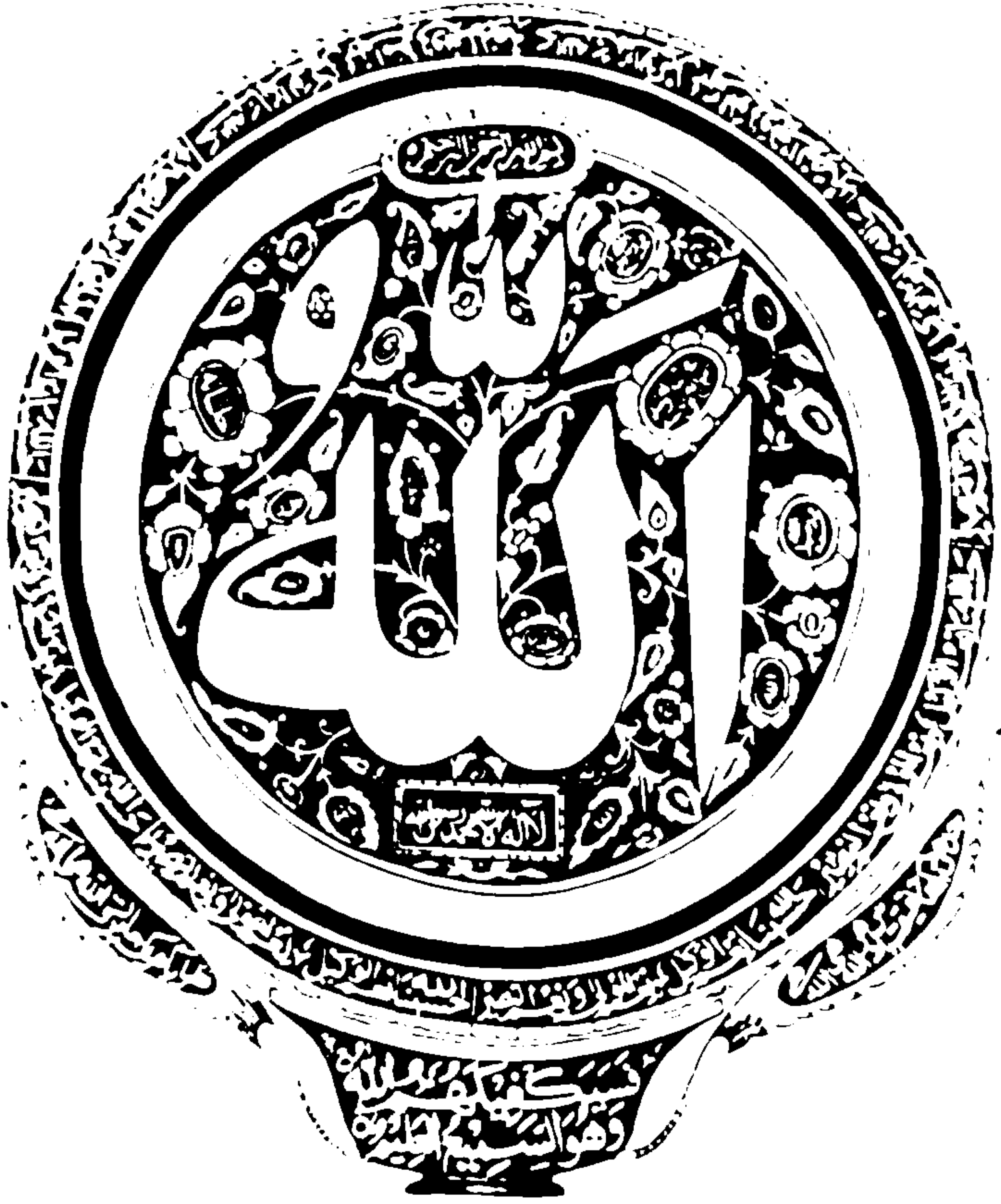


ناشر: شیری رستگاری پبلی کیشنز

جلع مسجد قادریہ شیرانی، شیرانی روڈ، چوک شیرانی، ۳۱- ایکو سکیم نیو مزنگ سمن آباد، لاہور۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



قطعہ اسم ذات جو اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت
میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک
سے رقم فرمایا جس سے آپؐ کے عشق الہی کا بخوبی اندازہ
ہوتا ہے، پتے پتے میں اسم ذات نہایت خوبصورتی سے
واضح کیا گیا ہے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

هَذَا ابْصَارُ النَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ
یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت
مکتوبات حضرت امام ربانیؒ و مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم زاد اللہ برکتہما
اور مبدار و معاد کا خلاصہ

کنز الحیات

مؤلفہ : حضرت مولانا شیخ المشائخ خواجہ مفتی محمد باقر بن شرف الدین
لاہوری عباسی حسینی، خلیفہ مجاز عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرمدی قدس سرہ

مترجم : حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی



ضیائی خلائم سرور انجمن ترقی مجاہدین

ناشر: شیر ربانی پبلی کیشنز، جامع مسجد قادریہ شیر ربانی
شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی، ۲۱ - ایکڑ سکیم، نیو مرنگ سمن آباد، لاہور۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سلسلہ اشاعت نمبر (۲۵)

نام کتاب _____ کنز الہدایات
مؤلف _____ حضرت علامہ مفتی محمد باقر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
خلیفہ مجاز عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم سربندی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم _____ حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی مدظلہ العالی
مرتبہ _____ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
اشاعت اول _____ ستمبر ۲۰۰۳ء
تعداد _____ ۱۰۰۰
ناشر _____ شیر ربانی پبلی کیشنز جامع مسجد قادریہ شیر ربانی
۲۱-۱ یکڑ سکیم سمن آباد لاہور
ہدیہ _____
کمپوزنگ _____ علی سلمان نیامزنگ لاہور
پرینٹر _____ امارض پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

منشیہ

شیر ربانی پبلی کیشنز جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

شیر ربانی روڈ، شیر ربانی چوک ۲۱-۱ یکڑ سکیم نیامزنگ سمن آباد لاہور

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الاحدء

بندۂ ناچیز اپنی اس معمولی سی سعی کو استاذ والا ساتھ، مخدوم المخادیم محقق کر، مدرس ساز، جلال آمیز مشفق و مربی، ناشر اعظم رضویات محسن اسلام و مسلمین مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں ہدیہ نیاز پیش کرنا بہت بڑی سعادت جانتا ہے۔ جو ہر ملاقات میں تبلیغ دین و تدریس علوم اسلامیہ میں ہر لمحہ سرگرم رہنے پر پرزور حکم دیتے رہے۔

۲۰ ستمبر ۲۰۰۲ء کو جامع مسجد و دارالعلوم محمدیہ اہلسنت حاجی پارک مانگا منڈی ضلع لاہور کا سنگ بنیاد رکھا اور نماز عصر کی امامت کے بعد جو خصوصی دُعا بار بار فرمائی وہ یہ تھی۔ جب کے آخری الفاظ ان کی زندگی کا ماحصل ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وَخِدْمَةِ دِيْنِكَ

سوئے دریا تحفہ آورم صدف
گر قبول افتد زہے عزو شرف

یکے از تلامذہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ

ظہور احمد جلالی

دارالعلوم محمدیہ اہلسنت مانگا منڈی ضلع لاہور

۲۳ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۰ ستمبر ۲۰۰۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۳	﴿ ہدایت دوم ﴾	۲۴	۱	پیش لفظ	۱
	اسم ذات کے ذکر قلبی کے بیان میں		۶	دیباچہ کتاب	۲
۱۴	فائدہ نمبر ۱: اسم ذات کے ذکر کا طریقہ	۲۵	۸	﴿ ہدایت اول ﴾	۳
۱۴	فائدہ نمبر ۲: سلطان الذکر کا ثبوت	۲۶	۸	اس چیز کے بیان میں جس کا جاننا مرشد و طالب	۴
۱۵	فائدہ نمبر ۳: حضور قلبی کا دوام	۲۷		دونوں کیلئے ضروری ہے	
۱۵	فائدہ نمبر ۴: لطائف سبعہ	۲۸	۸	فائدہ نمبر ۱: استخارہ و توبہ کے بیان میں	۵
۱۵	فائدہ نمبر ۵: حضور اکرم ﷺ کا عمل دوم پر ہے	۲۹	۸	فائدہ نمبر ۲: استخارہ کا بدل	۶
۱۶	﴿ ہدایت سوم ﴾	۳۰	۸	فائدہ نمبر ۳: توبہ کا طریقہ	۷
	نقی و اثبات کے ذکر قلبی کے بیان میں		۸	فائدہ نمبر ۴: طریقہ مجددیہ میں آغاز اسم ذات	۸
۱۶	فائدہ نمبر ۱: ذکر نفی و اثبات کا طریقہ	۳۱		سے ہوتا ہے۔	
۱۶	فائدہ نمبر ۲: ماسوئی اللہ سے دل خالی ہونا چاہیے	۳۲	۹	فائدہ نمبر ۵: طریقہ نقشبندیہ قریب ترین طریقہ ہے	۹
۱۷	فائدہ نمبر ۳: جس دم بدعت نہیں ہے	۳۳	۹	فائدہ نمبر ۶: اخذ طریقہ کے متعلق سوال کا جواب	۱۰
۱۸	فائدہ نمبر ۴: تلقین کی حیثیت	۳۴	۱۰	فائدہ نمبر ۷: مستورات کی بیعت کا طریقہ	۱۱
۱۸	فائدہ نمبر ۵: ذکر کی حیثیت	۳۵	۱۰	فائدہ نمبر ۸: مریدین کیلئے اوراد و وظائف	۱۲
۱۹	﴿ ہدایت چہارم ﴾	۳۶	۱۰	فائدہ نمبر ۹: جلد اثر نہ ہونا استعداد کے نقصان	۱۳
	فنائے قلبی اور آل کی مناسب تحقیقات کے بیان میں			کی دلیل نہیں ہے۔	
۱۹	فائدہ نمبر ۱: ماسوئی اللہ کا نسیان	۳۷	۱۰	فائدہ نمبر ۱۰: اس زمانہ کے طالبین	۱۴
۱۹	فائدہ نمبر ۲: گفتن آسان و حصول مشکل	۳۸	۱۱	فائدہ نمبر ۱۱: شیخ کیلئے ضروری امر	۱۵
۱۹	فائدہ نمبر ۳:	۳۹	۱۱	فائدہ نمبر ۱۲: جہد مسلسل	۱۶
۲۰	فائدہ نمبر ۴: قبض و بسط کن لوگوں پر طاری ہوتی ہے	۴۰	۱۱	فائدہ نمبر ۱۳: شیخ کی خدمت میں حاضری اور علم	۱۷
۲۰	فائدہ نمبر ۵: صورت قبض	۴۱		نسبت میں مددگار ہے	
۲۰	فائدہ نمبر ۶: رجوع و عدم رجوع	۴۲	۱۲	فائدہ نمبر ۱۴: ترتیب اثرات پر اظہار مسرت	۱۸
۲۲	فائدہ نمبر ۷: خلوص و بیعتی	۴۳	۱۲	فائدہ نمبر ۱۵: وصول رابطہ شیخ پر موقوف ہے	۱۹
۲۲	فائدہ نمبر ۸: فائے قلب کا درود ارغیٰ فعل پر ہے	۴۴	۱۳	فائدہ نمبر ۱۶: کبھی ناقص کو بھی اجازت مل جاتی ہے	۲۰
۲۲	فائدہ نمبر ۹: مشائخ کرام کا بارگاہ مجددی میں رجوع	۴۵	۱۳	فائدہ نمبر ۱۷: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں دعوت	۲۱
۲۳	فائدہ نمبر ۱۰: فائے قلب کی ایک کیفیت	۴۶		اسماء نہیں ہے	
۲۳	فائدہ نمبر ۱۱: دماغ حواس باطنہ کا عمل ہے	۴۷	۱۳	فائدہ نمبر ۱۸: ختم خواجگان کا فائدہ	۲۲
۲۳	فائدہ نمبر ۱۲: ایک وعدہ	۴۸	۱۳	فائدہ نمبر ۱۹: اپنے شیخ کے متعلق اعتقاد کیسا ہونا چاہیے	۲۳
۲۳	فائدہ نمبر ۱۳: دائمی حضور کس سے حاصل ہوتا ہے؟	۴۹			

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۰	فائدہ نمبر ۱۲: ایک بشارت	۲۳	۴۲	فائدہ نمبر ۳: خواب و بشارت	۳۴
۵۱	﴿ہدایت پنجم﴾	۲۴	۴۳	﴿ہدایت ہفتم﴾	۳۵
	عدمیت و فنا کے نفس اور ان کی تحقیقات مناسبہ کے بیان میں			ظلال کے مراتب اور ولایت صغریٰ کے بیان میں	
۵۲	فائدہ نمبر ۱: خواص کی توحید کا دوسرا درجہ	۲۴	۴۴	فائدہ نمبر ۱: سالک کا مبداء تعین تک وصول	۳۵
۵۳	فائدہ نمبر ۲: کمالات واجب تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں	۲۴	۴۵	فائدہ نمبر ۲: انسان کامل و غیر کامل میں فرق	۳۵
	فائدہ نمبر ۳: فنا نفس میں اقدام کا فرق	۲۵	۴۶	فائدہ نمبر ۳: دائرہ ظلال مخلوقات کے مبادی کے تعینات کو متضمن ہے	۳۵
۵۴	فائدہ نمبر ۴: کمال فنا نفس کی علامت	۲۵	۴۷	فائدہ نمبر ۴: ہر آدمی کی بہشت اسم الہی کے ظہور سے عبارت ہے	۳۶
۵۵	فائدہ نمبر ۵: شیطان کس حد تک بندے پر غلبہ پاسکتا ہے۔	۲۵	۴۸	فائدہ نمبر ۵: ولایت صغریٰ کی تعریف	۳۶
۵۶	فائدہ نمبر ۶: اقوال مشائخ در بارہ فنا و بقا	۲۶	۴۹	فائدہ نمبر ۶: مراقبہ اور اذکار قلبیہ کا فائدہ	۳۶
۵۷	فائدہ نمبر ۷: فنا جذبہ اور فنا مطلق کے متعلق سوال کا جواب	۲۶	۵۰	﴿ہدایت ہشتم﴾	۳۷
۵۸	فائدہ نمبر ۸: صاحب عدم کا رجوع جائز ہے		۵۱	ولایت کبریٰ اور مراتب وصول کے بیان میں	
۵۹	فائدہ نمبر ۹: عدم کی دو قسمیں اور ان کی تفصیل	۲۶	۵۲	فائدہ نمبر ۱: ولایت کبریٰ کن لوگوں کا مقصد ہے	۳۷
۶۰	فائدہ نمبر ۱۰: فنا و عدم کے معانی کی تحقیق	۲۷	۵۳	فائدہ نمبر ۲: اطمینان نفس کے باوجود اجزاء جسم کی سرکشی باقی رہتی ہے	۳۷
۶۱	فائدہ نمبر ۱۱: فنا کے متعلق سوال و جواب	۲۷	۵۴	فائدہ نمبر ۳: فنا لطائف کی علامات	۳۸
۶۲	فائدہ نمبر ۱۲: صاحب نزہت کے اشعار کی تشریح	۲۸	۵۵	فائدہ نمبر ۴: فنا نفس کی ابتدا و انتہا	۳۸
۶۳	فائدہ نمبر ۱۳: ذوق و شوق اور سکر و وجد کے ثمرات	۳۰	۵۶	فائدہ نمبر ۵: فنا نفس کا کمال	۳۹
۶۴	فائدہ نمبر ۱۴: صاحب سکر کے اقوال کا حکم	۳۱	۵۷	فائدہ نمبر ۶: سیر اقریبیت	۴۰
۶۵	فائدہ نمبر ۱۵: شطیحات اور سکر یہ باتوں کا حکم	۳۱	۵۸	فائدہ نمبر ۷: (قید ظلیت سے رہائی کب حاصل ہوگی)	۴۰
۶۶	فائدہ نمبر ۱۶: مقام جمع و فنا ہے لوٹنا چاہیے	۳۲	۵۹	فائدہ نمبر ۸: اصل سے آگاہی کیلئے طویل سفر	۴۱
۶۷	﴿ہدایت ششم﴾	۳۳	۶۰	فائدہ نمبر ۹: طریقہ مجددیہ	۴۱
	مقام بقا کے بیان میں		۶۱	﴿ہدایت نہم﴾	۴۲
۶۸	فائدہ نمبر ۱: حسن اسلام	۳۳	۶۲	ولایت علیا کے بیان میں	
۶۹	فائدہ نمبر ۲: ایک خواب کی تعبیر	۳۳	۶۳	فائدہ نمبر ۱: اسم الظاہر اور اسم الباطن کی سیر	۴۲
۷۰	فائدہ نمبر ۳: خواب کی تعبیر	۳۴	۶۴	فائدہ نمبر ۲: تمام ولایات سے اعلیٰ مقام	۴۳
۷۱	فائدہ نمبر ۴: خواب کی تعبیر	۳۴	۶۵	فائدہ نمبر ۳: ایک حقیقت کا دوسری حقیقت سے	۴۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۰	عشق کی شورش کا محل	۱۱۴		بلند ہونا افضل ہونے کو مستلزم نہیں ہے	
۵۱	فائدہ نمبر ۱۴: کمالات نبوت کا معاملہ کس سے متعلق ہے	۱۱۵	۴۳	فائدہ نمبر ۳: ولایت نبوت سے افضل نہیں ہو سکتی	۹۴
۵۱	فائدہ نمبر ۱۶: کمالات نبوت کے متعلق سوال و جواب	۱۱۶	۴۳	فائدہ نمبر ۵: ترقی میں عنصر ناری کا حصہ	۹۵
۵۱	فائدہ نمبر ۱۷: کمالات نبوت بالاصالہ انبیاء کرام السلام کیلئے ہیں اور بالتبع ان کے اصحاب کیلئے؟	۱۱۷	۴۴	فائدہ نمبر ۶: لطائف کا اپنے اصول سے ترقی کرنا	۹۶
۵۱	فائدہ نمبر ۱۸: مجدد مائتہ اور مجدد الف میں فرق	۱۱۸	۴۴	ولایت کیلئے شرط ہے	
۵۲	فائدہ نمبر ۱۹: نماز اور تلاوت کلام الہی کا محل کیا ہے اور ثمرہ کس حالت میں مرتب ہوتا ہے	۱۱۹	۴۴	فائدہ نمبر ۷: ایک خواب	۹۷
۵۳	فائدہ نمبر ۲۰: ترقی کا مدار محض فضل و کرم پر ہے نہ کہ اعتقاد و عمل پر ہے	۱۲۰	۴۴	فائدہ نمبر ۸: ذکر نفی و ثبات کا محل	۹۸
۵۳	فائدہ نمبر ۲۱: انبیاء کرام علیہم السلام سے مخصوص مقام	۱۲۱	۴۵	فائدہ نمبر ۹:	۹۹
۵۳	فائدہ نمبر ۲۲: تفضل سے محبت کی طرف ترقی	۱۲۲	۴۶	﴿ہدایت دھم﴾	۱۰۰
۵۳	فائدہ نمبر ۲۳: سوال و جواب	۱۲۳	۴۶	کمالات نبوت کے بیان میں	
۵۴	فائدہ نمبر ۲۴: کمالات نبوت کی سیر کے بعد قدم اٹھائیں تو عدم محض میں پہنچ جائے گا۔	۱۲۴	۴۶	فائدہ نمبر ۱: ذات و صفات میں امتیاز	۱۰۱
۵۵	﴿ہدایت یازدھم﴾	۱۲۵	۴۶	فائدہ نمبر ۲: کمالات نبوت کا حصول بالتبع تابع	۱۰۲
۵۵	حقیقت کعبہ کے بیان میں		۴۶	خادم کو بھی ہو جاتا ہے۔	
۵۵	فائدہ نمبر ۱: عظمت و کبریائی کے خیموں میں مقام	۱۲۶	۴۶	فائدہ نمبر ۳: کمالات نبوت کیلئے لازم نہیں کہ آدمی نبی ہو یا نبی کے مساوی ہو	۱۰۳
۵۵	فائدہ نمبر ۲: حقیقت کعبہ کے کمالات	۱۲۷	۴۶	فائدہ نمبر ۴: حصول کمالات میں عنصر خاکی کا حصہ	۱۰۴
۵۵	فائدہ نمبر ۳: قلب کے معنی	۱۲۸	۴۷	فائدہ نمبر ۵: اصول کی سیر میں ذوق و شوق کی گنجائش ہوتی ہے بعد میں نہیں	۱۰۵
۵۶	فائدہ نمبر ۴: حقائق ثلاثہ سے وصول کمالات	۱۲۹	۴۷	فائدہ نمبر ۶: نسبت باطن کا کمال	۱۰۶
۵۶	فائدہ نمبر ۵: حقیقت کعبہ ربانی سے اتصاف داخل تفضل ہے	۱۳۰	۴۸	فائدہ نمبر ۷: بعض خام صوفیوں کے ایک وہم کا ازالہ	۱۰۷
۵۶	فائدہ نمبر ۶: ہر مسجد میں کعبہ معظمہ کا ظہور ہے	۱۳۱	۴۸	فائدہ نمبر ۸: مراتب عروج میں عنصر خاکی کی ترقی	۱۰۸
۵۶	فائدہ نمبر ۷: حقیقت کعبہ اور حقیقت محمدیہ میں فوقیت کے اعتبار سے فرق	۱۳۲	۴۹	فائدہ نمبر ۹: فرائض و نوافل کی ادائیگی سے حصول کمالات کا فرق	۱۰۹
			۴۹	فائدہ نمبر ۱۰: نبوت و ولایت کے معارف	۱۱۰
			۵۰	فائدہ نمبر ۱۱: فناء نفس کی ابتداء ولایت صغریٰ میں ہے اور انتہاء ولایت کبریٰ میں ہے	۱۱۱
			۵۰	فائدہ نمبر ۱۲: شہود و مشاہدہ ظلال سے وابستہ ہے	۱۱۲
			۵۰	فائدہ نمبر ۱۳: درجات کی کوتاہی کا مقام	۱۱۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۳۳	فائدہ نمبر ۸: شان العلم اور شان الحیوۃ	۵۹	۱۵۰	فائدہ نمبر ۱: اتباع کا ساتواں درجہ	۶۹
۱۳۴	﴿ہدایت دوازدهم﴾	۶۰	۱۵۱	فائدہ نمبر ۲: حقیقت الحقائق سے الحاق کا فائدہ	۶۹
	حقیقت قرآن میں		۱۵۲	فائدہ نمبر ۳: سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے	۶۹
۱۳۵	فائدہ نمبر ۱: حقیقت قرآن حقیقت کعبہ سے بلند ہے	۶۰		وسید کے دو معانی ہیں	
۱۳۶	فائدہ نمبر ۲: انوار قرآن کے انکشاف کی علامت	۶۰	۱۵۳	فائدہ نمبر ۴: اصل طفلی اور تابع اور متبوع میں فرق	۷۰
۱۳۷	فائدہ نمبر ۳: ایک اعتراض کا جواب	۶۰	۱۵۴	فائدہ نمبر ۵: نفس کو کامل طریق پر اطمینان کب	۷۱
۱۳۸	فائدہ نمبر ۴: مسئلہ کلام میں حضرت مجدد الف ثانی	۶۰		حاصل ہوتا ہے	
	کی تحقیق ہے		۱۵۵	فائدہ نمبر ۶: اجزاء قلاب کے امتداد سے متعلق	۷۱
۱۳۹	فائدہ نمبر ۵: اللہ تعالیٰ پر لفظ وحدت و احوال کا اطلاق	۶۱		سوال کا جواب	
۱۴۰	﴿ہدایت سیزدهم﴾	۶۲	۱۵۶	فائدہ نمبر ۷: ایک بشارت کے متعلق سوال کا جواب	۷۱
	حقیقت صلوٰۃ کے بیان میں		۱۵۷	﴿ہدایت شانزدهم﴾	۷۲
۱۴۱	فائدہ نمبر ۱: حقیقت صلوٰۃ کی تفصیل	۶۲		تعیین اول کے معنی کی تحقیق میں	
۱۴۲	فائدہ نمبر ۲: حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ میں فرق	۶۲	۱۵۸	فائدہ نمبر ۸: حقیقت محمدیہ، حقیقت التوحید سے	۷۳
۱۴۳	فائدہ نمبر ۳: حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن حقیقت	۶۲		بنام پر ہے؟	
	صلوٰۃ کا جزو ہے۔		۱۵۹	﴿ہدایت ہفدهم﴾	۷۴
۱۴۴	فائدہ نمبر ۴: لذت صلوٰۃ حظ نفس نہیں ہے	۶۲		تعیین وجودی کے بیان میں	
۱۴۵	فائدہ نمبر ۵: نماز کی خصوصیات اور اس امت	۶۳	۱۶۰	فائدہ نمبر ۹: آخری انکشاف کے تعین اوں	۷۵
	مرحومہ کی مدح و ستائش			ذات باری تعالیٰ ہے۔	
۱۴۶	﴿ہدایت چهاردهم﴾	۶۷	۱۶۱	فائدہ نمبر ۱۰: تعین وجودی کے متعلق سوال کا جواب	۷۶
	معبودیت صرفہ کے بیان میں		۱۶۲	﴿ہدایت هیودهہم﴾	۷۷
۱۴۷	فائدہ نمبر ۱: حقیقت صلوٰۃ سے بلند مرتبہ کا بیان	۶۷		تعیین نبوی کے بیان میں	
۱۴۸	فائدہ نمبر ۲: ایک سوال کا جواب	۶۸	۱۶۳	فائدہ نمبر ۱۱: تعین اوں کے متعلق تین اقوال میں تطبیق	۷۸
۱۴۹	﴿ہدایت پانزدهم﴾	۶۹	۱۶۴	فائدہ نمبر ۱۲: تعین نبوی کے متعلق سوال کا جواب	۷۹
	لحوق حقیقت الحقائق سے مطلق مرتبہ نزول کے				
	بیان و دیگر تحقیقات لائق ذکر ہے				

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۸۶	فائدہ نمبر ۲:	۱۷۷	۷۷	﴿ ہدایت نوز دہم ﴾	۱۶۵
۸۷	فائدہ نمبر ۳: حضور اکرم ﷺ کے دو اسماء گرامی محمد ﷺ و احمد ﷺ کی تفصیل	۱۷۸		تعیین جی سے فوق کے بیان میں	
۸۹	فائدہ نمبر ۴: علم ممکن اور علم واجب میں فرق	۱۷۹	۷۷	فائدہ نمبر ۱: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے آخری مقالات	۱۶۶
۸۹	فائدہ نمبر ۵: ایفاء عہد	۱۸۰	۷۸	فائدہ نمبر ۲: دو سوالوں کے جوابات	۱۶۷
۸۹	فائدہ نمبر ۶: میان عاشق و معشوق و مرزیت	۱۸۱	۷۹	فائدہ نمبر ۳: ذات متعال کے تعین کا مفہوم	۱۶۸
۹۱	﴿ مسکت الختام الہدایۃ الانام ﴾	۱۸۲	۸۰	فائدہ نمبر ۴: تعین اول ممکن ہے یا واجب؟	۱۶۹
	حضرت محبوب صمدانی مجدد الف ثانیؒ کے بعض خصائص کے بیان میں		۸۲	﴿ ہدایت بستم ﴾	۱۷۰
۹۱	فائدہ نمبر ۱: محبوب صمدانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خصائص کے بیان میں	۱۸۳		منازل طے کرنے اپنے اصل تک رسائی اور مراتب نزول کے بیان میں	
۹۲	فائدہ نمبر ۲: مکتوبات امام ربانی و فتر ثالث کے خطبہ کا اقتباس	۱۸۴	۸۲	فائدہ نمبر ۱: عروج کے بعد عارف کا رجوع	۱۷۱
۹۳	فائدہ نمبر ۳: دعائے استفادہ	۱۸۵	۸۳	فائدہ نمبر ۲: عالم ظلی کے مرکز اور تمام عالم کے اجمالی نقطہ کا ظہور	۱۷۲
۹۳	﴿ کل الجواهر ﴾	۱۸۶	۸۴	فائدہ نمبر ۳: آنحضرت ﷺ میں ارشاد و تکمیل سب سے بڑھ کر تھی	۱۷۳
۹۵	لطیفہ قلب	۱۸۷	۸۵	فائدہ نمبر ۴: رجوع الی الخلق کے فوائد	۱۷۴
۹۵	لطیفہ روح	۱۸۸	۸۶	﴿ خاتمہ ﴾	۱۷۵
۹۶	لطیفہ سر	۱۸۹		بعض خصائص کے بیان میں	
۹۶	لطیفہ خفی	۱۹۰	۸۶	فائدہ نمبر ۱: اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات کو پسند فرماتا ہے اسی طرح صفات کو بھی	۱۷۶
۹۷	لطیفہ خفی	۱۹۱			

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

تصوف کے بارے میں آج مختلف آراء پائی جاتی ہیں، آراء کا یہ اختلاف کم و بیش ہر دور میں رہا ہے بعض لوگ ولایت کے سرے سے منکر ہیں اور اس کے وجود اور جواز کو قبول نہیں کرتے بعض کہتے ہیں کہ اولیاء کرام ماضی میں تو ضرور موجود تھے لیکن آج ایسی ہستیاں کہاں مل سکتی ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسری طرف غلو کرتے ہیں ان کے خیال میں اولیاء انبیاء کی طرح معصوم اور غیب دان ہوتے ہیں وہ جو کہہ دیں وہ ہو کر رہتا ہے اور جب ایسی صفات زندہ اولیاء میں نہیں پاتے تو ولایت سے ہی انکار کر دیتے ہیں اسی طرح ایسے افراد بھی ملیں گے جو کفر و اسلام میں فرق نہیں کر پاتے اور جاہل بلکہ فاجر العقل اشخاص کو ولی سمجھ کر انکے پیچھے لگے رہتے ہیں ایسے اہل علم بھی ملیں گے جو علوم ظاہری پر اکتفاء کرتے ہیں اور طریقت کو ضروری نہیں سمجھتے۔ تصوف کے متعلق آراء میں افراط و تفریط پائی جاتی ہے یعنی بعض لوگ اولیاء اللہ کے حقوق و آداب میں کمی کرتے ہیں اور بعض ان کی پرستش کو حد تک چلے جاتے ہیں۔

جس طرح انسان میں ظاہری کمالات ہوتے ہیں مثلاً اعتقادات صحیحہ اور اعمال صالحہ اسی طرح اس میں باطنی کمالات بھی ہوتے ہیں صحیحین کی ایک متفق علیہ حدیث جس کے راوی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس ضمن میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ایک اجنبی شخص رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بالکل سامنے رو برو بیٹھ گیا اس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، کلمہ، شہادت، نماز، زکوٰۃ، ماہ رمضان کے روزے اور حج بشرط استطاعت اس اجنبی نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا، ہم سب نے تعجب کیا خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے پھر اس نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اللہ اور اس کے ملائکہ، اس کی کتاب، اسکے رسول اور یوم آخرت پر ایمان اور یہ کہ خیر و شر تقدیر الہی سے ہے اس اجنبی نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا، پھر پوچھا احسان کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اللہ کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے دیکھ نہیں رہا تو جان کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اس نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا پھر اس نے قیامت کی نشانیاں دریافت کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتا دیا جب وہ اجنبی چلا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ جبرائیل

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بس معلوم ہوا اعتقادات صحیحہ اور ایمان صالح کے ساتھ ایک اور چیز ہے جسے احسان کہتے ہیں اور یہی تصوف ہے۔ صوفی محبت الہی اور مشاہدہ محبوب حقیقی میں مستغرق رہتا ہے اور اس پر ایسی حالت آ جاتی ہے کہ وہ انوار ذات کے جلوے دیکھتا ہے وہ اس حال میں آ جاتا ہے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے، اس حالت سے قبل بے تکلف اپنے آپ کو اس حال میں رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے بالآخر اس حالت میں آ جاتا ہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، قرآن کریم میں اہل احسان کے بارے میں آتا ہے

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کو پسند کرتا ہے

کسی حکم کی محض بجا آوری کو اطاعت کہتے ہیں لیکن اطاعت سے آگے احسان کا درجہ ہے یعنی اس حکم کی بجا آوری میں دل و جان کی تمام صلاحیتوں کو لگا دینا احسان ہے یہ اطاعت سے اگلا قدم ہے اطاعت کے لیے تقویٰ اور خوف کافی ہے جبکہ احسان کے لیے محبت اور گہرے قلبی تعلق کا ہونا ضروری ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہو جائے تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے، اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے، اور وہ دل ہے۔ صوفیاء نے اسی اصلاح قلب کو فنائے قلب کا نام دیا ہے یعنی دل سے خواہشات اور رذائل کو نکال دیا جائے تو وہ گویا محبت الہی میں فانی ہو گیا اور جب نفس امارہ نے سرکشی ترک کر دی تو نتیجتاً سارا بدن مطیع ہو گیا۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کیسائے سعادت میں قلب کی ماہیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دل سے مراد گوشت کا ٹکڑا نہیں کیونکہ وہ تو جانوروں میں بھی ہوتا ہے بلکہ یہ دراصل حقیقت انسان ہے اور وہ اللہ کی معرفت کا محل ہے دل ایک روشن آئینہ ہے جو برے اخلاق سے سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدے کے قابل نہیں رہتا اور قیامت کے دن دیدار الہی سے محروم رہتا ہے اگر روشن ہو تو تمام عالم اس کے ذریعے دکھائی دیتا ہے۔

كَلَّا بَلْ رَأَىٰ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ
ان کے دلوں پر اپنے اعمال کی بناء پر زنگ پڑ گیا ہے

جب دل صاف ہوگا اور خواہشات نفس سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جائے گا تو عالم روحانی کی طرف دل کا دروازہ کھل جائے گا وہ محض خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں بھی فرشتوں کی ارواح، زمین آسمان کے ملکوت و عجیب و غریب تجلیات دیکھے گا۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام غیر صحابہ سے افضل ہیں حالانکہ علم و عمل میں غیر صحابہ نے بھی کمال حاصل کیا مگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ کے راستے میں احد پہاڑ کے برابر بھی خرچ کرے تو وہ ایک صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا جس نے نیم صاع خرچ کیا ہو (صاع 3.5 میر) اس فضیلت کا سبب صرف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باطن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سے منور ہو چکا تھا جبکہ اولیاء کرام نے اپنے مشائخ سے حاصل کی جو درجہ بدرجہ اپنے

مشائخ کی محبت اور دیدار کے انوار سے منور ہوتے رہے ظاہر ہے کہ جو فرق حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پیران عظام رحمہم اللہ میں تھا وہی فرق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام رحمہم اللہ میں ہوا پس ثابت ہوا کہ کمالات باطنی اپنی جگہ حقیقت ہیں اور ان میں بے شمار درجات ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ کا فرمان ہے، اگر بندہ میری طرف ایک قدم نزدیک آتا ہے تو میں ایک گز اس کے قریب آتا ہوں اگر وہ ایک گز آئے تو میں دس گز آتا ہوں اور پھر فرمایا بندہ یہ نزدیکی عبادتِ نافلہ سے حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے دوست بنا لیتا ہوں اور جب میں دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کی آنکھ، اس کے کان اور قدرتِ خود بن جاتا ہوں۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اولیاء اللہ کی ایک کثیر تعداد جن پر کذب بیانی کی تہمت لگانا ممکن نہیں کیونکہ وہ انتہائی متقی لوگ تھے انہوں نے زبان و قلم سے اعتراف کیا کہ اولیاء کی صحبت کی وجہ سے ان کے باطن میں ایسی حالت پیدا ہو گئی جو اس سے قبل علم و عبادات کے باوجود پیدا نہیں ہوئی تھی۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلامِ شمس تبریز نہ شد

بعض لوگ خرق عادات اور کرامات کو بھی اثبات ولایت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اہل اللہ کے نزدیک یہ دلیل ضعیف ہے تاہم اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے اگر تقویٰ اور اتباع سنت و شریعت موجود ہو تو پھر کرامات کو جادو و سحر وغیرہ نہیں بلکہ حق سمجھنا چاہیے اس صورت میں وہ کمال پر دلالت کرتی ہیں اور عظمت حق کو اجاگر کرنے والی ہوتی ہیں صوفیاء کے نزدیک تصوف و شریعت لازم و ملزوم ہیں اس سلسلے میں حضرت مرغنی کا قول ہے کہ شریعت جڑ ہے طریقت تناو شاخیں جبکہ حقیقت پھل، پھل شاخ اور شاخ جڑ کے بغیر نہیں ہو سکتی جو شخص صرف جڑ سے چمٹا رہتا ہے اور طریقت کی طرف نہیں آتا وہ بد عمل ہے اور جو طریقت کی طرف آتا ہے مگر شریعت پر کار بند نہیں رہتا وہ زندیق ہے۔

حضرت امام مالک کا قول ہے جس نے علم ظاہر حاصل کیا مگر علم باطن حاصل نہیں کیا اس نے فسق کیا جو صوفی بنا مگر علم حاصل نہیں کیا وہ زندیق ہوا جس نے دونوں کو جمع کیا وہ دونوں کو پا گیا۔

حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ نے فرمایا شریعت، علم و عمل اور اخلاص کا نام ہے اور طریقت اخلاص پیدا کرنے میں شریعت کی تابع ہے لہذا طریقت ہو یا حقیقت معرفت سب ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع اور خادم ہیں اور تعلیمات مجددیہ شریعت و تصوف کا عظیم خزانہ ہیں اور مکتوباتِ امام ربانی شریعت و تصوف کی تعلیمات کا عظیم شاہکار ہیں آپ کے گرامی قدر صاحبزادگان بالخصوص حضرت عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی علیہ

جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی (الہیات) شرح مکتوبات امام ربانی (شارح ابوالبلیان محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمہ) کے مقدمہ کے صفحہ نمبر 50 پر رقم طراز ہیں کہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ اور مکتوبات معصومیہ دونوں کا مدرسہ سرہندی میں درس دیا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ کے بعض بزرگ خلفاء بھی مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ علیہ الرحمہ کا درس دیتے تھے ان میں چند نمایاں نام حسب ذیل ہیں۔

آپ کے نامور خلیفہ مفتی محمد باقر لاہوری قدس سرہ (ف حدود 1090ھ) جو عالم، مفسر اور لاہور کے مفتی بھی تھے (آپ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے خلفاء میں بہت بلند مرتبہ کی مالک شخصیت تھے)۔

آپ نے انہیں خلافت صرف اور صرف اورنگ زیب کے تعلیم و تربیت کے لیے دی تھی اور موصوف مرکز میں اورنگ زیب کے ساتھ رہ کر احیائے دین اور ترویج شریعت کے لیے کوشاں رہتے تھے اور اس سلسلے میں بادشاہ کی حمایت حاصل کر کے تقویت دین متین کا باعث بنے تھے آپ کی تالیفات میں منتہی الایجاز کشف الایجاز 1101ھ تفسیر قرآن مجید بزبان عربی حاشیہ قرآن کریم، شامل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، دام حق (خلاصہ کیدانی کو فارسی نظم میں ڈھالا) اور کنز الہدایات قابل ذکر ہیں آپ کو اورنگ زیب نے لاہور کا مفتی مقرر کیا تھا (مقامات معصومی 455,452 مع تالیقات محقق) حضرت مجدد الف ثانیؒ علیہ الرحمہ اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مکتوبات کو بخوبی سمجھتے تھے اور ان کے مطالب پر عبور کامل رکھتے تھے اسی لئے حضرت خواجہ عقیف الدین نے انہیں اس امر کی دعوت دی کہ تم طالبوں کو مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ علیہ الرحمہ کی فہم و تفہیم کے سلسلے میں راہ نمائی اور مدد فرمایا کرو۔

چوں شمار در مکتوبات معارف آنحضرت رضی اللہ عنہ، مہارت تمام است آنچہ از ضروریات ایں راہ ست بہ طالبان صادق رہنمونی می نموده باشند

مفتی محمد باقر لاہوری علیہ الرحمہ اس حوزہ علمیہ کی پہلی بزرگ شخصیت ہیں جنہوں نے مکتوبات امام ربانی علیہ الرحمہ کے مطالب کی وضاحت کے لئے کتابی صورت میں بھی کاوش کی اور 1089ھ کو کنز الہدایات کے نام سے حضرت مجدد الف ثانیؒ علیہ الرحمہ، مکتوبات معصومیہ اور رسالہ مبدء المعاد کی موضوعی ترتیب سے یکجا کیا خود توضیح فرماتے ہیں۔

اما بعد می گوید اضعف عباد اللہ المعین محمد باقر بن شرف الدین لاہوری

العباسی الحسینی عفی عنہما کہ چوں مراتب حصول سلوک و حقائق و خصائص حضرت

امام ہمام۔۔۔۔۔ مجدد الف الثانی۔۔۔۔۔ در مکتوبات۔۔۔۔۔ حضرت مجدد الف ثانی۔۔۔۔۔ و حضرت پیر و سنگیر قطب

الانام۔۔۔۔۔ (حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی)۔۔۔۔۔ ترتیب ایں مراتب در انجا ملحوظ نہ بخاطر

جناب معلوم ساخته

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل عیم سے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مفتی صاحب موصوف کی اس دینی و علمی خدمت کو قبول فرمائے اور اس کار خیر کی احسن جزاء عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

محرره 4 ستمبر بروز بدھ 2002 بمطابق 25 جمادی الثانی 1423ھ

دیباچہ کتاب

حمد بے حساب اور شکر بے قیاس اس منعم حقیقی کے لئے جس نے سُنَّتِ سَنِیَّةٌ مُحَمَّدِیَّةٌ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلٰمِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوٰتِ وَالتَّحِيَّاتِ کی حضرت مجدد الف ثانی رُوْحَہُ اللہ سبحانہ رُوْحَہُ وَاَقَاصُ عَلَیْنَا فُتُوْحَہُ کے طریقہء عجیبہ سے تجدید فرمائی۔ پہلے بزرگوں کی نسبت کو اسی تازگی سے پچھلوں میں جلوہ گر فرمایا۔ بے شمار درود قافلہ کے سالار پر نثار ہوں جو اپنی غیب کی ترجمان زبان پر عُلَمَاءِ اُمَمِیُّ کَا نَبِیَّاءِ بَنِیِّ اِسْرَآئِیْل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مثل ہیں۔ کے مبارک الفاظ لائے اس نفیس حدیث شریف میں گویا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے وجود فائز الجود کی طرف اشارہ ہے۔ درود و سلام آپ کی آل و اصحاب پر ہو۔ جو کوئی ولی بھی کسی صحابی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ بعد والے اولیاء کا پہاڑ برابر سونا خرچ کرنا ان کے ایک سیر جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حمد و صلوة کے بعد اللہ تعالیٰ مددگار کے بندوں میں سے ضعیف ترین آدمی محمد باقر شرف الدین لاہوری عباسی حسینی اللہ تعالیٰ انہیں عافیت بخشے، کہتا ہے کہ حضرت امام ہمام تمام لوگوں کے هَادِی، حُجَّةُ الْاِسْلَام، تمام خواص و عوام کے غوث، قِبْلَةُ الْمُحَقِّقِیْنَ، قُدْوَةُ الْمُدَقِّقِیْنَ، تعریف کرنے والوں کی تعریف سے برتر و بے نیاز، آیات متشابہات کی باریکیوں کو کھولنے والے، حروف مقطعات کے رموز سے آگاہ، قرآنی اسرار کے محرم، محبوب صمدانی حضرت مجدد الف ثانی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کے ہمنام جس نام کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری دی، کے سلوک کے مراتب اور حقائق و خصائص کی اس طریقہ ترتیب سے جس طرح حضرت قطب الاقطاب، شیخ الشیوخ والہباب، برہان الاولیاء، مستند الاصفیاء، غیاث الاتقیاء، منہج العرفاء، قیوم حقانی، جو اس دار فانی سے اسم با سمی بن کر گناہوں کی آلودگی سے پاک بحفاظت تشریف لے گئے۔ یعنی میرے شیخ و امام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ جو طلاب کو راہ سلوک پر چلانے کے لئے جہان اور اہل جہان کے لئے فیض بخش تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شیخ خواجہ محمد معصوم قَدْ سَنَا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کے مکتوبات قدسی آیات میں یہ مراتب با ترتیب مذکور نہ تھے۔ اور اس ترتیب کا وہاں لحاظ نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے اس فدوی کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ رسالہ مقدسہ مبداء و معاد اور مکتوبات امام ربانی و مکتوبات حضرت عروۃ الوثقی کے ہر چھ دفاتر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو جمع کر کے اور ان حضرات کے خاص مراتب سلوک و تسلیم کو ترتیب وار تحریر میں لائے۔

فَالَّذِي يَزِدُّهُ إِذَا حُسْنًا هُوَ مُنْتَظَمٌ وَلَيْسَ يَنْقُصُ قَدْرًا غَيْرَ مُنْتَظَمٍ (برہ شریف)

یعنی قیمتی موتی جو ہار میں ہوں تو ان کا حسن دو بالا ہو جاتا ہے۔ گو کہ لڑی میں نہ ہونے کی وجہ سے ان کی چمک دھمک اور قدر و قیمت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا نَبِیِّیْن سے انوار حاصل کرنے

والے بنایا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے 21 شوال ۱۰۸۰ھ کو یہ کام شروع کیا اور اسی سال ۹ ذیقعد کو کئی دن ناغہ ہو جانے کے باوجود مکمل کر لیا۔ ان مراتب کی ترتیب کے بعد خاتمہ میں بعض خصائص کا ذکر ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ایسی انمول چیز بن گئی ہے جو عقلمندوں کو خوش کرتی ہے اور اذکیاء کے ذہنوں نے اس بارے میں مجھ سے سبقت نہیں کی۔ باوجودیکہ کئی اصحاب طریقت اس کوشش میں تھے کہ مکاتیب گرامیہ کو اپنی عبارت میں بطور اختصار مرتب کریں۔ مگر اس فقیر نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ مقدس عبارت حصول برکت کے لئے بعینہ نقل کروں۔ لیکن کچھ مقامات پر بعض حکمتوں کی بناء پر معمولی تغیر واقع ہوا ہے۔ وہ بھی ان معانی میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمة کی روح پر فتوح کی اجازت اور آنجناب کی رضا کا مشاہدہ کر لینے کے بعد۔ اور ہر نکتہ کو خوب تلاش و جستجو سے کئی مقامات سے اخذ کیا ہے اور ہر مقام میں قدر ضرورت پر ہی اکتفا کیا ہے۔ اس کے باوجود یہ رسالہ عظیم و بلند نکات، غریب تدقیقات، موزوں ترتیب اور عمدہ ترکیب پر مشتمل ہے۔ اور ہر مرتبہ تصوف ذکر کرنے سے قبل باب کی جگہ لفظ ہدایت ذکر کیا گیا ہے۔ اس مرتبہ کے بعض لوازمات و متعلقات کے ذکر کے لئے فصل کی بجائے لفظ فائدہ اختیار کیا ہے۔ یہ رسالہ بیس ہدایات ایک خاتمہ اور ایک مسکۃ الختام پر مرتب کیا ہے اسی لئے اس کا نام رکھا۔

کنز الہدایات فی کشف الدرایات والنہایات۔

دورانِ تالیف کئی مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس تالیف کے سلسلہ میں توجہ فرمائی گئی آنجناب کے ساتھ اتحاد خاص اور نسبت خاص محسوس کی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ علیہ الرحمۃ کی طرف سے توفیق و امداد معلوم ہوئی۔ اور اتمام رسالہ پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خواب میں زیارت سے مشرف ہوا۔ اس لئے قبولیت و مہربانی کی امید ہوئی۔ اس قبولیت کی تصدیق حضرت مخدوم زادہ، ارشاد و سادہ، صاحب اسرار علیہ، قاسم انوار سنیہ، مرکز دائرۃ افاضت و ہدایت، بحر موانع عقل و درایت

1- سراپا ظاہرِ روح ست و جان ست مہرِ س از باطنش کان بے نشان ست

2- زبان در وصف شرح او بود لال قلم در ذکر مدحش بے زبان ست

3- عنایات کہ دارد در حق من سر ہر موئے من در شکر آن ست

1- جن کا ظاہر تو سراسر روح اور جان ہے ان کے باطن کے متعلق کچھ نہ پوچھیں وہ تو بے نشان ہے۔

2- آپ کے اوصاف بیان کرنے سے زبان گنگ اور قلم آپ کی مدح بیان کرنے سے بے زبان ہے۔

3- میرے حق میں وہ جو عنایات رکھتے ہیں میرا ہر بال اس کے شکر میں مصروف ہے۔

آپ (خواجہ محمد سیف الدین قدس سرہ) ہمیشہ اپنے نام کی طرح اعداء دین پر تلوار بن کر برستے رہیں۔

يَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنَا اللّٰهُ تَعَالٰی آمِنُ کہنے والوں پر رحمت فرمائے۔ کی بارگاہ میں قبولیت جانتا ہے

والصلوة والسلام علی من ختم بہ الرسالۃ و فی کل امر الیہ الحوالۃ و علی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی جمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین

ہدایت اول

اس چیز کے بیان میں جس کا جاننا مرشد و طالب دونوں کے لئے ضروری ہے۔

فائدہ نمبر ۱ استخارہ و توبہ کے بیان میں

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ جب طالب راہ سلوک شیخ کی خدمت میں حاضر ہو تو شیخ اسے استخارہ کرنے کا حکم دے۔ طالب تین یا سات مرتبہ استخارہ کرے۔ اگر کوئی تذبذب واقع نہ ہو تو شیخ اسے کام میں لگا دے۔

فائدہ نمبر ۲ استخارہ کا بدل

مؤلف رسالہ شیخ محمد باقر قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شیخ کامل و مکمل کے دل کا طالب کی طرف متوجہ ہونا بھی استخارہ کے قائم مقام ہے۔ مگر استخارہ بھی ہو جائے تو نور علی نور ہے۔

فائدہ نمبر ۳ توبہ کا طریقہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ شیخ پہلے اسے توبہ کا طریقہ بتائے اور حصولِ توبہ میں اجمالی مقدار پر اکتفا کرے۔ اور اس کی تفصیل کو مرورِ زمانہ کے حوالے کر دے۔ کیونکہ اس زمانہ میں ہمتیں پست ہو چکی ہیں اور تفصیلی توبہ کی تکلیف کے لئے ایک مدت درکار ہے۔ جس کے حصول میں سستی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد طالب کی استعداد اور حال کے مطابق ذکر و طریقہ تلقین کرے۔ اس کے کام میں توجہ فرمائے اور راستے کے آداب و شرائط کو طالب کے سامنے بیان کرے۔ اور اتباع کتاب و سنت کی ترغیب دے۔ اور اسے بتائے کہ اتباع کتاب و سنت کے بغیر مطلوب تک رسائی محال ہے۔ اور اس سے بھی آگاہ کرے کہ جو کشف و واقعات بال برابر بھی کتاب و سنت کے خلاف ہوں وہ قابل اعتبار نہیں۔

فائدہ نمبر ۴ طریقہ مجددیہ میں آغاز اسم ذات سے ہوتا ہے

حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ جاننا چاہیے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسائل میں کتنی ہی جگہ لکھا ہے کہ شیخ مرید کو اس کے حال اور استعداد کے مطابق طریقہ ذکر تلقین کرے۔ لیکن آپ کا اپنا طریقہ کار یہی ہے کہ اسم ذات کی تعلیم تمام طلاب کے لئے مقدم ہے **إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ** اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے وہ مراتب سیر کی ابتداء کے وقت تھا اور ولایت جذبہ سے مربوط تھی راہ سلوک میں مرید کے حال کی رعایت اور اس کی استعداد

کے مطابق ذکرِ طریقت کی تعلیم اس کے سلوک کی آسانی کے لئے کافی ہے۔ مثلاً اگر اس کی استعداد جذبہ کے مناسب ہو تو جذبہ کے مطابق تعلیم کرے۔ تاکہ اس کے سلوک میں خلل واقع نہ ہو۔

اور جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مدارج ولایت سے کمالاتِ نبوت میں بطور وراثت عروج فرمایا تو دائرہ جذبہ و سلوک سے بلندی واقع ہوئی۔

کمالاتِ نبوت تعلیمِ طریقہ سے مربوط نہیں ہیں۔ بلکہ اس مقام پر سالک کی ترقی محض شیخ کی صحبت، محبت اور رعایتِ آداب سے ہوتی ہے جب کہ اتباعِ شریعتِ علیہ و سنتِ سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ بھی حاصل ہو۔ اس جگہ تعلیم ذکر صرف طالب کی تسلی کے لئے ہے ذکر اگرچہ مفید ہے مگر اس پر وصل الہی کا دار و مدار نہیں ہے۔

فائدہ نمبر ۵ طریقہ نقشبندیہ قریب ترین طریقہ ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ واضح ہو کہ اقرب، اسبق، اوفق، اوثق، اسلم، احکم، اصدق، اولیٰ، اعلیٰ، اجل، ارفع، اکمل، اور اجمل طریقہ علیہ طریقہ نقشبندیہ ہے۔ قَدْ سَ اللَّهُ تَعَالٰی اَزْ وَاَحْ اَهْلِیْہَا وَاَسْرَارَ مَوَالِیْہَا اس طریقہ مبارک کی یہ تمام تر رفعت اور ان بزرگوں کی یہ علو منزلت سنتِ سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کی متابعت کی وجہ سے ہے۔ اور بدعت نامرضیہ (سیدہ) سے اجتناب کے باعث ہے۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ ان کے کام کی انتہاء صحابہ کرام علیہم الرضوان من الملک المنان کی طرح ابتداء میں درج ہے۔ اور ان کے حضور آگاہی کو دوام حاصل ہے۔ اور درجہ کمال کو پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں کی آگاہی سے فوقیت لے گئی ہے۔

فائدہ نمبر ۶ اخذ طریقہ کے متعلق سوال کا جواب

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔

سوال۔ آپ نے پوچھا تھا کہ بعض لوگ (خواتین و حضرات) آتے ہیں اور طلبِ طریقہ ظاہر کرتے ہیں جبکہ کھانے، پینے اور لباس میں سود سے حاصل شدہ مال سے پرہیز نہیں کرتے۔ عذر میں کہتے ہیں کہ ہم حیلہ شرعیہ کر لیتے ہیں۔ تاکہ حرمت نہ رہے ان کو تعلیمِ طریقہ میں کیا حکم ہے؟

جواب۔ ان کو طریقہ بتائیں اور حرام سے اجتناب کی ترغیب بھی دیں ممکن ہے کہ طریقہ مبارک کی برکت سے ان مشتبہ اشیاء سے بچ جائیں۔

فائدہ نمبر ۷ مستورات کی بیعت کا طریقہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں ۱۔

سوال۔ بعض عورتیں بھی طریقہ اخذ کرنے کی درخواست کرتی ہیں؟

جواب۔ اگر وہ عورتیں محرم ہیں تو طریقہ بتانے میں کیا حرج ہے اگر غیر محرم ہیں تو پردہ میں بیٹھ کر طریقہ حاصل کریں۔

فائدہ نمبر ۸ مریدین کے لئے اوراد و وظائف

حضرت عروۃ الثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۲۔ طالبانِ طریقت کو وظائف و اذکار میں سرگرم رکھیں۔ خدمات بجالانے اور رعایت

آداب کی ترغیب دیں۔ فارغ نہ چھوڑیں امید ہے کہ بزرگوں کی نسبت خاص سے بہرہ یاب ہوں گے۔ مقصود حصول نسبت

ہے۔ اس کے حصول کا علم ہونا یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ اگر علم بخش دیں تو فیہا ورنہ کوئی غم نہیں۔

نسبت جس قدر دیر سے اور دقت سے حاصل ہوگی۔ اتنی ہی اس کی قدر و منزلت زیادہ ہوگی۔ اور جو چیز آسانی اور جلدی سے ہاتھ

لگتی ہے۔ اس کی اتنی قدر و منزلت نہیں ہوتی۔ عجلت سے کام لینے والا ابوالھوس ہے۔ طالب نہیں ہے۔ اور نہ ہی لائق صحبت

ہے۔ لوگ اس کمینہ دنیا کے حصول کے لئے کیا کیا تکلیفیں برداشت نہیں کرتے۔ حالانکہ طلب حق زیادہ ضروری ہے بزرگان دین

نے اس کی طلب میں بہت بڑی ریاضتیں کیں اور عمریں بسر کر دیں۔

اوحدی شصت سال سخت دید تابشے روئے نیک سخت دید

اوحدی نے ساٹھ سال سخت برداشت کی تب جا کر ایک رات نیک سختی کا چہرہ دیکھا۔

فائدہ نمبر ۹ جلد اثر ظاہر نہ ہونا استعداد کے نقصان کی دلیل نہیں ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں ۳۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اثر قبول کرنے میں تاخیر نقصان استعداد کی علامت نہیں ہے۔ کئی

لوگ کامل الاستعداد ہونے کے باوجود اس مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۰ اس زمانہ کے طالبین

حضرت عروۃ الثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۴۔

سوال۔ آپ نے حرص اور طالبوں کی عدم استقامت کی شکایت لکھی تھی اور ان لوگوں کو تلقین سے اظہار افسوس کیا تھا؟

جواب۔ میرے مجدد، اس زمانہ کے اکثر طلباء طریقت کا یہی حال ہے۔ طلب صادق اور طالب کے استخارہ اور انشراح صدر

۱۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۵۶، ۲۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۲

۳۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۱۱۵، ۴۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۱۸

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حاصل ہونے کے بعد طریقہ تلقین کرنا چاہیے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی بے استقامتی اور روگردانی ظاہر ہو تو کہہ دیجئے کہ اس میں اسی کا نقصان ہے۔

فائدہ نمبر ۱۱ شیخ کے لئے ضروری امر

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ پیر کو چاہیے کہ مریدوں کے سامنے اپنے آپ کو آراستہ رکھے اور عام میل جول کا دروازہ ان پر نہ کھولے تاکہ شیخ کی ہیبت ان کے دل میں بیٹھ جائے۔ اگر یہ جاگزین ہو گئی تو مرید کی عقیدت و ترقی اور تربیت کا سبب بنے گی۔

فائدہ نمبر ۱۲ جہد مسلسل

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ آپ نے لکھا تھا حکم کے مطابق طالبین کے مجمع کو ایک گونہ مشغول رکھتا ہوں۔ کوئی شخص بھی اثر قبول کئے بغیر نہیں رہتا حتیٰ کہ اکثر تو پہلی ہی توجہ سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

حَمْدُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ عَلٰی ذٰلِكَ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجالائیں اور خود بینی و خود پسندی سے ڈریں۔ اور اپنے تصور کا اعتراف کرتے رہیں۔ طالبین کے حال پر توجہ اور ان کے احوال کی جستجو میں تساہل نہ کریں۔ کیونکہ یہ بہت بلند عبادت سے ہے۔ اس کام سے فرصت اور ان کے حق کی ادائیگی کے بعد بقدر طاقت دیگر طاعات مثلاً درس و تدریس اور ذکر و فکر میں مشغول رہیں۔ آپ نے یہ سنا ہوگا۔

اِنَّ اَحَبَّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ حَبَّبَ اللّٰهُ اِلَى عِبَادِهِ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے بندوں کے دلوں میں ڈالے۔

فائدہ نمبر ۱۳ شیخ کی خدمت میں حاضری اور علم نسبت میں مددگار ہے

حضرت شیخ محمد باقر قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں پہلی مرتبہ دارالارشاد سرہند شریف پہنچا اور حضرت پیر دنگیر شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی قدمبوسی سے مشرف ہوا تو حضرت اقدس نے استفسار فرمایا کہ تعلیم کی پابندی کرتے ہو؟ فقیر نے عرض کی جب سے شغل باطن کو اختیار کیا ہے اس وقت سے ظاہری تعلیم و تعلم کی پابندی اس قدر نہیں رہی۔

دوسری حاضری پر خلوت میں اس سوال کا اعادہ فرمایا تو ناچیز نے عرض کیا مطالعہ علم ظاہر میں استغراق کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہیں رہتی اور یہ دونوں جمع نہیں ہوتے۔ حضرت نے فرمایا بلا روک ٹوک کہو۔ علم ظاہر میں مشغولیت ہماری نسبت میں

میں مددگار ہے۔ اس وقت سے اس فقیر کو دوسری توفیق بھی مل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فائدہ نمبر ۱۴ ترتب اثرات پر اظہار مسرت

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں: صبح و ظہر کے وقت حلقہ کی پابندی اور مغرب کے بعد احباب کی طرف توجہ کا طریقہ اور مجلس کی گرمی توجہات کی تاثیر، ظہور آثار اور ترقیات عظیمہ کے متعلق لکھا تھا۔ بہت زیادہ مسرت ہوئی۔

اللّٰهُمَّ اَکْثِرْ اِخْوَانَنَا فِی الدِّیْنِ اے اللہ ہمارے دینی بھائیوں میں اضافہ فرما۔

اس جلیل القدر کام میں زیادہ سے زیادہ پابندی کرنی چاہیے اور صحیح نیت میں جان سے کوشاں رہنا چاہیے۔ ہمیشہ التجا و تضرع کرتے رہنا چاہیے۔

فائدہ نمبر ۱۵ وصول رابطہ شیخ پر موقوف ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں: ہمارے طریقہ میں درجہ کمال تک رسائی شیخ مقتدا سے رابطہء محبت کے ساتھ وابستہ ہے۔ طالب صادق، شیخ سے محبت کی وجہ سے شیخ کے باطن سے فیوض و برکات اخذ کرتا ہے اور معنوی مناسبت کے ذریعے لمحہ بہ لمحہ اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

صوفیاء کرام بیان فرماتے ہیں کہ فنا فی الشیخ فنائے حقیقی کا مقدمہ ہے۔ رابطہ شیخ اور فنا فی الشیخ کے بغیر محض ذکر اللہ تعالیٰ تک رسائی کا سبب نہیں ہے۔ اگرچہ ذکر اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ لیکن رابطہ شیخ اور فنا فی الشیخ کی شرط سے مشروط ہے۔

ہاں طریقہء ذکر کو لازم قرار دیئے بغیر آداب صحبت کی رعایت اور شیخ کی توجہ و التفات کے ہوتے ہوئے یہ رابطہ تنہا بھی موصل الی اللہ ہے۔ دوسرے طریقوں میں سلوک و تسلیک کی وابستگی اور کام کا دار و مدار و وظائف اور اذکار پر ہے۔ اور معاملہ کی بنیاد ریاضتوں اور چلوں پر ہے۔ اور شیخ طریقت کی طرف اس درجہ کار جو غائب نہیں ہے۔ اس طریقہ میں جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے افادہ و استفادہ اور انعکاس میں پابندی آداب کے ساتھ شیخ کی صحبت ہی کافی ہے۔ اور وظائف و اذکار اور طاعات اس کے مددگار و معاون ہیں۔

ایمان اور تسلیم و انقیاد کی شرط کے ساتھ حضور خیر البشر عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ الصَّلٰوٰتِ الزَّکٰیٰتِ وَ التَّسْلِیْمٰتِ النَّبِیَّاتِ کی صحبت ہی کمالات کے حصول کے لئے کافی تھی۔ اس لئے اس طریقہ میں راہ سلوک قریب ترین واقع ہوا ہے۔ شیخ کامل و مکمل سے فیوض و برکات حاصل کرنے میں جوان، بچے، بوڑھے، زندہ اور مردہ برابر ہیں۔ اس سلسلہ عالیہ جو کہ ابتداء میں انتہاء کے درجے کو شامل ہے میں ریاضت سفت سبتیہ کی اتباع اور بدعت نامرضیہ یعنی سیئہ سے اجتناب ہی کا نام ہے۔

فائدہ نمبر ۱۶

فائدہ نمبر ۱ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں دعوت اسماء نہیں ہے

فائدہ نمبر ۱۸ ختم خواجگان کا فائدہ

فائدہ نمبر ۱۹

اپنے شیخ کے متعلق اعتقاد کیسا ہونا چاہیے؟

۱: مبداء و معاد ۲: مکتوبات اسلام آباد جلد اول مکتوبات ۳: مبداء و معاد

marfat.com

Click For More Books

ہدایت دوم

اسم ذات کے ذکر قلبی کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں: سنا چاہیے کہ ہمارے طریقہ میں شغل باطن کئی قسم پر ہے۔

اسم ذات کا ذکر۔

اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ طالب کو چاہیے کہ اپنی زبان حلق سے چپکا لے اور جمع ہمت یعنی دل کو غیر خدا سے خالی کر کے بائیں جانب واقع صنوبری شکل کے دل کی طرف متوجہ ہو یہ قلب صنوبری قلب حقیقی کا آشیانہ ہے۔ جو کہ عالم امر سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو حقیقت جامعہ بھی کہتے ہیں۔

لفظ مبارک: اللہ: کو دل میں خیال کی طرح لائے اور زبان دل کے ساتھ صورت دل کا تصور کئے بغیر یہ لفظ بزرگ ادا کرے۔ اور ذکر کرنے میں سانس کو بالکل دخل نہ دے۔ سانس اپنے طریقہ سے چلتا رہے۔ اور لفظ مبارک، اللہ، سے ذات بے چون و بے مثال کو پکارے۔ کسی صفت کی طرف متوجہ نہ ہو۔ تاکہ بلندی ذات سے پستی، صفات کی طرف نہ آئے اور تنزیہ سے تشبیہ کی طرف مائل نہ ہو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ قلب کا تعلق بائیں طرف ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے اور روح کا تعلق دائیں جانب ہے۔ اور یہ بھی محل ذکر ہے۔ اور وسط سینہ جو کہ سر، خفی اور اخفی کا مقام ہے یہ بھی محل ذکر ہے۔ اور جب ذکر غلبہ کرتا ہے تو تمام جسم کو گھیر لیتا ہے۔ اور جسم کا ہر جوڑ دل کی طرح ذکر میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اسے سلطان الذکر کہتے ہیں۔ طالب کو چاہئے کہ ذکر میں اس طرح ہیشگی دکھائے کہ ذکر و حضور ملکہء دل اور اس کی صفت لازمہ بن جائے۔ جس طرح کہ سنا صفت سامعہ اور دیکھنا صفت باصرہ ہے۔ اس طرح کہ اگر تکلف سے ذکر و حضور کو دل سے دور بھی کرنا چاہے تو نہ ہو۔

فائدہ نمبر ۲ سلطان الذکر کا ثبوت

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

سوال۔ آپ نے لکھا کہ سلطان الذکر اب تک نہ کتابوں میں دیکھا ہے اور نہ ہی کسی سے سنا ہے۔؟
جواب۔ مخدوم: سلطان الذکر ہمارے طریقہ میں عام و مشہور اور شائع ہے ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ہے۔ اپنی اختراع نہیں۔ جو کچھ بھی ہے سب بزرگوں کی طرف سے ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احراق قدس سرہ کے قریب العہد ہندوستان کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آخر عمر میں ان پر استغراق اور بے خودی غالب آ گئی۔ اکثر اوقات استغراق میں رہتے نماز کے لئے بلند آواز سے انہیں بیدار کیا جاتا۔ اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ہم نے دل کو بہت کوٹا ہے حتیٰ کہ سلطان الذکر ہر وقت غالب رہتا ہے اور مجھے اپنے آپ سے بے خود کر دیتا ہے۔

فائدہ نمبر ۳ حضور قلبی کا دوام

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۱۔ اگر ذکر قلبی سے دل کی حرکت و جنبش مراد لی جائے تو اس پر دوام کوئی ضروری نہیں نہ حالت فنا میں اور نہ حالت فنا کے بغیر جو چیز دائمی اور لازمی ہے وہ توجہ اور حضور قلبی ہے حرکت ہو یا نہ ہو۔

فائدہ نمبر ۴ ذکر قلبی کا مرتبہ خوارق سے کہیں بلند ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۲۔ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف میں خوارق و کرامات کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں خوارق و کرامات کا مقام دل کے ذکر کے ساتھ آراستہ ہونے اور ذکر ذات کے وجود سے بہت کم ہے۔

فائدہ نمبر ۴ لطائف سبعہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۳۔ ہم جس راستہ کے طے کرنے کے درپے ہیں وہ کل سات مرتبے ہیں دو کا تعلق عالم خلق سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے۔ پانچ مراتب یعنی لطائف خمسہ جن کا تعلق عالم امر سے ہے وہ قلب، روح، سر، خفی اور اخفی ہیں۔ عالم خلق سے متعلق قالب اور نفس ہیں اور قالب عناصر اربعہ سے مرکب ہے۔

فائدہ نمبر ۵ حضور اکرم ﷺ کا عمل دو قسم پر ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں ۴۔

سوال۔ آپ نے پوچھا تھا کہ ذکر بالجہر کو بدعت جان کر منع کرتے ہیں۔ باوجودیکہ ذوق و شوق کا باعث ہے۔ اور دوسری چیزیں جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھیں مثلاً کوٹ شال اور شلوار سے منع نہیں کرتے؟

جواب۔ میرے مخدوم آنحضرت ﷺ کے عمل دو قسم پر ہیں ۱۔ بطور عبادت ۲۔ بطریق عرف و عادت۔ جو اعمال بطور عبادت ہوں ان کا خلاف بدعت منکرہ جانتا ہوں۔ اور ان کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ یہ احداث فی الدین (دین میں نئی چیز پیدا کرنا) اور مردود ہے۔ اور جو عمل عرف و عادت کے طور پر ہوں ان کا خلاف بدعت اور منکر نہیں جانتا۔ اور ان کے منع کرنے میں مبالغہ نہیں کرتا۔ کیونکہ ان کا تعلق دین سے نہیں اور ان کا ہونا نہ ہونا عرف و عادت پر مبنی ہے نہ کہ دین و ملت پر۔ کیونکہ بعض شہروں کا عرف دوسرے شہروں کے عرف کے خلاف ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ایک ہی شہر میں تفاوت زمانہ کی بناء پر عرف و عادت میں بھی تفاوت واقع ہو جاتا ہے۔

اسکے باوجود سنت عادیہ کی رعایت بھی مقرر تاج اور منج سعادت ہے۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۳۷ ۲۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۵۰

۳۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۸۴ ۴۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۳۱

۵۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے متعلقین کو مسودہ الف ثانی راہی اللہ عنہم کے بطور خاص مد نظر رکھنا چاہیے۔ جلالی غفرلہ

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہدایت سوم

نفی اثبات کے ذکر قلبی کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ ذکر نفی اثبات کا طریقہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۱۔ دوسری قسم نفی اثبات کا ذکر ہے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ذکر۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان تالو پے چپکا لے اور سانس کو ناف کے نیچے روک کر لَا کو ناف سے کھینچتے ہوئے وسط سر پر پہنچائے اور کلمہ اِلَہ کو بالائے سر سے دائیں کندھے پر اور اِلَا اللہ کو دائیں کندھے سے صنوبری شکل کے دل پر لائے جو کہ بائیں جانب واقع ہے۔ اس مجموعہ کا نقشہ لائے معکوس کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ ان کلمات کو اعضاء اور سانس کو حرکت دیئے بغیر صرف خیال سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا چاہیے اور سانس ناف کے نیچے بند رہے۔ سانس جب تک موافقت کرے طاق طریقے سے یہ ذکر کرتے رہے۔ جفت نہیں ہونا چاہیے۔ اسی لئے اس ذکر کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ یعنی اس میں عدد سے واقفیت رہتی ہے۔

جب سانس تنگ ہو جائے تو سانس لے لے۔ اس کے بعد اس کلمہ کے معنی کو اس طرح تصور کرے کہ ذات پاک کے سوا کوئی مقصود نہیں۔ اس کے بعد پھر سانس روک کر پہلے طریقہ کے مطابق ذکر کرے اور مسلسل ایسا کرتا رہے۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے سلسلہ خواجگان نقشبندیہ کے سردار حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ کو شب سے پہلے یہ ذکر تعلیم فرمایا تھا اور ذکر تعلیم فرماتے وقت آپ کو پانی میں غوطہ لگانے کا حکم فرمایا شاید اس کی حکمت یہ ہو کہ سانس برقرار رہے۔ ۲

فائدہ نمبر ۲ ماسوی اللہ سے دل خالی ہونا چاہیے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۲۔ پوری محنت اور کوشش کے ساتھ دل کو تعلقات سے منقطع کرنے کے درپے رہیں۔ اس کلمہ طیبہ کی مدد سے اپنے باطن کے میدان کو لمحہ بہ لمحہ ان تعلقات سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔ یہاں تک مقصود حاصل ہو جائے یہاں تک کہ لکھا ہوا اپنی مدت کو پہنچ جائے۔

حَتَّى يُلْغَ الْكِتَابُ إِلَى أَجَلِهِ

یہاں تک کہ لکھا ہوا اپنی مدت کو پہنچ جائے۔

تا بجا روبرو لا نزوی راہ

کے رسی در سرائے اِلَا اللہ

جب تک لَا کے جاڑو سے راستہ صاف نہ کرو گے اس وقت تک اِلَا اللہ کی سرائے تک نہ پہنچ سکو گے۔

فائدہ نمبر ۳ دوسوالوں کے جواب

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں ۳۔ چٹھے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اس راستہ کے طالبوں کی توجہ ابتداء سے ہی محض ذات احدیت کی طرف ہے تو نفی اثبات سے نہ توجہ جمع نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ نفی کے وقت یہ توجہ غیر کی طرف ہوتی ہے؟

جواب۔ غیر کی طرف توجہ تو صرف ذات احدیت کی طرف توجہ کی تقویت و تربیت کے لئے ہے۔ غیر کی نفی سے اغیار کی مزاحمت کے بغیر اس توجہ کا دائمی حصول مقصود ہے۔ اس لئے نفی غیر کی طرف توجہ احدیت کی طرف توجہ کے منافی نہیں ہے۔ احدیت کے منافی توجہ تو غیر کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

سوال۔ ساتویں سوال کا ماحصل یہ ہے کہ راہ سلوک کا مبتدی تالو اور زبان سے جو ذکر کرتا ہے دل کو بھی وہی ذکر کرنا چاہیے لیکن نفی و اثبات میں دل ہی تمام ذکر کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر تمام ذکر کر سکتا ہے تو لا کو اوپر الہ کو دائیں طرف کھینچنے کا مقصد کیا ہے؟
جواب۔ قلب اگر مکمل ذکر کرے تو لا کو اوپر اور الہ کو دائیں طرف اور الا اللہ کو اپنی طرف کھینچنے میں کیا حرج ہے۔ باوجودیکہ یہ ذکر محض خیال سے ہوتا ہے۔ تالو اور زبان کا اس میں کوئی دخل نہیں حتیٰ کہ دل کی موافقت شرط قرار دیں؟
تمہارے یہ دونوں سوال (امام المتکلمین) فخر الدین رازی کی تشکیکات کی مثل ہیں۔ اگر پوری طرح توجہ کرتے تو از خود زائل ہو جاتے۔

فائدہ نمبر ۴ جس دم بدعت نہیں ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں!۔

تیرھواں سوال۔ ذکر میں جس دم بدعت ہے یا نہیں؟ اگر بدعت حسنہ کہیں تو حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ سرہ کے فرمان کے مطابق کسی بدعت میں حسن نہیں تو یہ عمل بدعت سے کس طرح بچ سکے گا؟

جواب۔ ذکر فی حد ذاتہ حسن و مسنون ہے مگر جس دم اس وقت بدعت قرار پائے گا جب قرن اول میں اس کے نہ ہونے کا ثبوت مل جائے گا۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ نیز یہ ذکر سالار سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس سرہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے سکھایا تھا ان کے عمل پر بدعت کا حکم نہیں لگا سکتے۔

ہمارے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کے ملفوظات شریفہ میں منقول ہے۔ فرمایا کہ سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ میں حضرت رسالت پناہ ﷺ سے خرقہ کی سند معنعن بیان کرتے ہیں اور انہوں نے ذکر کی سند معنعن بیان نہیں کی۔ لیکن سلسلہ نقشبندیہ اور کبرویہ میں حضرت رسالت پناہ ﷺ سے حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے واسطے سے آج ہمارے زمانے تک ذکر معنعن پہنچا ہے۔ اور واسطوں میں کوئی فتور نہیں ہوا۔ اسی اثنا میں حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رابطہ کا طریقہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پہنچا ہے یہ کس طرح ہے؟ جواباً ارشاد فرمایا کہ جو ذکر اس سلسلہ مقدسہ میں ہے اسکو وقوف عددی کہتے ہیں۔ مقرر طریقے مثلاً جس دم اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اس کے ساتھ ملانے کا طریقہ حضرت سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق معنعن پہنچا ہے۔ اور طریق صحبت بھی انہیں سے۔ کیونکہ وہ سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ہمراہ رہتے تھے اور صحبت کے ذریعے فیضان حاصل کرتے تھے۔

فائدہ نمبر ۵ تلقین کی حیثیت

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں: "تلقین ذکر بچوں کو الف با پڑھانے کی مانند ہے۔"

فائدہ نمبر ۶ ذکر کی حیثیت

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرمایا ہے کہ ذکر مقصود بالذات نہیں ہے۔ بلکہ فانی المذکور کا وسیلہ ہے۔

طرح طے کرنے کو آسان نہ جانیں۔ تلوینات سے پوری طرح نکلنے اور تمکین کے ساتھ مل جانے کو حقیر خیال نہ کریں۔ ہاں یہ معاملہ دوسرے کمالات کی نسبت جو کہ اس کے اوپر ہیں ایسا ہے کہ دریائے محیط کے مقابل ایک قطرہ۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرد ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود

آسمان عرش کی بہ نسبت بہت نیچے ہے ورنہ خاک کے تودے کی بہ نسبت تو بہت بلند ہے۔

فائدہ نمبر ۴ قبض و بسط کن لوگوں پر طاری ہوتی ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں: مبتدیوں کو جو کہ ارباب قلوب ہیں۔ قبض و بسط حاصل ہوتی ہے اور یہ تلوینات قلب سے ہے۔ اور جو شخص تلوین سے بڑھ کر تلوین میں پہنچ جائے وہ قبض و بسط سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔ اس پر جو کیفیت وارد ہو وہ صرف صورت کے اعتبار سے قبض و بسط ہوتی ہے۔ اور اس میں محض اسی مشارکت ہوتی ہے۔ اس حال کے مناسب خوف ورجا ہے

الْإِيمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ (ایمان خوف و امید کے درمیان ہے)۔

فائدہ نمبر ۵ صورت قبض

حضرت شیخ محمد باقر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن فقیر نے پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں قبض باطن کی شکایت کی کہ ان دنوں قبض باطن بہت ہے۔ فرمایا قبض و بسط تو ارباب قلوب کو حاصل ہوتے ہیں پھر عرض کیا کہ کیا صورت قبض ہے؟ فرمایا: ہاں صورت قبض ہے۔ حقیقتاً قبض نہیں۔

فائدہ نمبر ۶ رجوع و عدم رجوع

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں: آپ نے ایک بزرگ کے اس قول کے متعلق پوچھا تھا۔

مَا رَجَعَ مَنْ رَجَعَ إِلَّا مِنْ طَرِيقٍ وَمَنْ وَصَلَ لَا يَرْجِعْ جس آدمی نے بھی رجوع کیا وہ دراصل راستہ ہی سے لوٹ آیا اور جو واصل ہو جائے اسے رجوع حاصل نہیں ہوتا وہ نہیں لوٹتا۔

سوال۔ کیا جو سالک فنا قلبی سے مشرف ہو جائے اس کا رجوع جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح فنا روحی اور اس سے بلند فنا اہل تک پہنچ جائے تو اس کا رجوع بھی جائز ہے یا کہ نہیں؟

جواب۔ میرے مخدوم: صاحب فنا قلبی سیر الی اللہ مکمل کر کے اپنے اصل سے واصل اور تلوین سے گذر کر تمکین سے متصل ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے بزرگوں کے ارشاد کے مطابق رجوع سے محفوظ رہے گا۔ یہی حال باقی لطائف کی فنا کا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے کئی مقامات میں تحریر فرمایا کہ ایسے شخص کو اگر حضرت نوح علیہ السلام کی عمر دے دیں

اور بعض مقامات پر ہے کہ اگر اسے ہزار سال کی عمر بھی حاصل ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ کے ماسوا کا اس کے دل پر گزر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ دل کو ماسوا اللہ سے نسیان حاصل ہو چکا ہے۔ ان عبارات کا مفہوم یہی ہے کہ صاحب فنا کو رجوع نہیں۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ اس فنا قلبی والا تلوینات سے آگے تمکین کے درجہ تک واصل ہو چکا ہے۔

ہاں۔ مکتوبات شریف جلد اول میں بعض مریدین کی طرف تحریر فرمایا کہ سلامتی قلب سے ہرگز دھوکہ نہ کھانا کیونکہ احتمال رجوع باقی ہے اس عبارت کے پیش نظر وقوع رجوع سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اس عبارت کا ایک یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے وہ مکتوب الیہ اس سلامتی پر ابھی فائز نہیں ہوا تھا اس لئے نقص اور عدم وصول کی طرف اس کی رہنمائی فرمائی ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت فانی قلب کا عدم رجوع حد یقین تک نہ پہنچا ہو۔ اس کے بعد اس کا خلاف ثابت ہو گیا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے مکتوب الیہ کے امور دنیا میں کثرت اشتغال پر مطلع ہوتے ہوئے ازراہ زجر یہ فرمایا ہو کہ احتمال رجوع باقی ہے اور یہ معنی وقوع کو مستلزم نہیں دائرہ احتمال بہت وسیع ہے۔ ازروئے تنبیہ احتمال کو بیان فرمایا ہو۔

اگر یہ اعتراض کریں کہ فنا قلبی تو فنا نفس کے بغیر حاصل ہو جاتی ہے ابھی تک نفس اپنی رعونت، انایت، امارگی اور باقی صفات رذیلہ پر قائم ہوتا ہے تو سلامتی کیسے متصور ہو سکتی ہے؟ اور امن کہاں سے حاصل ہوگا؟ تو میں جواباً کہتا ہوں کہ فنا و سلامتی قلب کے حصول کے بعد ہمیں پر امید رہنا چاہیے کہ نفس کی امارگی اور دیگر صفات رذیلہ اسے متاثر نہ کر سکیں گی۔ اور اس کے نسیان ماسوا میں خلل انداز نہ ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ فنا قلب حاصل ہونے کے بعد نفس کا اپنی امارگی اور دیگر صفات رذیلہ پر برقرار رہنا ممکن نہیں کیونکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فنا کے بعد نفس کی تیزی ماند پڑ جاتی ہے اور قلب کے حال، استہلاک اور اپنے مطلوب میں استغراق کے ساتھ نیک ہم مجلس کی صحبت سے نفس اپنی بہت سی صفات رذیلہ سے از خود نادم ہو کر اصلاح سے آراستہ ہو جاتا ہے۔

سوال۔ فنا قلبی و روحی وغیرہ کے بعد دوام حضور مع اللہ خواب یا بیداری میں لازم ہے یا نہیں؟

جواب۔ حضور مع اللہ کا دوام لازم ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک فنا و بقا دائمی ہیں اور جس میں دوام نہیں ساقط الاعتبار ہے۔ اور فنا و استہلاک کا معاملہ حضور سے بلند تر بھی ہے اور نازک تر بھی۔ کیونکہ جس جگہ استہلاک و ضمحلل ہو وہاں حضور کا اطلاق ہی درست نہیں۔ فنا میں نسیان ماسوا اور عدم خطور ماسوا (غیر کا خیال نہ آنا) لازم ہے اور دوام حضور میں ماسوا کا نسیان اور عدم خطور و رکاز نہیں ہے۔ حضور کا ماسوا کے ساتھ جمع ہونا اس جاری پانی کی طرح ہے جس کے ساتھ تنکے بھی بہہ جاتے ہیں اور پانی کی روانی میں خلل انداز نہیں ہوتے۔

فائدہ نمبر ۷ خلوص و یکتاہتی

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **آلَا لِلّٰهِ الدِّینُ الْخَالِصُ** (۳۹-۳) خبردار اللہ کے لئے ہی دین خالص ہے۔ طالب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طلب و محبت میں یکتاہتی و یکسوئی کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ عظیم مقصد ماسوا کی شرکت کی موجودگی میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس قدر کوئی شخص کثرت کے ساتھ الجھا ہوا ہو اور جہات کثیرہ اپنے ساتھ رکھتا ہو اگر یہ طلب، علم اور محبت کے ساتھ ہیں تو وحدت حقیقی سے دور اور جدا ہوگا اور جس قدر کثرت ساقط کرے گا خواہ از روئے توجہ و التفات و طلب ہو خواہ دید و دانش کے طریقہ سے ہو وحدت کے زیادہ قریب ہوگا۔

سالک جب تک کثرت کے درپے ہے مقام طریقت میں ہے اور جب معاملہ اسقاط سے سقوط پر آ جاتا ہے تو ماسوا اللہ کی محبت اور دید و دانش سے چھوٹ کر حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ اس مقام میں دل کو اس قدر ماسوا سے انقطاع و نسیان حاصل ہو جاتا ہے کہ سالک اگر تکلف سے ماسوا کو یاد اور حاضر کرے بھی تو اسے میسر نہ ہو سکے۔ نہ یاد آئے اور نہ ہی دل میں گذر ہو۔ اس وقت دل ماسوا سے انقطاع کی وجہ سے نہ تو جہان کی خوشی سے خوش ہوتا ہے اور نہ ہی جہان کے غم سے غمگین۔ یہ کمالات ولایت سے پہلا کمال ہے۔ اور دیگر کمالات کے لئے شرط ہے اس کو فنائے حقیقی سے تعبیر کرتے ہیں اس کمالِ اوّل کے حصول میں کوشاں رہنا چاہیے جب یہ حاصل ہوگا تو دیگر کمالات اس کے بعد ملیں گے۔

فائدہ نمبر ۸ فناء قلب کا دار و مدار تجلی فعل پر ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ کہ فناء قلب جو برزخ اور حقیقت جامعہ ہے فعلی تجلی سے مربوط ہے دل کو اس کے ساتھ مناسبت ہونے کی وجہ سے فعل بھی برزخ جامعہ ہے اس تجلی فعلی سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ فیوض و برکات کا افاضہ فعل باری تعالیٰ پر موقوف ہے۔ اور درمیان میں واسطے محض بہانہ ہیں متوسط کی موت و حیات برابر ہیں۔ اور اس وقت یہ اموات سے احیاء ہی کی طرح حصہ حاصل کرتا ہے۔

فائدہ نمبر ۹ مشائخ کرام کا بارگاہ مجددی میں رجوع

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ یہ بات توجہ سے سن لیں کہ انہیں دنوں اس علاقہ کے مشائخ میں ایک شیخ نے اس فقیر (حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی طرف پیغام بھیجا اور اپنے احوال کا اس طرح اظہار کیا کہ فنا و محویت میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ جس طرف دیکھتا ہوں کچھ بھی نہیں پاتا۔ زمین و آسمان کی طرف نگاہ کروں تو نظر نہیں آتا۔ عرش و کرسی کو ملاحظہ کروں تو وہ بھی دکھائی نہیں دیتے حتیٰ کہ اپنے آپ کی طرف متوجہ ہوں تو خود کو بھی نہیں دیکھ پاتا اور جس کسی کے سامنے جاتا ہوں اسے کچھ نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ بے نہایت ہے اس کی نہایت کو کسی نے نہیں پایا مشائخ نے اس کو کمال جانا ہے۔ آپ بھی اگر اس کو کمال

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۷۸ ۲۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۳۴ ۳۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۴

جانتے ہیں تو آپ کے پاس کس لئے آؤں؟ اور اگر کسی دوسری چیز کو کمال جانتے ہو تو تحریر کر دو؟
فقیر نے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ احوال تلویحاتِ قلب سے ہیں اور قلب اس راہ کی پہلی سیڑھی ہے ایسے احوال والے نے
مقامِ قلب کا ابھی چوتھا حصہ طے کیا ہے دیگر تین حصے باقی ہیں انہیں طے کرنے کے بعد زینہ دوم جسے روح سے تعبیر کرتے ہیں پر
عروج کرنا چاہیے اِلٰی مَا شَاءَ اللّٰهُ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو۔

فائدہ نمبر ۱۰ فناءِ قلب کی ایک کیفیت

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ آپ نے لکھا ہے کہ اپنا شعور بھی نہیں رہتا اور اپنے عدم شعور کا بھی علم نہیں رہتا؟
جواب۔ فناءِ قلب کی یہ حالت جس کا بالمشافہ ذکر کیا تھا حاصل ہو چکی ہے۔ کیونکہ نسیانِ قلب کی دائمی حالت میں نہ ہی اپنے
ماسوا کا شعور رہتا ہے اور نہ ہی عدم شعور کا شعور۔

فائدہ نمبر ۱۱ دماغِ حواسِ باطنہ کا محل ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲ خطرہ جب دل سے زائل ہو جاتا ہے تو دماغ میں چلا جاتا ہے اور دماغ سے جو کہ حواسِ
باطنہ کا محل ہے برطرف ہو جائے گا تو کہاں جائے گا۔ یہاں ایک راز ہے جس سے ہمارے حضرت قَدْ سَمِعْنَا اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بِسِرِّ
اَلَا قُدُسٍ مَّخْفُوفٍ و ممتاز ہیں اور دوسروں کو حاصل نہیں ہے۔

فائدہ نمبر ۱۲ ایک وعدہ

شیخ محمد باقر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ اس راز کا اس رسالہ کے آخر میں بیان ہوگا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

فائدہ نمبر ۱۳ دائمی حضور کس سے حاصل ہوتا ہے؟

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ جاننا چاہیے کہ اس کمال میں یقیناً باطن کو دائمی حضور اور ماسوا سے چھٹکارا حاصل ہو چکا
ہے لیکن ابھی تک نفسِ حاضر اور علمِ حضوری برقرار ہے اور اس کی منازعت اور انانیت باقی ہے۔

فائدہ نمبر ۱۴ ایک بشارت

شیخ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ نے فقیر کو پہلی حاضری کے موقع پر چوتھے دن فناء کے
حصول کی خوش خبری سنادی اور فرمایا کہ نفس ابھی اپنی جگہ پر قائم ہے اس کی فکر کرنا چاہیے۔

ہدایت پنجم

عدمیت و فنائے نفس اور ان کی تحقیقات مناسبہ کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ خواص کی توحید کا دوسرا درجہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ توحید خواص کا دوسرا درجہ وہ ہے جس میں سالک کا نفس حاضر اور علم حضوری بھی زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ انا نیت، ہمسری اور شرکت کا دعویٰ کم ہونے لگتا ہے اور عاریتی کمالات کو اصل کے ساتھ ملحق جانتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتا ہے۔ خود کو ان کمالات کا آئینہ خیال کرتا ہے۔ خواہ اپنے کو معدوم سمجھے یا بے حس و حرکت جمادات۔ خود کو انا سے تعبیر نہیں کرتا کیونکہ انا نیت اور خودی اس سے زائل ہو چکی ہے۔ اس وقت اگر توجہ اور حضور حاصل ہے تو خود بخود حاصل ہے کیونکہ عارف کا تو نام و نشان بھی نہیں رہا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عارف اس وقت حق بن چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے متحد ہو چکا ہے۔ انا الحق کہنا اس مقام تک عدم رسائی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ فنا و نیستی اور انا کے نکل جانے کے بعد انا الحق کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اور سبحانی کا کلمہ نہیں بولا جاسکتا۔

خیال کج مبرا یجاؤ بشناس کسے کو در خدا گم شدہ خدا نیست

اس جگہ الٹ خیال نہ کرنا اور جان لینا کہ جو خداوند قدوس میں گم ہو جائے وہ خدا نہیں بن جاتا۔ اس حالت کو فنائے نفس کہتے ہیں۔ اس جگہ حقیقت فنا حاصل ہو جاتی ہے۔ فناء اول باطن کے آئینے کو ماسوا کے نقش اور ماعدا کے حصول سے خالی کرنا ہے۔ ماسوا خواہ آفاق سے متعلق ہو یا انفس سے یہ کمال تجلی افعالی سے وابستہ ہے اور فناء ثانی عارف کے علم حضوری کی نفی سے اس کی اپنی نفی ہو جاتا ہے۔ جو تجلّی، صفات سے متعلق ہے۔ اور اس کے کمال کا دار و مدار تجلّی ذات پر ہے۔

فائدہ نمبر ۲ کمالات واجب تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ وجود اور وجود کے تابع کمالات واجب تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں اور اگر کسی میں کوئی کمال ظاہر ہوتا ہے تو وہ واجب تعالیٰ سے مستفاد و مستعار ہوتا ہے۔ ممکن کی اپنی حیثیت تو صرف عدم ہے جس نے کمالات کے انعکاس کے ذریعے ایک طرح کا ظہور پیدا کر لیا ہے۔ اور دوسرے عدموں سے ممتاز ہو گیا ہے۔ اور ممکن نے اس نمود بے بود کے ساتھ اپنے آپ کو کامل اور خیر کا مبداء تصور کر کے شرکت، ہمسری کا دعویٰ ظاہر کیا ہے اور اپنی طرف متوجہ ہو کر اصل سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صاحب استعداد سالک کو قرب سے نوازنا چاہتا ہے تو اس کو یہ معرفت عطا فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ سے روگردانی کرتے ہوئے اس پاک بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور عاریتی کمالات کو اصل کے حوالے کر کے شرک خفی اور دعویٰ ہمسری سے رہائی حاصل کر لیتا ہے۔

- <https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فائدہ نمبر ۱ اقوال مشائخ دربارہ فنا و بقا

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ فنا و بقا میں اقوال مشائخ علیہم الرحمة مختلف ہیں ان کے ذریعے کسی نتیجہ پر پہنچنا مشکل ہے۔ اس سلسلہ میں جو توضیح و تنفیح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ اس کی حقیقت ہی جدا ہے۔

من لَمْ يَذُقْ لَمْ يَذُرْ جس نے اسے چکھا نہیں اسے کیا معلوم؟

فائدہ نمبر ۲ فنائے جذبہ اور فنائے مطلق کے متعلق سوال کا جواب

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔

سوال: اگر کسی سالک کو ایسی دائمی حالت پیدا ہو جائے کہ اپنے آپ کو اور ماسوا کو معدوم پائے اور اللہ تعالیٰ شانہ کے سوا کچھ موجود نہ پائے لیکن کمالات کی ظلیت اور اس کے اصول کے ساتھ الحاق حاصل نہ ہو تو کیا اس حالت میں صوفیاء کرام کی اصطلاح کے مطابق فنا تک پہنچا ہو گا یا نہیں؟

جواب: وہ فنائے جذبہ تک پہنچ چکا ہے فنائے مطلق تک اس وقت پہنچے گا جب کہ یہ عدمیت کا حصول ظلیت کے علم اور اصل کے ساتھ الحاق کی راہ سے پیدا ہوا ہو۔ اس معنی کو صاحب عدم خود پائے یا کوئی دوسرا عارف کشف یا فراست سے اس کی صفات سے الحاق کو معلوم کر کے اس کی فنا کا حکم لگائے۔ فنائے مطلق اس اسم تک وصول اور اسم میں فنایت کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو کہ سالک کا مبدئ تعین ہے اور اس اسم میں استہلاک ہے۔ عدمیت میں وصول و استہلاک نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس مقام پر اسم مذکور کی ہستی سالک کی قوت ادراک پر غلبہ پالیتی ہے سالک اپنی ہستی کو اس کے سامنے پوشیدہ پاتا ہے اور اپنے آپ کو معدوم دیکھتا ہے جب اس اسم میں فانی ہو جاتا ہے تو وجود اور وجود کے تابع کمالات کو اس سے دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ ملحق پاتا ہے تو فنائے مطلق تک پہنچ جاتا ہے۔

فائدہ نمبر ۸ صاحب عدم کا رجوع جائز ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ صاحب عدم جو کہ جہت جذبہ میں فنا سے عبارت ہے، کے لئے رجوع کرنا جائز ہے کیونکہ وہ ابھی راستے میں ہے اس کا جذب سلوک سے ملا ہوا نہیں اور فنائے قلب وہ فنا ہے جو جذبہ و سلوک پر مرتب ہوئی ہے اس لئے ہمارے حضرت ایشاں رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریف جلد ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ فنا اولیاء کا حصہ ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ولایت جذبہ و سلوک کے بغیر صورت پذیر نہیں کیونکہ یہ دونوں ولایت کے اجزاء ہیں۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد سوم مکتوب نمبر ۳۸، ۲۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۲۰

۳۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۰۵

فائدہ نمبر ۹ عدم کی دو قسمیں اور ان کی تفصیل

حضرت خواجہ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس تقدیر پر فنائے قلبی سے مشرف ہونے والے کو عدمیت کی بشارت کی ضرورت نہیں۔ جب کہ ہمارے حضرت قدس سرہ طلاب کو فنائے قلبی کی بشارت کے بعد عدمیت کی نوید بھی سنا دیتے تھے۔ مگر عدم دو قسم پر ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی عبارت میں واقع عدم کہ وجود بشریت کے ساتھ وجود عدم عود کرتا ہے۔ اور وجود فنا وجود بشریت سے عود نہیں کرتا اس سے مراد وہ عدم ہے۔ جو فنائے قلبی سے پہلے ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ عدم جو کسی بزرگ کے اس قول میں واقع ہے۔

اَشْتَهِيْ عَدَمًا لَا يَعُوْذُ اَبَدًا میں ایسا عدم چاہتا ہوں جو کبھی عود نہ کرے اس سے مراد وہ عدم ہے جو فنائے قلب کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور ہمارے حضرت خواجہ عروۃ الوثقی قدس سرہ کا یہ قول جو ان کے بعض مکاتیب میں واقع ہے کہ جو عدم فنائے قلب کے بعد حاصل ہو وہ فنائے نفس کے مقدمات سے ہے اس معنی کی تائید کرتا ہے۔

اللہ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْر كُلِّهَا حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ سے بالمشافہ اسی طرح استفادہ کیا گیا ہے۔

فائدہ نمبر ۱۰ فنا و عدم کے معنی کی تحقیق

حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ معنی فنا و عدم کی تحقیق اور ان کے درمیان فرق کی معرفت کا اس راستہ کے طالب کے لئے جاننا ضروری ہے۔ اسے غور سے سنیں۔

اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی عبارت میں واقع عدم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو اسم گرامی عارف کا مبداء تعین ہے وہ پردوں کے پیچھے سے سالک کی قوت مدرکہ پر جذب و محبت کی راہ سے اس طرح وارد ہوتا ہے کہ سالک کی ہستی اس کے پہلو میں چھپ جاتی ہے اور سالک اپنے آپ کو اور اپنی صفات کو گم کر دیتا ہے اور معدوم پاتا ہے۔ اور وجود عدم سے مراد اس ہستی کا اسم الہی کے ساتھ خود کو متحقق کرنا ہے۔ یعنی وہ وجود و بقا جو اس عدم پر مترتب ہوتا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وجود عدم سے مراد حالت عدمیہ کے ساتھ تحقق و اتصاف ہو۔ یعنی وصف عدمیت کا سالک میں پیدا ہونا یہ عدم اور وجود عدم جہت جذبہ میں فنا و بقا کے پہلے معنی کے اعتبار سے ہے۔ اس ظہور کا دوام نہیں ہے تو اس پر جو فنا و بقا مترتب ہوگی وہ بھی دائمی نہیں ہوگی۔ اور وجود بشریت کے عود سے محفوظ نہیں ہوگی۔ اور جب تک وہ ظہور موجود ہے سالک کی ہستی پوشیدہ ہے اور جب وہ ظہور پوشیدہ ہو جائے گا تو وجود بشریت عود کر آئے گا فنائے حقیقی سے مراد عارف پر مطلوب کی ہستی کا غالب آنا ہے کہ عارف اپنے اوصاف کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے پوری طرح حوالے کر دے اور جمیع انتسابات سے خالی ہو جائے اور کوئی نسبت بھی اس کی طرف راہ نہ پائے۔ اور وجود فنا اس بقا سے عبارت ہے جو اس فنا پر مترتب ہوئی ہے۔ اور سالک ولادت ثانیہ کے ساتھ وہی وجود کے ساتھ موجود ہو جاتا ہے اس فنا و بقا

کے لئے دوام لازم ہے اور وجود بشریت کے عود کر آنے سے محفوظ و مامون ہے۔ صورتِ اولیٰ میں سالک کے وجود کا پوشیدہ ہونا اور صورتِ ثانیہ میں سالک کے وجود کا نیست و نابود ہونا پایا جاتا ہے۔ ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ اس لئے کہ جو چیز پوشیدہ ہو وہ کبھی ظاہر ہوتی اور عود کر آتی ہے جب کہ زائل شدہ چیز عود نہیں کرتی۔

قسم اول کی فنا مطلوب نہیں ہے اور نہ ہی ولایت اس سے وابستہ ہے اور دوسری قسم کی فنا مقصود ہے اور ولایت اس کے ساتھ مشروط ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ طالب پہلی قسم کی فنا کو دوسری قسم کی فنا سے خلط ملط کر دیتا ہے۔ اور خود کو وجودِ عدم کے ساتھ حقیقتاً فانی تصور کرتا ہے اور کامل جانتا ہے اور اسے اس فرق کی طرف ہدایت حاصل نہیں ہوتی۔ اور یہ مقام بھی من جملہ ان مقامات میں سے ہے جن میں سالک کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اس جگہ اللہ تعالیٰ شانہ کی عنایت سے ایسے پیر کامل و مکمل کی ضرورت ہے جو کہ جذبہ و سلوک دونوں طریقوں سے تربیت پا کر اس راستہ کی انتہا تک رسائی حاصل کر چکا ہوتا کہ اس بیچارے بے دست و پا کو اس گرداب سے نجات دلائے اور اس کے نقصان کی طرف نشان دہی کرے۔ اور فنائے حقیقی کی طرف راہنمائی کرے۔

سوال۔ جب دونوں صورتوں میں مطلوب کی ہستی کا ظہور ہوتا ہے تو ایک کو دوام کیوں ہے؟ جبکہ دوسری کو دوام نہیں ہے؟ ایک صورت عارف سے انتسابات کا ازالہ اور ولایت کا اثبات کیوں کرتی ہے؟ جب کہ دوسری نہیں کرتی؟

جواب۔ پہلی صورت میں جسے عدم سے تعبیر کرتے ہیں طالب ابھی مطلوب تک واصل نہیں ہوا اور چونکہ اس کا جذبہ سلوک سے منظم نہیں ہوا اور اس نے مقام قلب سے ترقی نہیں کی اور مقلب قلب جلّ شانہ کے ساتھ واصل نہیں ہوا اور حجابات درمیان میں موجود ہیں لیکن جذبہ و محبت کے راستہ سے بطریقِ اندراجِ النہایۃ فی البدایہ (کہ انتہا کو ابتدا میں داخل کر دینے سے) مطلوب کا پرتو پردوں کے پیچھے سے اس کے باطن پر چمکتا ہے اور اس کو اپنے سے بے خود کر دیتا ہے۔ اور جب تک پردے درمیان میں حائل ہیں دوام حاصل نہیں ہو سکتا اور وجود بشریت کے ساتھ عود سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور ظہور کے بعد پردہ میں چل آتی ہے۔ نیز چونکہ ظاہرِ ظلال مطلوب میں سے ایک ظل اور اس کے نمونوں میں سے ایک نمونہ ہے نہ کہ عین مطلوب۔۔۔ ظل اور نمونے کو اس قدر قوت حاصل نہیں ہوتی کہ سالک کے اوصاف اور مغضبات کو سلب کر سکے اور فنائے حقیقی تک پہنچا دے تو یقیناً اس وقت تک سالک اپنے اوصاف اور مغضبات سے باہر نہیں آتا اور فنائے حقیقی سے متصف نہیں ہوتا اور ولایت چونکہ جذبہ و سلوک کے مجموعے کے ساتھ وابستہ ہے فقط جذبہ کی صورت میں اس پر ولایت کا نام صادق نہیں آتا۔

دوسری صورت میں عارف مقام قلب سے بلند ہو کر مقلبِ جلّ و علا سے واصل ہو چکا ہوتا ہے۔ جذبہ و سلوک کے معاملہ کو مکمل طور پر انتہا تک پہنچا کر مطلوب کو بے پردہ کر دیتا ہے اور اس کے حق میں حضورِ دائمی ہے اور عود مذکور سے

محفوظ ہے۔ کیونکہ درمیان میں وہ پردہ نہیں رہا جس کے ہٹنے کا تصور کیا جاسکے۔ اور جب وہ وجود اور کمالات جو ممکن کے ساتھ منسوب اور مطلوب کے وجود کمالات کے ظلال ہیں جن کو مطلوب سے غیبت کے وقت ممکن نے اپنی طرف سے سمجھتے اور امانت میں خیانت کرتے ہوئے ہمسری کا دعویٰ کیا تھا۔ اصل کے ظہور کے وقت ظل کو اصل کے حوالے کرتے ہوئے تمام منتسبات سے خالی ہو کر عدم کے صحرا کی طرف رخت سفر باندھتا ہے اور فناء حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس پر مترتب ہونے والی فنا و بقا کی وجہ سے اپنے اوپر اسم ولایت کا اطلاق درست کرتا ہے۔ اور یہ عاریتی دید اور اصل کے سپرد کرنا تجلی صفات سے متعلق ہے اور اس کے کمال کا مدار تجلی ذات پر ہے کیونکہ ہر مقام کی انتہا اس مقام سے گذر جانے پر موقوف ہے۔

فائدہ نمبر ۱۱ فناء کے متعلق سوال و جواب

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سوال: جب نسیان ماسوا اور علوم کے پوری طرح زائل ہونے کا نام فنا ہے تو حصول فنا کی صورت میں اگر سالک اپنی فنا کا علم رکھتا ہو تو فنا حاصل نہیں اور اگر علم نہیں رکھتا تو وہ یہ بات کس طرح معلوم کرے گا اور کہے گا کہ مجھے فنا حاصل ہے (جیسا کہ ارباب فن نے اس بات کی خبر دی ہے)

جواب: اس حالت مذکورہ کے گذر جانے کے بعد جان لے گا کہ فنا حاصل ہو چکی ہے۔ اور اس کی خبر بھی دے دے گا۔ اگر فنا سے مراد دائمی فنا ہو جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا قول مختار ہے تو ہم کہتے ہیں اس بنا پر فنا کو بقا لازم ہے اور سالک عین فنا کی حالت میں باقی اور عین بقا کی حالت میں فانی ہے۔ اس جگہ عارف کے صفات و افعال اپنے آپ سے فانی ہو کر واجب تعالیٰ و تقدس کے علم کے ساتھ متحقق ہو جاتے ہیں اور ممکن کا علم اپنے آپ سے فنا اور علم واجب تعالیٰ و تقدس سے بقا حاصل کر لیتا ہے۔ یہی حال باقی صفات کا ہے۔ پس اگر عارف فانی اس مقام پر بعض کا علم باقی پائے تو فنا کے علم کی منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اس علم سے جس سے وہ فنا حاصل کر چکا ہے۔ ان اشیاء کو نہیں پایا کہ کوئی اشکال لازم آئے لَزَائِلُ لَا يَعُودُ (زائل کبھی عود نہیں کرتا) جس سے اشیاء کا علم پاتا ہے وہ علم ہی دوسرا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

عَرَفْتُ اللَّهَ بِاللَّهِ وَ عَرَفْتُ الْأَشْيَاءَ بِنُورِ اللَّهِ
میں اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہنچانا اور اشیاء کو اللہ تعالیٰ کے نور سے پہچانا۔
اشیاء کی پہچان اشیاء کے نسیان کے خلاف نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ لطائف انسانی میں سے ایک لطیفہ کو فنا حاصل ہو اور اس کا علم دوسرے لطیفہ کو ہو۔
تیسرا جواب یہ کہ فنا باطن کو حاصل ہوئی ہے کہ فنا اس کا کام ہے اور اس فنا کا علم ظاہر کو ہو گیا ہو۔ کیونکہ دوام فنا کے بعد بھی عارف اسی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح فنا سے قبل تھا۔ بیوی بچوں اور تمام دوستوں کو پہلے طریقہ سے جانتا پہچانتا ہے۔ لہذا اگر اپنے بعض احوال باطن کو بھی پالے اور ان پر مطلع ہو جائے تو کوئی محل تعجب نہیں ہے۔

سوال: علم تو قلب میں ہے جب قلب فانی ہو گیا تو چاہیے کہ ظاہر بھی علم سے خالی ہو جائے؟
جواب: اگر تمہاری مراد ہو کہ قلب کے جاننے کے بغیر ظاہر سے علم کی مطلقاً نفی ہو گئی ہے اور علم قلب پر ہی منحصر ہے تو یہ جائز نہیں ہے اس لئے کہ ہم ظاہر طور پر چاہتے ہیں کہ قلب ماسوا کی دید و دانش سے مطلقاً رہائی حاصل کئے ہوئے ہے اس کے باوجود ظاہر اپنے علم پر برقرار ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا معنی مراد تو وہ بھی ہمارے مقصد کو مضرت نہیں۔ اس سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ فنائے قلب کے متحقق ہونے کے بعد جو علم قلب سے تعلق رکھتا ہے کسی دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے اور دو جگہیں علم کا محل بن جاتی ہیں۔

وَالسَّلَامُ مَعَ الْاَكْرَامِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا

فائدہ نمبر ۱۲ صاحب نزہت کے اشعار کی تشریح

حضرت عروۃ الثقلیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سوال: صاحب کتاب نزہت فرماتے ہیں۔

۱۔ گو بند عنان خود چہ تاباں
گم شو چو گم شوی بیابی
۲۔ این نکتہ نمود ناصوابم
چوں گم شوم انگہ چہ یابم
۳۔ یا بندہ اگر کسے دگر خواست
از گم شد نم پس اوچہ خواست

ترجمہ ۱: لوگ کہتے ہیں کہ اپنی باگ ڈور کیا موڑتا ہے؟ گم ہو جا کہ جب تو گم ہو جائے گا تو پالے گا۔

ترجمہ ۲: مجھے یہ نکتہ غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب میں ہی گم ہو جاؤں تو اس وقت کیا پاؤں گا۔

ترجمہ ۳: اگر پالنے والا کسی دوسری چیز کو چاہے تو میرے گم ہونے سے وہ کیا چاہتا ہے۔

جواب: اس کا مجمل جواب تو یہ ہے کہ گم ہو جانا ماسوا کی نسبت سے ہے اور پالینا اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہونا ہے تو ان کی آپس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ مفصل جواب یہ ہے کہ مقام فنا میں گم ہونا ثابت ہے جو کہ عین الیقین کا مقام ہے کیونکہ اس جگہ جاننا دیکھنے کے منافی ہے اور یافت بقاء کے مقام میں جو کہ حق الیقین کا مقام ہے صورت پذیر ہوتا ہے۔ پس گم ہونا یافت کے لئے شرط ہوا اگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوں تو کوئی اشکال نہیں اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ ہم یافت سے ادراک مرکب مراد لیں اور اگر ادراک بسیط مراد ہو تو عین گم ہونے کے وقت ادراک بسیط حاصل ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

۱۔ از حضرت ذات بہرہ استہلاک است
استہلاک کے کہ از تصور پاک است

۲۔ آن معرفت است نامش ادراک بسط
آنجا چہ محل دانش و ادراک است

۱۔ حضرت ذاتِ جَلِّ و علا سے اس نے استہلاک کا حصہ حاصل کیا ہے اور یہ ایسا استہلاک جو تصور سے پاک ہے۔

۲۔ اس معرفت کا نام ادراک بسیط ہے اس جگہ علم و ادراک کی کیا گنجائش ہے؟

اور اس تقدیر سے بھی اشکال دور ہو جاتا ہے خواہ فنا شہودی ہو یا فنا وجودی۔ اور فنا وجودی فرض کرنے کی صورت میں جواب وہی ہوگا جو پہلی صورت میں مذکور ہوا کیونکہ ولادتِ ثانیہ سے مربوط وجود مہوب کی ایجاد کے بعد یافت (پانا) حاصل ہے۔
فائدہ نمبر ۱۳ ذوق و شوق اور سکر و وجد کے ثمرات

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ آپ نے اذواق و مواجید جو کہ جوشِ سکر اور غلبہء محبت کی وجہ سے پیش آئے تحریر کئے تھے واضح ہوئے۔ نیک اور مبارک ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ذوق و شوق میں اضافہ فرمائے۔ یہ جوشِ محبت ہے جس نے صفاتِ لطیفہ و کثیفہ اور رذیلہ و شریفہ کو یکساں دکھایا ہے اور سکر محبت ہے جس نے اسلام و کفر کو برابر کر دیا ہے اور برائی و بُری چیزوں کو نگاہوں سے چھپا دیا ہے۔ محبوب کے سوا تمام اشیاء کو بھلا دیا ہے۔ یہ وہ پھول ہیں جو کہ مقامِ جمع کے چمن میں کھلے ہیں اور یہ حیرت و حیرت سے حاصل ہوئی ہے جو کہ فنا و بے شعوری کی جگہ ہے۔ یہ چیزیں اچھی اور سنجیدہ ہیں مگر اس مقام پر اقامت اچھی چیز نہیں ہے۔ چہ فنا فی نفسہ کمال ہے مگر دیگر کمالات کا زینہ ہے اور مقامِ قرب کے عروج کے لئے شرط ہے۔

بچ کس راتا نگر دداو فنا نیست رہ در بارگاہ کبریا

جب تک کسی آدمی کو فنا حاصل نہ ہو جائے اسے بارگاہ رب العزت میں راہ نہیں ملتی۔

فائدہ نمبر ۱۴ صاحبِ سکر کے اقوال کا حکم

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ جو شخص شَطَحِ حیات (صوفیہ کرام کی حالتِ سکر کی بظاہر مخالف شرع باتیں) قسم کی باتیں کرتا ہے اور تمام کو حق جانتا ہے اور صراطِ مستقیم پر جانتا ہے اور حق و خلق کے درمیان فرق نہیں کرتا اور اثنینیت کا قائل نہیں وہ شخص مقامِ جمع پر واصل ہو کر کفر طریقت سے متحقق ہو چکا ہے اور ماسوا کو بھول کر مقبولِ بارگاہ ہو چکا ہے اس کی ایسی باتیں سکر کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ تو انہیں ظاہر سے پھیرنا ہوگا اور اگر وہ شخص اس حال کے حصول اور کمال کے درجہء اول تک رسائی کے بغیر یہ باتیں کرتا ہے۔ تمام لوگوں کو حق اور صراطِ مستقیم پر جانتا ہے اور حق و باطل کے درمیان تمیز نہیں کرتا تو ایسا شخص زندیق و ملحد ہے اُس کا مقصود شریعت کو مٹانا اور اس کا مطلوب تمام جہانوں کی رحمتِ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَوَاتِ وَ التَّسْلِیْمَاتِ کی دعوت کو اٹھانا ہے۔ ایسے کلمات اہل حق سے بھی صادر ہوتے رہتے ہیں اور اہل باطل سے بھی۔ اہل حق کے لئے تو آبِ حیات ہیں اور اہل باطل کے لئے زہرِ قاتل۔ اس کی مثال دریائے نیل کی سی ہے جو بنی اسرائیل کے لئے تو آبِ خوشگوار ہے مگر قبطیوں کے لئے خون ناگوار۔ یہ اقدام کے پھسلنے کا مقام ہے اہل اسلام کی ایک بہت بڑی جماعت اکابرینِ اربابِ سکر کی تقلید میں صراطِ مستقیم سے ہٹ کر گمراہی و خسارے کی گلی کو چوں میں جاگری اور اپنے دین کو بہاد کر بیٹھی۔ یہ نہ جانا کہ ان اکابرین کی باتوں کو قبول کرنا شرائط

کے ساتھ مشروط ہے جو کہ ارباب سکر میں تو موجود ہیں اور ان میں مفقود۔ ان شرائط میں سے بڑی شرط یہ ہے۔ حق و نسیان ہے جو اس قبولیت کی دہلیز ہے۔ اہل حق اور اہل باطن کے امتیاز کا دار و مدار شریعت پر استقامت اور عدم استقامت پر ہے۔ محق (اہل حق) سکرو بے تمیزی کے باوجود خلاف شرع کام کا بال برابر بھی ارتکاب نہیں کرتا۔ منصور انا الحق کہنے کے باوجود پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے بھی پانچ سو رکعت نماز نفل ادا کرتے تھے اور ظالموں کے ہاتھ سے پہنچا ہوا کھانا اگرچہ حلال ہوتا نہ کھاتے اور مبطل پر احکام شرعیہ کی پابندی کو ہ قاف کی طرح بھاری ہے یہ آیت کریمہ ان کے حال سے آگاہ کرتی ہے۔

مشرکوں کو آپ جس بات کی طرف بلاتے ہیں وہ ان پر سخت گراں ہے۔
كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ

رَبَّنَا آتِنَا لِمَنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور

ہمارے لئے راہ یابی کا سامان کر۔ والسلام علی من اتبع الهدی

فائدہ نمبر ۱۵ شطیحات اور سکریہ باتوں کا حکم

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم میں سے جس کسی نے شطیحات قسم کی باتیں کی ہیں اور ظاہر شریعت کے مخالف باتیں کہی ہیں وہ تمام کفر طریقت میں تھے۔ جو کہ سکر اور عدم امتیاز کا مقام ہے اور جو بزرگ اسلام حقیقی کی دولت سے شرف یاب ہو گئے اس قسم کی باتوں سے پاک و مبرا ہیں وہ ظاہر و باطن میں انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ کے مقتدی و متبع ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۶ مقام جمع و فنا سے لوٹنا چاہیے

حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جمع سے مقام فرق کی طرف آنا چاہیے عین الیقین سے حق الیقین، فنا سے بقا اور کفر طریقت سے اسلام طریقت کی طرف آنا چاہیے اور عدم سے وجود اور جہالت سے علم تک رسائی حاصل کرنا چاہیے تاکہ حسن اسلام روشن اور قبح کفر ظاہر ہو جائے۔

ہدایت ششم

مقام بقا کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ حسن اسلام

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جب اس مقام فنا و عدمیت سے ترقی واقع ہوتی ہے اور سالک جس میں گم تھا اس سے متحقق ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اخلاق و اوصاف سے مزین ہو جاتا ہے۔ مرتبہ حق الیقین ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور فنا سے بقا کی طرف ترقی کرتا ہے تو اس وقت اسلام حقیقی جلوہ گر ہو جاتا ہے بندہ حیرت و مدہوشی سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ کو اسی کے ساتھ پاتا ہے۔ نہ کہ اپنے ساتھ اور نہ ہی اپنے علم کے ساتھ جو کہ فانی ہو چکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَوْ مَنْ كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ قَتَلْتُهُ فَأَنَا دِيْتُهُ جس کو میں نے قتل کیا تو میں خود ہی اس کا خون بہا ہوں۔

۱: بادرد بساز چوں دوائے تو منم در کس منگر چوں آشنائے تو منم

ترجمہ: جب میں ہی تیرے درد کا دوا ہوں تو درد کے ساتھ موافقت کر لے جب تیرا محبوب میں ہی ہوں۔

کسی اور کی طرف مت دیکھ۔

۲: گر بر سر کوئے عشق ما کشتہ شوی شکر انہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

ترجمہ: اگر تم میرے عشق کے کوچہ میں قتل ہو جاؤ تو شکر ادا کرو کیونکہ تمہارا خون بہا میں خود ہوں۔

فائدہ نمبر ۲ ایک خواب کی تعبیر

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ آپ نے جو خواب میں دیکھا تھا کہ یہ فقیر (قیوم ثانی حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) تمہیں کہہ رہا ہے کہ فانی فی اللہ ہو جاؤ باقی باللہ نہ بننا۔ ہو سکتا ہے کہ اس اعتبار سے کہا ہو کہ ابھی تک بقا کا وقت نہیں آیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بقا محض بخشش الہی ہے جس کا مقدمہ فنا ہے لہذا معنی یہ ہوں گے کہ بقا کے حصول میں تکلیف نہ کرو کیونکہ فناء اتم کے حصول کے بعد بلا محنت ازراہ فضل و کمال اس سے مشرف کر دیں گے بخلاف فنا کے۔ گو وہ بھی وہی چیز ہے مگر اس کے مقدمات کسی ہیں کیونکہ جس فنا کو انتقاء حقیقت کہتے ہیں کسی نفی کا نتیجہ ہے اس لئے کہ نفی طریقت ہے اور انتقاء حقیقت ہے اور طریقت

بظاہر کسب سے متعلق ہے اور حقیقت وہی چیز ہے۔ فانی فی اللہ ہو جاؤ یعنی اس کے مقدمات کی تحصیل میں کوشش کرو اور نفی کو اپنے کمال تک پہنچاؤ تا کہ کامل طور پر انتفا حاصل ہو سکے۔

دوسری بات سیر و سلوک سے مقصود اللہ عز و جل کے ماسوا کی گرفتاری سے رہائی اور نفس کی شرارت، رعونت اور انانیت سے خلاصی پانا ہے یہ چیز فنا میں ہی حاصل ہوتی ہے اور معاملہء بقا جو کہ سالکوں کے اقدام کے پھسلنے کا مقام ہے اور ان کے اس وہم کا محل ہوتا ہے کہ بندہ حق تعالیٰ شانہ عن ذلک بن جاتا ہے۔ یقیناً یہ وہم مدفوع ہے کیونکہ حقیقی بقا میں اخلاقِ رذیلہ سے نکل کر جو کہ فنا کے ساتھ مربوط ہے اخلاقِ حسنہ سے متخلق ہونا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ فانی بنو یعنی طالبِ فنا ہو جاؤ باقی نہ بنو یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اگر از خود عطا کر دیں تو نعمتِ عظمیٰ ہے اور امید ہے کہ لغزش سے محفوظ رکھیں گے۔

فائدہ نمبر ۳ خواب کی تعبیر

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ جو شخص خواب میں خود کو زیورات سے آراستہ اور جواہر سے پیراستہ پاتا ہے اسے بقا کی خوشخبری سنا دو۔

فائدہ نمبر ۴ خواب و بشارت

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ خواب میں خود کو انوار سے گھرا ہوا پانے نور کے دریاؤں کو اپنے اندر داخل ہونے اور اجزاء نور کو اپنے اجزاء خیال کرنے والے کو ممکن ہے کہ بقا حاصل ہو گئی ہو۔

ہدایت ہفتم

ظلال کے مراتب اور ولایت صغریٰ کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ سالمک کا مبداء تعین تک وصول

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ جان لو کہ اشخاص عالم اسماء و صفات کے ظلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم کے درمیان کتنے ہی ظلال ہیں تب اس شخص تک نوبت پہنچی ہے۔ پس فنا و بقا کی ترقی کے وقت جو اسم سالمک کا مبداء تعین ہے اس کے ظلال میں سے کسی ظل کے ساتھ حصول میسر ہوگا۔ اور منسبات و تعلقات کو اس اسم جو ظلال میں سے ایک ظل ہے کے حوالے کر کے اس اسم کے اوصاف کے ساتھ متحقق ہوگا اور اس تحتانی اسم کو چھوڑ کر فوقانی اسم کے ساتھ جو کہ اس اسم کا اصل ہے مل جائے گا اسی طرح پہلے اصل سے دوسرے اصل کے ساتھ دوسرے اصل سے تیسرے اصل کے ساتھ تیسرے سے چوتھے چوتھے سے پانچویں پانچویں سے چھٹے ساتویں اور جہاں تک خداوند تعالیٰ چاہے گا بقا پالے گا۔ دیکھئے کون بانصیب ہے جو ان مراتب ظلال سے نکل کر اصل اسم کے ساتھ واصل ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر ۲ انسان کامل و غیر کامل میں فرق

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ اور یہ اصول اس کثرت اور اس قدر بلندی کے باوجود اس سالمک کے اجزاء بن جائیں گے یہاں تک کہ قطرہ کو دریا اور تنکے کو پہاڑ بنادیں گے اور جب یہ اصول سالمک کے اجزاء بن جائیں گے تو یقیناً ان کے کمالات و برکات سے حصہ کاملہ نصیب ہوگا اور اس کا کمال ان اجزاء کے کمالات کا جامع ہوگا۔ اس جگہ آپ انسان کامل اور باقی افرادِ انسانیہ میں فرق معلوم کر سکتے ہیں کہ انسان کامل دریائے محیط ہے اور عام لوگ اس کے معمولی قطرے۔ یہ لوگ اس کی کیا پہچان کر سکیں گے اور اس کے کمالات سے کیا پاسکیں گے؟ کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے کہ الہی تو نے اپنے اولیاء کو کتنی قدر و منزلت سے نوازا ہے کہ جس شخص نے ان کو پہچان لیا اس نے تجھے پالیا اور جس نے تجھے نہیں پایا اس نے انہیں نہیں پہچانا۔ جس طرح کہ انسان کامل اور انسان ناقص میں اجزاء کی کثرت و قلت کے اعتبار سے فرق ہے اسی انداز سے ان کی طاعت و حسنات میں بھی تفاوت ہے۔ ایک شخص کو سو زبانیں عطا فرمائیں اور وہ ہر زبان سے حق تعالیٰ کی یاد کرے اس کو ایسے شخص سے کیا نسبت ہو سکتی ہے جسے صرف ایک زبان عنایت ہو اور وہ اسی ایک زبان سے یا حق میں مشغول رہے۔ ایمان و معرفت اور دیگر کمالات کو اسی معنی پر قیاس کرنا چاہیے۔

فائدہ نمبر ۳ دائرہ ظلال مخلوقات کے مبادی کے تعینات کو مضمّن ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ واضح ہو کہ ظلال کا یہ مضمّن انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ و

السَّلام کے سوا تمام مخلوقات کے مبادیٰ و تعینات کو متضمن ہے اشخاص میں سے ہر شخص کے لئے ہر اسم کا ایک ظل مبداء تعین ہے حتیٰ کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو کہ انبیاء کرام علیہم السَّلام کے بعد افضل البشر ہیں کا مبداء تعین اس دائرہ کے نقطہ سے اوپر والا نقطہ ہے۔

فائدہ نمبر ۴ ہر آدمی کی بہشت اسم الہی کے ظہور سے عبارت ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۱۔ کہ حضرت مجتہد دال ف ثانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر شخص کی بہشت اس شخص کے مبداء تعین کے مطابق اسم الہی کے ظہور سے عبارت ہے جو کہ انہار و اشجار، حور و قصور کی صورت میں ان اسماء و صفات کے علو و سفلی اور جامعیت و عدم جامعیت کے فرق کے مطابق ہے اور جنت کے درجات کا تفاوت بھی اسی فرق کے پیش نظر ہے۔

فائدہ نمبر ۵ ولایت صغریٰ کی تعریف

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۲۔ کہ جاننا چاہیے کہ ظلال اسم تک رسائی اور ان کے مراتب میں سیر کو ولایت صغریٰ سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ ولایت اولیاء ہے۔

فائدہ نمبر ۶ مراقبہ اور اذکار قلبیہ کا فائدہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں ۳۔ اور یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ ولایت صغریٰ کے کمالات حاصل کرنے میں عمدہ چیز مراقبہ اور اذکار قلبیہ ہیں یعنی اسم ذات اور نفی و اثبات کا ذکر۔

ہدایت ہشتم

ولایت کبریٰ اور مراتب وصول کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ ولایت کبریٰ کن لوگوں کا حصہ ہے؟

حضرت محبوب سبحانی مجدّد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ اس دائرہ ظل کے بعد اگر اسماء و صفات کے دائرہ میں بطریق سیر فی اللہ عروج واقع ہو تو یہ ولایت کبریٰ کی ابتداء ہوگی اور ولایت کبریٰ بالاصالہ انبیاء کرام علیہم السلام و التحیۃ کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی اتباع میں ان کے اصحاب کرام علیہم الرضوان بھی اس دولت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ اس دائرہ کا نصف سافل اسماء و صفات زائدہ کو متضمن ہے اور نصف عالی شیون و اعتبارات کی انتہاء تک ہے۔ اس کے بعد محض فضل خداوندی جلّ شانہ سے اس مقام صفات و شیونات سے ترقی واقع ہو تو ان کے اصول کے دائرہ میں سیر ہوگی اور اس دائرہ اصول سے آگے اس کے دائرہ اصول میں سیر ہوتی ہے اسکے طے کرنے کے بعد قوس نما دائرہ ظاہر ہوگا اسے بھی قطع کرنا چاہیے اور جب اس قوس کے اوپر قوس کے علاوہ کوئی چیز ظاہر نہ ہو تو اسی قوس پر اکتفا کرنا چاہیے اس جگہ ایک سر (راز) ہے جس پر ابھی تک اطلاع نہیں دی گئی^۲۔ اسماء و صفات کے یہ اصول سہ گانہ مذکورہ حضرت خداوند تعالیٰ و تقدس میں محض اعتبار ہی اعتبار ہیں جو کہ صفات و شیونات کے مبادی ہیں۔

ان اصول سہ گانہ اصول دائرہ اصول صفات و شیونات، دائرہ اصول اصول صفات و شیونات و دائرہ فوق کا حصول، نفس مطمئنہ کے ساتھ مخصوص ہے اور سالک اسلام حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں نفس مطمئنہ تخت صدر پر جا بیٹھتا ہے اور مقام رضا تک ترقی حاصل کر لیتا ہے اور یہی جگہ انبیاء کرام کی ولایت ولایت کبریٰ کا منتہی ہے۔

فائدہ نمبر ۲ اطمینان نفس کے باوجود اجزاء جسم کی سرکشی باقی رہتی ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ اطمینان نفس حاصل ہونے کے باوجود اجزاء جسم جو کہ مختلف الطبائع اجزاء سے مرکب ہیں اور اس کی ہر طبیعت ایک امر کی خواہاں اور ایک سے گریزاں ہے طغیان و سرکشی سے باز نہیں آئے اور اگر قوت شہوانیہ ہے تو اس جسم سے پیدا ہوتی ہے اور قوت غصبیہ ہے تو اسی جگہ سے ظاہر ہے ناری جز و اطمینان نفس کے باوجود اپنی بہتری اور تکبر کا دعویٰ کرتا ہے۔ جزاء رضی ابھی تک اپنی خست و کمینگی پر پشیمان نہیں ہوا۔ اسی قیاس پر دیگر اجزاء ہیں۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تمام حیوانات میں جو نفس ناطقہ نہیں رکھتے یہ صفات رذیلہ موجود ہیں اور شہوت، غضب، شرہ اور حرص سے متصف ہیں اور یہ جہاد و مخالفت مصالح و منافع کے ذریعے ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ امید ہے کہ بفضلہ تعالیٰ یہ مخالفت مستجاب کے ترک سے اوپر نہیں جائے گی اور مکروہات تنزیہیہ کے ارتکاب سے بچے نہیں آئے گی۔

۱: مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰، ۲: بعد میں مطلع کر دیا گیا اس کی تفصیل مکتوبات معصومیہ مکتوب نمبر ۶۸ پر مرقوم ہے۔

۳: مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۶۸

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فائدہ نمبر ۳ فناء لطائف کی علامات

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ فنائے روحی، سَری، خفی اور اخفی کی علامات دریافت کی تھیں؟ میرے مخدوم: فی الحال تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ کامل طور پر فنائے نفس ان لطائف کی فنا کو متضمن و شامل ہے کیونکہ فنا سے قبل اور بعد لطائف عشرہ^۲ میں رئیس یہ نفس ہی ہے۔

خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا فِي الدِّينِ

جو زمانہ جاہلیت میں تم سے بہتر تھے اسلام میں آنے کے بعد بھی وہی بہتر ہیں جب کہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں

فائدہ نمبر ۴ فناء نفس کی ابتداء و انتہا

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ جان لینا چاہیے کہ فنا و اطمینان نفس جس پر اسلام حقیقی کا دار و مدار ہے اگرچہ ولایت صغریٰ میں شروع ہو جاتی ہے لیکن اس کا کمال کمالات ولایت کبریٰ کے حصول سے وابستہ ہے۔ بلکہ ان اصولِ سہ گانہ کے ساتھ وابستہ ہے جو دائرہ اسماء و صفات و شیون و اعتبارات سے بلند ہیں۔ اور ولایت کبریٰ ان اصولِ سہ گانہ اور اس دائرہ کے مجموعہ کا نام ہے اور یہ دائرہ عالم امر کے پانچوں لطائف کے عروج کا منتہی ہے۔ اس سے اوپر عالم امر کو گذر نہیں۔ نفس ان اصولِ سہ گانہ کے کمالات کے حصول کا امیدوار ہے اطمینان اور شرح صدر حقیقتاً اسی مقام پر حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت عالی مرتبت قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس نے لکھا ہے کہ نفس مطمئنہ شرح صدر کے حصول کے بعد جو کہ ولایت کبریٰ کے لوازم سے ہے اپنے مقام سے عروج کر کے تخت صدر (سینہ) پر ترقی کرتا ہے اور اس جگہ یعنی لطائف عالم امر میں تسلط کر لیتا ہے اور قرب کے ممالک (مقامات قرب) پر غلبہ پالیتا ہے اور تخت صدر در حقیقت مرتبہ کبریٰ کے عروج کے تمام مقامات سے برتر ہے۔

سوال: اگر کہا جائے کہ نفس کا مقام دماغ میں ہے اور اس کو سینہ پر فوقیت حاصل ہے اور اس کا نیچے سینے پر آنا بظاہر تنزل ہے اس کو ارتقا کس طرح کہہ سکتے ہیں؟

جواب: اگرچہ دماغ صورت و ظاہر کے اعتبار سے سینے پر فوقیت رکھتا ہے لیکن در حقیقت معاملہ برعکس ہے اور معنوی طور پر سینہ کو دماغ پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ سر غرور، خودی اور انانیت و سرکشی کا محل اور بڑائی تکبر و خیالات فاسدہ کا مقام ہے جب کہ سینہ ایمان الہام اور واردات کا مرکز اور اسرار کا گنجینہ ہے اس کی دلیل میں یہ آیت کریمہ ہے۔

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ (۲۲-۳۹)

تو کیا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

۱: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۳، ۲: لطائف عشرہ سے پانچ عالم خلق سے متعلق ہیں نمبر ۱: ہوا نمبر ۲: آگ نمبر ۳: پانی نمبر ۴: مٹی نمبر ۵: نفس اور پانچ عالم امر سے نمبر ۱: قلب نمبر ۲: روح نمبر ۳: سر نمبر ۴: خفی نمبر ۵: اخفی، ۳: مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۹

حدیث شریف میں آتا ہے۔

إِذَا دَخَلَ النُّورُ أَنْفَسَحَ کہ جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھل جاتا ہے۔

اور نفس جب اوصافِ رذیلہ سے پاک ہو جاتا ہے تو ہمسری و انا نیت کے دعویٰ سے بری و تائب ہو جاتا ہے اور مقبول و مطمئن بن جاتا ہے۔

رَبَّنَا آخِرُ جُنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا (۷۵-۴)

اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں۔ کے مقتضا کے مطابق اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے اور گناہ کی زمین سے ہجرت کر جاتا ہے اور نیکیوں کی ہمسائیگی جو کہ لطائفِ عالمِ امر ہیں اختیار کر لیتا ہے۔ اور بمصداق حدیث مبارک خِيَا رُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُوهُوا لطائفِ عالمِ امر کا سردار بن جاتا ہے اور تختِ صدر پر قرار پا کر تسلط قائم کر لیتا ہے۔ اور یہ تختِ صدر پر آ کر اس کے بطنِ بطون کی طرف نظر کرتا ہے اور اس مطمئنہ میں مجالِ مخالفت و گنجائش سرکشی نہیں رہتی اور جب یہ اپنی انا نیت سے قربت و نیستی کی طرف آ کر خواہشات و تعلقات سے خالی اور یکسو ہو گیا اور ان کو اپنے اہل کے سپرد کرتے ہوئے موت و عدمیت کے ساتھ موافقت کر لی تو حق تعالیٰ نے اس کو عزت سے نوازا دیا

فَانْظُرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (۵۰-۳۰)

تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو کیونکر زمین زندہ کرتا ہے اس کے مرنے کے پیچھے۔

اور اس وقت اسے اوصافِ ذمیرہ و اخلاقِ سیدہ کی بجائے اخلاقِ حسنہ سے نوازا جاتا ہے اور اس سے نیکی کے سوا کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی اور وہ حق کی طرف بلاتا ہے۔

فَأُولَٰئِكَ يَدْلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَ كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ نمبر ۵ فناء نفس کا کمال

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں!۔ فناءِ نفس کا کمال یہ ہے کہ جس طرح صفاتِ کمالِ اصل کے ساتھ ملحق ہو گئیں اور سالک میں عدم کے سوا کچھ نہ رہا یہ عدم بھی جو کہ کمالات کا آئینہ تھا عدم مطلق سے جا ملتا ہے اس وقت عارف کی نہ ذات رہتی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی اثر۔

لَا تُبْقِ وَلَا تَذَرُ (۲۸-۷۴)

نہ وہ باقی رکھے گا اور نہ چھوڑے گا۔

اس وقت مَنْ قَتَلْتُهُ فَأَنَا دِيَّتُهُ کہ جس کو میں نے قتل کیا تو میں ہی اس کا خون بہا ہوں۔ کے حکم کے مطابق معاملہ بقا کا ہے اور ولایت کبریٰ کا معاملہ سامنے ہے۔ فنا و بقا اگرچہ ولایت صغریٰ سے وابستہ تھے مگر حقیقت فنا و بقا ولایت کبریٰ میں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ عدم مطلق سے عدم خاص کا ملحق ہونا ولایت کبریٰ کے خصائص سے ہے۔

فائدہ نمبر ۶ سیرا قربیت

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ کہ جاننا چاہیے کہ سیر آفاقی و سیر انفسی کے بعد مرتبہ اقربیت میں سیر واقع ہوتی ہے۔ تجلی صفاتی اور ذاتی اس جگہ متحقق ہوتی ہے غلبہ و ہم اور دائرہ خیال سے اس مقام پر نجات ملتی ہے۔ کیونکہ سلطان و ہم و خیال کو دائرہ آفاق و انفس سے باہر سلطنت میسر نہیں ہے۔ وہم کی انتہا ظل کی انتہا تک ہے جس جگہ ظل نہ ہو وہم نہیں ہوتا تو ناچار ولایت ظلی میں وہم سے خلاصی موت کے بعد میسر ہوتی ہے اور وہم عدم کی طرف آتا ہے اور ولایت اصلی یعنی ولایت کبریٰ میں وہم و خیال کی قید سے اس دنیا میں خلاصی حاصل ہو جاتی ہے کہ باوجود وہم کے قید وہم سے آزاد ہے پہلے گروہ ولایت صغریٰ والوں کو جو کچھ آخرت میں حاصل ہوگا دوسرے گروہ ولایت کبریٰ والوں کو اس جہاں میں میسر ہے۔

ولایت ظلی کی صورت میں اس عالم دنیا میں حصول مطلوب وہم و خیال سے تراشی ہوئی باتوں کے سوا نہیں ہوتا اور ولایت اصلی میں مطلوب تراش وہم کے نقص سے مبرا و منزہ ہے۔ ممکن ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے احاطہ وہم اور قید خیال سے تنگ آ کر موت کی آرزو فرمائی ہوتا کہ مطلوب کو لباس وہم و خیال سے جدا پہلو میں دیکھیں اور مبادی موت میں عافاک اللہ کہ اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے کہنے سے منع فرمادیا ہو۔

من شوم عریاں زتن اواز خیال تا خرام در نہایات الوصال

میں تن سے جدا ہو جاؤں اور وہ خیال کی دنیا سے یکسو۔ تاکہ میں وصال کی نہایات میں خراماں خراماں چل سکوں۔

فائدہ نمبر ۷ (قید ظلیت سے رہائی کب حاصل ہوگی)

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ کہ آفاق و انفس کے آئینوں میں جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ داغ ظلیت سے داغدار ہے۔ لہذا وہ لائق نفی ہے۔ تاکہ اصل کاثبات ہو سکے اور جب معاملہ آفاق و انفس سے گزر جائے اور قید ظلیت سے رہائی مل جائے تو دائرہ ظل کے منتہیوں کو مرتبہ اصل سے ظاہر ہونے والی تجلی برقی حاصل ہوتی ہے کہ ایک لمحہ کے لئے قید آفاق و انفس سے

رہائی بخشی ہے۔ جو جماعت دائرہ آفاق و انفس سے گذر چکی ہے اور ظل سے اصل تک واصل ہو چکی ہے اس کے حق میں یہ تجلی برقی دائمی ہے ان بزرگوں کا مسکن دائرہ اصل ہے جس سے تجلی برقی پیدا ہوتی ہے۔

ولایت ظلی یعنی ولایت صغریٰ میں انتہائی کمال تجلی برقی کا حصول ہے اور یہ تجلی برقی ولایت کبریٰ کا قدم اول ہے کیونکہ ولایت کبریٰ ولایت انبیاء علیہم الصلوٰات و التسلیمات ہے اور ولایت صغریٰ اولیاء قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار ہم میں اس مقام پر ولایت اولیاء و ولایت انبیاء علیہم الصلوٰات و التسلیمات کا فرق معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ولایت صغریٰ کی انتہاء ولایت کبریٰ کی ابتداء ہے۔ کمالات نبوت انبیاء علیہم الصلوٰة و السلام کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ ولایت کبریٰ کی انتہاء نبوت کی ابتداء ہے۔ مگر حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے ولایت انبیاء علیہم الصلوٰة و السلام بسے بطور تبعیت و وراثت وافر حصہ پایا۔ تو ارشاد فرمایا یہ فقیر اتنی بات جانتا ہے کہ نسبت اور حضور نقشبند یہ جب کمال کو پہنچ جاتا ہے تو ولایت کبریٰ سے جا ملتا ہے اور اس ولایت کے کمالات سے بہرہ کثیر پاتا ہے بخلاف دوسرے بزرگوں کے طریقوں کے کہ ان کے کمال کی انتہاء تجلی برقی ہے۔

فائدہ نمبر ۸ اصل سے آگاہی کے لئے طویل سفر

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں سات سال تک حضرت مولانا خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اس کوشش میں رہا کہ اصل سے آگاہی حاصل کروں تین مرتبہ حجاز مقدس کا سفر کیا اگر میں وہاں مولانا کی مثل یا ان کے کمالات کا مظہر پالیتا تو ہرگز واپس نہ لوٹتا۔

فائدہ نمبر ۹ طریقہ مجددیہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ وہ راستہ جس کے ساتھ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس فقیر کو ممتاز کیا ہے اول تا آخر نقشبندیہ ہے جو اندراج النہایۃ فی البدایۃ کو متضمن ہے اس بنیاد پر بہت سی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں اور محلات کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ اس قدر ترقی نہ پاتا۔ بخارا اور سمرقند سے بیج لا کر سرزمین ہند میں بویا جس کی اصل خاک طیبہ و بطحا ہے اور کئی سال تک اپنے فضل و کرم کے پانی سے سیراب کیا اور تربیت احسان سے مرہونی فرمایا جب یہ کھیتی اور یہ کام اپنے کمال کو پہنچا تو یہ ان علوم و معارف کا افادہ و افاضہ کر رہا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ۔

ہدایت نہم ولایت علیا کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ اسم الظاہر اور اسم الباطن کی سیر

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب سیر کو اس مقام تک پہنچایا تو وہم ہوا کہ شاید کام مکمل ہو چکا ہے غیب سے آواز آئی کہ یہ تمام اسم الظاہر کی تفصیل تھی جو عالم قدس میں پرواز کے لئے ایک بازو ہے اور پرواز کے لئے دوسرا بازو اسم الباطن ابھی آگے ہے جب اس کی تفصیلی سیر انجام تک پہنچا لو گے تو پرواز کے دو بازو دستیاب ہوں گے جب بفضلہ تعالیٰ اسم الباطن کی سیر مکمل ہو گئی تو طریقت کی پرواز کے لئے دو بازو مکمل طور پر میسر ہو گئے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ۔
اے میرے بیٹے: اسم الباطن کے متعلق کیا لکھیں کہ اس کی سیر کے مناسب پوشیدگی و رازداری ہی ہے۔ اس سیر سے اتنی بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسم الظاہر میں صفات کی سیر ہوتی ہے اور اس کے ضمن میں ذات تعالیٰ و تقدس ملحوظ نہیں ہوتی۔ اور اسم الباطن کی سیر اگرچہ اسماء کی سیر ہے لیکن اس کے ضمن میں ذات ملحوظ ہوتی ہے۔ اور ذات حق تعالیٰ کے چھپانے کے لئے یہ اسماء بمنزلہ ڈھال ہیں مثلاً صفت الْعِلْمُ میں ذات اصلاً ملحوظ نہیں اور اسم الْعِلْمُ میں پس پردہ ذات ملحوظ ہے کیونکہ علیم وہ ذات ہے جس کے ساتھ علم قائم ہے۔ الْعِلْمُ میں سیر اسم الظاہر کی سیر ہے اور الْعِلْمُ میں سیر اسم الباطن کی سیر ہے۔ اس پر باقی اسماء و صفات کو قیاس کر لو۔

اسم الباطن سے متعلق اسماء ملائکہ ملائعہ اعلیٰ کے مبادی تعینات ہیں۔ ان اسماء میں شروع ہونا ملائعہ اعلیٰ کی ولایت علیا میں قدم رکھنا ہے۔ علم اور علیم ظاہر اور باطن میں جو فرق بیان ہوا ہے اس کو کم نہ سمجھنا اور علم و علیم کے درمیان مسافت کو معمولی نہ جاننا بلکہ اس فرق کے آگے تو مرکز خاک کا محدب عرش کے ساتھ فرق دریا کے سامنے ایک قطرے کا حکم رکھتا ہے۔ کہنے کو تو نزدیک ہے مگر حصول میں بہت بعید۔

فائدہ نمبر ۲ تمام ولایات سے اعلیٰ مقام

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہ مقام ولایت کا درجہ اعلیٰ ہے۔ حتیٰ کہ ولایت انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلَوَاتُ وَ التَّسْلِیْمَاتُ پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔ ان کی افضلیت نبوت کی وجہ سے ہے اس مقام میں قلب پہلے مقام کی نسبت زیادہ وسیع ہوتا ہے اور پہلے مقام میں وسعت بلا لحاظ ذات، اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کے لحاظ سے ہے۔ اور اس وسعت میں ذات باری تعالیٰ ان کمالات کے ساتھ ملحوظ ہے۔ ان وسعتوں میں بہت فرق ہے۔ اسماء و صفات کی ذات کے سامنے کیا نسبت ہو سکتی ہے اور ذات کے مقابلہ میں ان کا کیا شمار ہے؟

فائدہ نمبر ۳ ایک حقیقت کا دوسری حقیقت سے بلند ہونا افضل ہونے کو مستلزم نہیں ہے

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ ایک حقیقت کا دوسری حقیقت پر تفوق پہلے حقیقت والے کی دوسری حقیقت والے پر افضلیت کا موجب نہیں ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صاحب حقیقت تحتانیہ کو حقیقت فوقانیہ پر عروج حاصل ہوا ہو اور مراتب قرب ظاہر ہوئے ہوں اور صاحب حقیقت فوقانیہ اپنی حقیقت میں ہی محبوس ہو۔ اور اپنی حقیقت سے ترقی نہ پا۔ کا ہو اور مراتب قرب کی کثرت جس پر فضیلت کا دار و مدار ہے حاصل نہ کر سکا ہو۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں کرتے کہ ملاء اعلیٰ کی ولایت خواص بشر کی ولایت سے بلند ہے لیکن حقائق ملک سے عروج کے اعتبار سے خواص بشر کو فضیلت حاصل ہے اور ملائکہ کو اپنی حقیقتوں سے عروج نہیں ہوا۔

وَمَا مِنَّا إِلَّا وَ لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ہم میں سے ہر ایک کا مقرر مقام ہے

شرح مواقف میں ہے کہ

إِنَّ الْمَلَائِكَةَ وَإِنْ كَانُوا فَوْقَ الْبَشَرِ فِي بَعْضِ الْأُمُورِ وَلَكِنَّ الْأَفْضَلِيَّةَ بِمَعْنَى كَثَرَةِ الثَّوَابِ لِلْبَشَرِ کہ ملائکہ اگرچہ بعض امور میں انسانوں سے بلند ہیں لیکن بایں معنی کہ افضلیت کا مدار کثرت ثواب پر ہے افضلیت انسانوں کو ہی حاصل ہے۔ نیز عالم امر عالم خلق سے اوپر ہے اور فضیلت عالم خلق کو حاصل ہے کیونکہ خلق کا قرب اصلی ہے اور عالم امر کا قرب ظلی ہے۔ عنصر خاکی عالم خلق و امر کے لطائف سے بہت نیچے ہے اور اس کی یہ پستی اس کی رفعت کا باعث و سبب ہے اور جو قرب خاکیوں کو حاصل ہے وہ قدسیوں کو نہیں۔

زمین زادہ برآسمان تافتہ زمین و زمان را پس انداختہ

زمین سے تعلق رکھنے والے جب آسمان پر جلوہ گر ہوئے تو بلندی پرواز میں سب زمین و آسمان کو پیچھے چھوڑ گئے۔

فائدہ نمبر ۴ ولایت نبوت سے افضل نہیں ہو سکتی

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲ اگر ولایت کو نبوت پر فضیلت ہوتی تو فرشتے جن کی ولایت تمام ولایات سے اکمل ہے انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہوتے صوفیہ کرام کا جو گروہ ولایت کو نبوت سے افضل جانتا ہے وہ ملاء اعلیٰ کی ولایت کو ولایت انبیاء علیہم السلام سے اکمل دیکھتا ہے خاص کر ملائکہ علیین کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰات و التسلیمات سے افضل کہتا ہے وہ جمہور اہلسنت سے جدا ہے اور یہ سب حقیقت نبوت پر عدم اطلاع کا نتیجہ ہے۔

فائدہ نمبر ۵ ترقی میں عنصر ناری کا حصہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ ان دو بازوؤں (اسم ظاہر اور اسم باطن) کے بعد جب پرواز و عروج واقع ہوا تو معلوم ہوا کہ ترقی اصالة عنصر ناری، ہوائی اور آبی کا حصہ ہے۔ ملائکہ کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰة و السلام کو بھی ان عناصرہ گانہ سے حصہ حاصل ہے جیسا کہ روایت میں وارد ہے کہ بعض فرشتے آگ اور برف سے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی تسبیح ہے۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۸۳، ۲۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۸، ۳۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۳۰۰

سُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الثَّلْجِ وَالنَّارِ
پاک ہے وہ ذات جس نے آگ اور برف کو جمع فرمادیا۔

فائدہ نمبر ۶ لطائف کا اپنے اصول سے ترقی کرنا ولایت کے لئے شرط ہے

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ لطائف کا اپنے اصول سے عروج شرط ولایت ہے۔
ولایت صغریٰ میں ولایت کا عروج ظلال اسماء و صفات تک ہے۔ لطائف امر کے عروج کی انتہا ولایت کبریٰ بلکہ اس کے دائرہ
اول تک ہے اکثر معاملہ عالم خلق کے ساتھ ہے۔ ولایت کبریٰ کے باقی دائروں سے نفس کا حصہ ہے اور خاک کے علاوہ دیگر
عناصر کا حصہ ولایت علیا سے ہے۔

فائدہ نمبر ۷ ایک خواب

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ اس سیر کے دوران خواب میں دیکھا گیا کہ ایک راستہ پر لے جا رہے ہیں زیادہ چلنے
کی وجہ سے عاجز آچکا ہوں۔ لکڑی اور کھوئی کی آرزو کرتا ہوں کہ شاید بائیں طور راستہ پر چل سکوں۔ وہ میسر نہ ہوئی۔ ہر خس و
خاشاک میں ہاتھ ڈالتا ہوں تاکہ راستہ پر چلنے کی طاقت پاؤں اور چلے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ ایک مدت تک اسی حال میں سیر کرتا
رہا۔ فٹائے شہر ظاہر ہوئی اس کی مسافت طے کرنے کے بعد شہر میں داخل ہوا معلوم ہوا کہ یہ شہر تعین اول سے عبارت ہے جو کہ جمیع
مراتب اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کا جامع ہے اور ان مراتب کے اصول اور اصول اصول کا بھی جامع ہے اور اعتبارات
ذاتیہ کا منتہی ہے۔ اس کا امتیاز علم حصولی کے مناسب ہے۔ اس کے بعد سیر واقع ہوگی تو علم حصولی کے مناسب ہوگی۔

اے فرزند: رب العزت جَلَّ جلالہ کی بارگاہ میں علم حصولی و حضوری کا اطلاق تمثیل و منظر کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ صفات جن
کا وجود ذات باری تعالیٰ کے وجود پر زائد ہے اس کا علم حصولی کے مناسب ہوگا اور اعتبارات ذاتیہ جن کا وجود باری تعالیٰ پر
زیادتی متصور ہی نہیں کا علم حصولی کے مناسب ہے ورنہ وہاں تو معلوم کی کوئی چیز حاصل ہوئے بغیر علم کا معلوم کے ساتھ ارتباط
کے بغیر اور کوئی چیز نہیں ہے اور یہ تعین اول جس سے شہر جامع کنایہ ہے ولایات انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم
الصَّلوات و التَّسلیمات کا جامع ہے۔ اور ولایت علیا کا منتہی ہے جو کہ ملائع اعلیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

فائدہ نمبر ۸ ذکر نفی و ثبات کا محل

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ آخری دو ولایتوں کے حصول میں زبان سے نفی و اثبات کا ذکر کرنا عمدہ ہے۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۲۸، ۲۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰

مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷

فائدہ نمبر ۹

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سوال: نفی و اثبات کا ذکر لسانی کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کا جب تکرار کریں تو محمد ﷺ رسول اللہ ساتھ ملائیں یا نہ ملائیں؟ اگر ملائیں تو کتنی مرتبہ تکرار کے بعد؟

جواب: میرے مخدوم: مرتبہ کا کوئی تعین نہیں ہے۔ 18, 20, 50, 100 کے بعد ملا سکتے ہیں۔

ہدایت دہم کمالات نبوت کے بیان میں۔

فائدہ نمبر ۱

ذات و صفات میں امتیاز۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ ساتواں مرتبہ ذات حق تبارک و تعالیٰ کو صفات و اسماء سے جدا کرنا ہے، کیونکہ محبت ذات شرکت صفات گوارا نہیں کرتا اگرچہ ذات خداوندی سے صفات خداوندی کا جدا کرنا متصور ہی نہیں، اور اللہ تعالیٰ کی ذات کسی وقت اور کسی حال میں بھی صفات سے الگ نہیں ہے لیکن بمطابق المرء مع من احب کہ آدمی کو جس کے ساتھ محبت ہے اسی کے ساتھ ہے ذات سالک کو ذات خداوندی سے ایک معیت ہے کہ وہاں صفات ملحوظ ہی نہیں ہیں۔ پس ذات کا صفات سے الگ ہونا دید و محبت میں ہے جس کا ثمرہ معیت مذکورہ ہے اور بس نہ کہ خارج و نفس الامر میں۔

فائدہ نمبر ۲

کمالات نبوت کا حصول بالتبع تابع و خادم کو بھی ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ کہ اسمُ الْکِبَاطِیْن سے گزرنے کے بعد انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے مراتب کے فرق کے مطابق جو کمالات سامنے آتے ہیں ان کمالات کا حاصل ہونا اصالةً تو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ہے اور تبعاً و وراثۃً جسے چاہیں نواز دیں۔

فائدہ نمبر ۳

کمالات نبوت کے لئے لازم نہیں کہ آدمی نبی ہو یا نبی کے مساوی ہو۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ افراد اُمت میں سے بعض کو اگر بطور تبعیت و وراثت کمالات نبوت حاصل ہوں تو اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ نبی بن جائیں یا مرتبہ میں نبی کے برابر ہو جائیں کیونکہ کمالات نبوت کا حصول اور چیز ہے اور منصب نبوت کا حصول اور جیسا کہ اس کی تفصیل و تحقیق حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمائی ہے۔

فائدہ نمبر ۴

حصول کمالات میں عنصر خاک کا حصہ۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۴۔ لطائف انسانی میں سے عنصر خاک کو ان کمالات سے اصالةً حظ وافر حاصل ہے اور باقی اجزاء انسانی کو خواہ وہ عالم امر سے ہوں یا عالم خلق سے اس مقام میں عنصر خاک کے تابع ہیں اور اس کے طفیل اس دولت سے شرف یاب ہوئے ہیں۔ جب یہ عنصر بشر کے ساتھ مخصوص ہے تو لا محالہ خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہوں گے کیونکہ جو کچھ اس عنصر کو میسر ہوا ہے وہ کسی اور کو میسر نہیں ہوا اس سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ ولایت صغریٰ ہو یا ولایت کبریٰ یا ولایت علیا تمام کمالات نبوت کے ظلال ہیں اور وہ کمالات ان کمالات کی حقیقت کے سامنے شبہ و مثال ہیں اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سیر میں ایک نقطہ کا قطع کرنا مقام ولایت کے جمیع کمالات طے کرنے سے زائد ہے، پھر آپ قیاس کر لیں کہ پہلے جمیع کمالات کی ان تمام کمالات سے

نسبت دریائے محیط کی سی قطرہ بے مقدار کے ساتھ ہے۔ اس جگہ یہ نسبت بھی مفقود ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ مقامات نبوت کی مقام ولایت کے ساتھ نسبت غیر متناہی کی متناہی کے ساتھ نسبت کی مثل ہے۔ اس راز سے ناواقف کہتے ہیں 'الْوَالِيَةُ الْفَضْلُ مِنْ الْفَضْلَةِ' کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور دوسرے حضرات عدم آگاہی کی بناء پر اس کی یوں توجیہ کرتے ہیں کہ نبی کی ولایت نبی کی نبوت سے افضل ہے۔ کَبْرُ كَلِمَةِ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے مونہوں سے نکلتا ہے۔

فائدہ نمبر ۵ اصول کی سیر میں ذوق و شوق کی گنجائش ہوتی ہے بعد میں نہیں۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں:۔ سالک کی جب تک سیر اصول میں ہے ذوق و شوق، حلاوت و معرفت اور اسرار و معارف کے بیان کے لئے زبان کھولنا نسبت احاطہ و سریان اصالت و ظلیت و مرآتیت وغیرہ ایسی چیزوں کو ثابت کرنے کی گنجائش رکھتا ہے، اور جب معاملہ اصول سے اوپر ہو جاتا ہے اصل کو ظل کی طرح چھوڑ دیتا ہے تو زبان گوئی ہو جاتی ہے۔

مَا لِلْتَرَابِ وَرَبِّ الْأَرْبَابِ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور یہ معرفت و حلاوت ختم ہو جاتی ہے۔

اس جگہ اگر لذت و علم درکار ہو تو اس کا ذریعہ دوسرا ہو گا یہ ایک ایسا امر ہے جس کو حیرت و جہل سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے 'مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ' جس نے مے کو چکھا نہیں وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں یہ وہ جہل و نکارت نہیں جو عوام کا حصہ ہے بلکہ یہ ایسا امر ہے کہ جب تک اس کے ساتھ متحقق نہ ہو اس کا وصول نہیں ہو سکتا، یہ جہل و نکارت علم و دانش پر ہزاروں درجے فائق ہے اور یہ خوف و حیرت شوق و حلاوت سے کئی گونہ رائج ہے اور یہ اطلاق مدح بِمَآيَشَبِہِ الذَّمِّ کے قبیل سے ہے۔

فائدہ نمبر ۶ نسبت باطن کا کمال

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں:۔ کہ ظاہر باطن کی خدمت میں عمدہ سعی کرتا ہے انتہا میں نسبت باطن ادراک سے دور چلی جاتی ہے اور ظاہر سے بیگانہ ہو جاتی ہے اور اس کا وصف معشوقی ناز و استغنا جس کے لوازم سے ہے کمال تک پہنچ جاتا ہے نسبت باطن جس قدر جہالت کی طرف لے جاتی ہے اس قدر بہتر ہوتی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

أَلْعَجْزُ عَنْ ذَرْكِ الذَّاتِ إِدْرَاكُ

کہ ذات کا ادراک حاصل ہونے سے عاجز آ جانا بھی ادراک ہے اور یہ بظاہر پیاسا ہونا اور عدم ادراک کا رخانہ ظاہر کے برہنہ تک ہے جب اس میں خلل آئے گا اور الرحیل (کوچ) کی ندا پہنچے گی تو نسبت باطن میدان خالی پا کر سینکڑوں آب و تاب کے ساتھ پردہ ظہور پر آ جائے گی۔

نیز چونکہ موت مقدمات قیامت سے ہے اس جگہ بھی مشہود اتم و اکمل ہے اور جب نیند کی موت کے ساتھ مناسبت و اخوت کا رشتہ ہے تو بعض خوش نصیبوں کو نیند کے وقت ایک ایسی حالت پیش آتی ہے جو کہ موت کے حالت کے مشابہ ہے اور بیداری پر فوقیت

رکھتی ہے اور برزخ صغریٰ کی تکمیل کے بعد برزخ کبریٰ کا معاملہ سامنے ہوگا اجزاء منتشرہ اور بوسیدہ ہڈیاں جمع کی جائیں گی معاملہ خلل سے رہائی پائے گا تو اس وقت بدن عنصری کو بالاصالہ قرب کی دولت نصیب ہوگی۔ کمال عزت و مرتبہ کے ساتھ اطائف عالم امر کا امام و پیشوا بنادیں گے بخلاف دنیاوی معاملات کے اس میں باطن معاملات قرب میں اصل ہے اور ظاہر اس کے تابع ہے اور بروز قیامت باطن ظاہر کے تابع ہوگا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ باطن سے نسبت سلب کر کے ظاہر کو دے دیں گے اور ظاہر کے تابع کر دیں گے بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ ظاہر کو ایسے امر سے سرفراز کریں، ایسے قرب و منزل سے نوازیں گے کہ باطن اپنے معاملہ کے باوجود ظاہر کی اتباع کی آرزو کرے گا اور اپنی نسبت کو ظاہر کی نسبت کے سامنے محو و لاشیٰ دیکھے گا۔

تنبیہ۔

بعض کالمین کو دنیا میں وہ کچھ عطاء ہو جاتا ہے جو دوسروں کو بروز قیامت نصیب ہوگا ان کے ظاہر کو باطن پر فضیلت دے کر متبوع باطن بنادیا جاتا ہے ان کی دنیا کو آخرت کا حکم لاحق ہوتا ہے پھر اندازہ کر لو کہ آخرت کو ان کا معاملہ کس قدر افرونی میں ہوگا، جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الصمدانی کو اس خطاب سے مشرف کیا گیا۔ جاننا چاہیے کہ قرب نبوت عالم خلق سے متعلق ہے اور قرب ولایت عالم امر سے وابستہ ہے جس کو قرب نبوت سے نوازا جائے اس کے حق میں کمال ثابت ہو جاتا ہے۔

فائدہ نمبر ۷ بعض خام صوفیوں کے ایک وہم کا ازالہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ کہ کمالات نبوت مراتب عروج میں ہیں نیز نبوت کے عروجات میں چہرہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، یہ بات نہیں جو لوگ سمجھے بیٹھے ہیں کہ نبوت میں چہرہ خلق کی طرف اور ولایت میں چہرہ حق کی طرف ہوتا ہے ولایت مراتب عروج میں ہے اور نبوت مراتب نزول میں، اس جگہ یہ وہم کر لیا گیا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے، دونوں میں عروج و بہوٹ ہے عروج میں ہر دو کی توجہ حق سبحانہ کی جانب ہے اور بہوٹ میں چہرہ خلق کی طرف۔

بہوٹ نبوت کے مرتبہ میں توجہ بالکلیہ مخلوق کی طرف ہوتی ہے اور بہوٹ ولایت میں مخلوق کی طرف بالکلیہ توجہ نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا باطن حق سبحانہ کی جانب مائل رہتا ہے اور ظاہر مخلوق کی جانب، اس میں راز یہی ہے کہ صاحب ولایت نے مقامات عروج کی تکمیل نہیں کی لہذا اس کی نگاہ اوپر کی طرف ہی رہے گی جو بالکلیہ توجہ الی الخلق سے مانع ہے بخلاف صاحب نبوت کے کہ انہوں نے مقامات عروج کی تکمیل کر لی ہے اس لئے بالکلیہ توجہ مخلوق کی طرف ہوگی اور انہیں دعوت الی اللہ دینے میں مشغول ہوں گے، اسے سمجھ لیں کہ اس معرفت شریفہ اور اس کی مثل دیگر معارف میں ہر ایک گفتگو کی مجال نہیں رکھتا۔

فائدہ نمبر ۸ مراتب عروج میں عنصر خاک کی ترقی

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ جاننا چاہیے کہ مراتب عروج میں جس طرح عنصر خاک سب سے بلند چلا جاتا ہے اس طرح مراتب بہوٹ میں سب سے نیچے چلا آتا ہے، سب سے نیچے کیوں نہ آئے جبکہ اس کا مقام طبعی ہی سب سے پست ہے، یقیناً اس مرتبہ والے کی دعوت اتم ہوگی اور اس کا فائدہ مکمل ہوگا۔

فائدہ نمبر ۹ فرائض و نوافل کی ادائیگی سے حصول کمالات کا فرق

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ اے فرزند، توجہ سے سن: کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعوت کو عالم خلق تک بند رکھا ہے بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ کہ اسلام کی بناء پانچ چیزوں پر ہے، اور جب قلب کی عالم خلق کے ساتھ بہت زیادہ مناسب تھی تو تصدیق قلبی کی بھی دعوت ارشاد فرمائی اور قلب کے ماوراء کی گفتگو نہ کی اور اسے کَا لَمْطَرُ وِجْ فِی الطَّرِیقِ (راہ میں چھوڑی ہوئی چیز) قرار دیا اور مقاصد سے شمار نہ کیا بلکہ بہشت کی نعمتیں، دوزخ کی تکالیف، دولت دیدار، دیدار سے محرومی کی بے نصیبی اسی عالم خلق سے وابستہ ہیں عالم امر کا ان سے تعلق نہیں ہے۔

دوسری بات۔ اعمال مفروضہ، واجبہ اور مسنونہ کی بجا آوری قالب سے متعلق ہے جو کہ عالم خلق سے ہے اور اعمال نافلہ عالم امر کا حصہ ہیں ان اعمال کا ثمرہ بھی اعمال کے اندازے کے مطابق ہوگا تو ضروری طور پر جو قرب اداء فرائض کا ثمرہ ہے وہ عالم خلق کا حصہ ہے اور جو قرب اداء نوافل پر مرتب ہوتا ہے وہ عالم امر کا نصیب ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نفل کا فرائض کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں کاش کہ دریائے محیط کے سامنے قطرہ کی نسبت رکھتا، بلکہ نفل کی سنت کے بالمقابل بھی یہی نسبت ہے پس اس سے ہر دو قرب کا فرق بھی معلوم کر لینا چاہیے، عالم خلق کو عالم امر پر فضیلت بھی اس فرق کے پیش نظر ہے۔

فائدہ نمبر ۱۰ نبوت و ولایت کے معارف

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ مقام ولایت نبوت کے مناسب علوم و معارف شرائع انبیاء علیہم السلام ہیں جب اقدام نبوت میں فرق ہے تو ان کی شریعتوں میں بھی اسی انداز سے اختلاف ہوگا۔ اور مقام ولایت اولیاء کے مناسب معارف وہ شطیحات (یعنی وہ کلمات جو بظاہر مخالف شرع ہیں) مشائخ ہیں اور توحید و اتحاد کے مخبر، احاطہ و سریان کے مشعر، قرب و معیت کے نشان و ہندہ مرآئیت و ظلیت کا اعلام کنندہ اور شہود و مشاہدہ کے مثبت علوم ہیں۔

بالجملہ معارف انبیاء علیہم السلام کتاب و سنت ہیں اور معارف اولیاء فصوص الحکم و فتوحات مکیہ ہیں۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا ہمارے باغ سے ہیں ہماری بہار کا اندازہ کر لو ولایت اولیاء قرب حق کی طرف سراغ رساں ہے اور ولایت انبیاء علیہم السلام اقربیت حق کی نشاندہی کرتی ہے ولایت اولیاء شہود پر دال ہے اور ولایت انبیاء علیہم السلام مجہول الکفایت نسبت کی مثبت ہے ولایت اولیاء اقربیت سے بے خبر اور جہالت سے آشنا ہے اور ولایت انبیاء علیہم السلام اقربیت کے باوجود قرب کو عین بعد جانتی اور شہود کو عین غیبت شمار کرتی ہے۔

فائدہ نمبر ۱۱ فناء نفس کی ابتداء ولایت صغریٰ میں ہے اور انتہا ولایت کبریٰ میں۔

حضرت خواجہ عروۃ الثقلیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ فناء نفس کی ابتدا ولایت صغریٰ میں ہے اور اس کے کمالات ولایت کبریٰ سے مربوط ہیں بلکہ عناصر اربعہ کے اعتدال سے جو کہ کمالات نبوت سے وابستہ ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۲ شہود و مشاہدہ ظلال سے وابستہ ہے۔

حضرت خواجہ عروۃ الثقلیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ کہ شہود و مشاہدہ ظلال سے وابستہ ہیں اور درک و وصل اس جگہ تک ہے کہ جس پر اصل کا اطلاق ہے۔ اور جب معاملہ ظلال سے بڑھ جائے اور اصل بھی ظلال کی مانند راہ میں رہ جائے تو معاملہ غیب الغیب سے جا پڑتا ہے پہلے معاملات ہباء منثوراً اور پراگندہ ہو جاتے ہیں، اور ایمان شہودی ایمان بالغیب سے تبدیل ہو جاتا ہے لذت و حلاوت اور ذوق و شوق کی بجائے بے کیفی اور درد و غم آ جاتا ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْحُزَنِ مُتَوَاصِلَ الْفِكْرِ،

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غمگین اور متواتر متفکر رہتے تھے۔

یہ بزرگ فقط اطاعت محبوب میں لذت پاتے ہیں اور ان کا اُنس صرف بندگی میں بند ہے۔ دیگر حضرات شہود کی لذت سے لطف انداز ہوتے ہیں اور خیال وصال پر فریفتہ ہیں۔

اور ان حضرات نے اس شہود سے آنکھ بند کی ہوئی ہے اور اس وصال کو خیال تصور کر کے غیب کے ساتھ جو کہ شہود پر ہزاروں درجے افضل ہے مطمئن ہیں اور اس کی بندگی میں کمر ہمت چست باندھے ہوئے ہیں امام کے ساتھ تحریرہ اولیٰ کو تجلیات و ظہورات سے بہتر جانتے ہیں، خشوع و خضوع اور سجدہ گاہ میں نظر جمائے کو شہود و مشاہدہ سے بڑھ کر تصور کرتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۳ درجات کی کوتاہی کا مقام

حضرت خواجہ عروۃ الثقلیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۳ اور جب معاملہ اصول سے بلند ہوتا ہے اور بساطت صرف پیش آتی ہے تو یہ درجات کوتاہی کرتے ہیں اور فنا و بقا راہ میں رہ جاتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۴ عشق کی شورش کا محل

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۴۔ اے فرزند: عشق کی شورش محبت کا آوازہ شوق انگیز نعرے، درد آویز چیخیں، وجد، تواجد، رقص، اور رقص مقامات ظلال میں ہیں اور ظہورات و تجلیات ظلیہ کے وقت اصل تک رسائی کے بعد ان امور کا حصول متصور نہیں اس جگہ محبت بمعنی ارادہ طاعت ہے جس طرح کہ علماء فرماتے ہیں نہ کہ اس سے زائد معنی میں جو منشاء ذوق و شوق ہے جیسا کہ بعض صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ نے گمان کیا ہے

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۸۵، ۲۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۸۷

۳۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۳، ۴۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۰۲

فائدہ نمبر ۱۵ کمالات نبوت کا معاملہ کس سے متعلق ہے۔؟

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔^۱ ایک سوال جب کمالات نبوت کا معاملہ ذات بحت سے وابستہ ہوتا ہے تو حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآنی کے اس پر فوقیت رکھنے کی کیا صورت ہوگی۔؟

جواب: میرے مخدوم یہ کیسے معلوم ہوا ہے کہ کمالات نبوت کا تعلق ذات بحت سے ہے اس فقیر سے کس نے نقل کیا ہے فقیر نے ہرگز ایسا نہیں کہا اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کے کلام سے بھی ایسا معلوم نہیں ہوتا، ہاں ان کے کمالات تک وصول ولایت سے گانہ کے حصول کے بعد ہے اور اس طرح اسماء و صفات، شیون و اعتبار اور تنزیہات و تقدسیات کے عبور کے اسم، الظاہر اور اسم الباطن، سے ترقی کے بعد ہے جو کہ بیان طریقہ پر مشتمل مکتوب میں مفصل مذکور ہے۔

م کيف الوصال الى سعاد و ذو نها قلل الجبال و ذو نهن قطوف

محبوبہ سعاد تک رسائی کیسے ہوگی جب کے راستے میں بلند و بالا پہاڑ اور گہرے غار حائل ہیں یہ معاملہ ذات بحت سے کیسے متعلق ہو سکتا ہے؟ جب کہ حضرت امام ربانی نے اس مکتوب میں عظمت و کبریائی کے سراپروں سے تعبیر حقیقت کعبہ کو کمالات نبوت سے اوپر لکھا ہے اور کمالات نبوت سے جزو ارضی کا حصہ ثابت کیا ہے اور حقیقت کعبہ سے بیات وحدانی کا حصہ جو کہ عالم خلق و عالم امر کا مجموعہ ہے حاصل ہونا تحریر فرمایا ہے نیز اسی مکتوب میں مرتبہ ذات کو ان کمالات سے بلند ثابت کیا ہے اور لکھا ہے کہ ذات باری تعالیٰ اس وجود عدم سے بلند ہے اس وجود عدم سے ماوراء ہے۔

فائدہ نمبر ۱۶ کمالات نبوت کے متعلق سوال و جواب

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔^۲

سوال۔ جب مرتبہ کمالات نبوت اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کے مرتبہ سے بلند ہے تو حقیقت کعبہ اور اس کی مثل مسجودیت وغیرہ کے اعتبارات سے مقید کمالات نبوت سے تفوق کس معنی کے اعتبار سے ہوگا؟

جواب۔ یہ شبہ تفصیل طلب ہے اتنی بات جان لیں کہ مرتبہ کمالات نبوت ان اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات سے بلند ہے جو ولایت کبریٰ اور علیین میں ثابت ہیں

فائدہ نمبر ۱۷ کمالات نبوت بالا صالہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ہیں اور بالتبع ان کے اصحاب کے لئے

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔^۳ واضح ہو کہ اس عطیہ یعنی کمالات نبوت کا حصول انبیاء کرام علیہم الصلوٰات و التسلیمات کے حق میں بالا صالہ و بلا واسطہ اور بالذات ہے اور ان کے اصحاب کے حق میں جو بطور تبعیت و وراثت جو اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے توسط سے انبیاء کرام اور ان کے اصحاب عظام علیہم السلام کے بعد بہت کم لوگ اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں اگر کوئی صاحب بالتبع اور بطور وراثت اس دولت سے راہ یاب ہو تو یہ جائز ہے

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه مسیحا میکرد
اگر فیض روح القدس پھر سے مدد فرمائے تو دوسرے لوگ بھی وہ کمال ظاہر کر دیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوتے
تھے مجھے تسلیم ہے کہ یہ دولت کبار تابعین میں پر تو انداز رہی اور اسی طرح تبع تابعین میں بھی جلوہ فگن رہی اس کے بعد پردہ استعار
میں چلی گئی یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد دوسرے ہزار سالہ دور تک نوبت پہنچی ہے اس وقت بھی یہ دولت بطریق
تبعیت و وراثت منصفہ ظہور میں آئی ہے اور آخر کو اول کے مشابہہ کر دیا ہے۔

اگر بادشاہ برادر پیرزن بیاید تو امے خواجہ سبقت مکن
اگر بادشاہ بوڑھیا کے دروازے پر جلوہ فرما ہو جائے تو اے سردار تجھے غصہ نہیں کرنا چاہیے۔
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالتَّزَمَ مَتَابَعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ اَتَمَّهَا
وَ اكْمَلَهَا.

فائدہ نمبر ۱۸ مجدد مائتہ اور مجدد الف میں فرق۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا حامل اس ہزار سالہ دور کا مجدد ہے جیسا کہ آپ کے علوم و معارف
میں نظر کرنے والوں پر مخفی نہیں جو حضرات علوم ذات و صفات اور افعال سے تعلق رکھتے ہیں اور احوال و مواجید اور تجلیات و
ظہورات سے متلبس ہیں وہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ علوم و معارف علوم علماء سے بلند اور معارف اولیاء سے ماوراء ہیں بلکہ ان کے
علوم اس کی بہ نسبت پوست ہیں اور یہ علوم اس پوست کا مغز ہیں۔ واللہ الہادی۔
جان لیں کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد تشریف فرما ہوا ہے مگر مجدد مائتہ اور ہے مجدد الف اور، اور جس طرح سواور ہزار میں فرق
ہے اسی طرح ان ہر دو کے مجدد میں فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ مجدد الف وہ ہے کہ اس مدت میں امتیوں کو جو فیوضات
پہنچیں گے اس کے واسطے سے پہنچیں گے اگرچہ وہ لوگ اپنے وقت کے اقطاب و اوتاد و ابدال و نجباء ہی ہوں۔
خاص کند بندہ مصلحت عام را مصلحت عامہ کی خاطر کسی بندے کو خاص کر لیتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۱۹ نماز اور تلاوت کلام الہی کا محل کیا ہے۔ اور ثمرہ کس حالت میں مرتب ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی قدس سرہ فرماتے ہیں علم اور جب معاملہ ظلال و اصول کے مراتب سے اوپر چلا جاتا ہے اور اصل کو بھی غل
کی طرح چھوڑ دیتا ہے۔ کمال بلندی اور عدم تمنہ کی وجہ سے حیرت و جہل تک پہنچ جاتا ہے اور اس مقام میں اس کلمہ مبارکہ کی تکرار
مفید نہیں۔ اس مقام میں ترقی درجات کے مطابق نماز اور تلاوت کلام مجید سے ہوتی ہے۔ اور ہمارے حضرت امام ربانی قدس

سرہ سے سنا گیا ہے کہ اس وقت اگر کلمہ طیبہ کی تکرار اس لحاظ سے کی جائے کہ یہ بھی قرآن مجید کا لفظ ہے اور ابتدا تعوذ سے کی جائے تو قرآن مجید کی تلاوت کا ثمرہ اور فائدہ دے گا۔

فائدہ نمبر ۲۰ ترقی کا مدار محض فضل و کرم پر ہے نہ کہ اعتقاد و عمل پر۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ اس کے بعد ایسا مقام آتا ہے کہ جہاں عمل کوئی نتیجہ نہیں دیتا اور اعتقاد کا کوئی دخل نہیں ہے اس جگہ ترقی محض تفضل و احسان سے مربوط ہے۔

فائدہ نمبر ۲۱ انبیاء کرام علیہم السلام سے مخصوص مقام۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ یہ مقام بالا صالہ انبیاء اولو العزم علیہم الصلوٰات والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے امت میں کوئی خوش نصیب ہے جسے اس دولت سے نوازیں۔

۔ باکر یماں کا رہا دشوار نیست کریم لوگوں پر بڑے بڑے کام بھی دشوار نہیں

فائدہ نمبر ۲۲ تفضل سے محبت کی طرف ترقی۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ پھر اس کے بعد اس سے اوپر والا کمال آتا ہے جس میں تفضل محبت کی طرف ترقی کی جاتی ہے اس کمال کے حصول میں ترقی کا دار و مدار محض محبت پر ہے اور محبت میں بھی دو کمال ہیں

۱۔ کمال محبت۔ ۲۔ کمال محبوبیت۔

محبت ذاتیہ کے کمالات بالا صالہ حضرت کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخصوص ہیں اور محبوبیت ذاتیہ کے کمالات اولاً وبالذات حضرت حبیب اللہ ﷺ سے مخصوص ہیں اور ان دونوں بزرگوں کے طفیل دوسروں کے لیے ان کمالات سے حصہ کی امید ہے۔

فائدہ نمبر ۲۳ سوال و جواب۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۴

چوتھا سوال۔ جب عارف کا معاملہ محض تفضل و محبت میں جا پہنچتا ہے تو اس مقام میں صوری اعمال یعنی ذکر لسانی، تلاوت کلام الہی اور دوسری چیزیں مفید و ترقی بخش ہیں یا نہیں؟

جواب۔ مفید اور درجات اخرویہ کی رفعت ظاہر کرتے ہیں گناہوں کا کفارہ اور کدورات بشریہ و ظلمات جسمانیہ کے مزیل ہیں حدیث شریف میں ہے۔

إِنَّهُ لَيُغَانَّ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً

کہ میرے دل پر حجاب آتا ہے تو میں ایک دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

۱: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷، ۲: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷

۳: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۱۷، ۴: مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۷

اس مقام سے واصل حضرات کی ترقی ان کے اعمال سے وابستہ نہیں بلکہ محض فضل اور محبت پر موقوف ہے علی تفاوت الدرجات۔
فائدہ نمبر ۲۴ کمالات نبوت کی سیر کے بعد قدم اٹھائیں تو عدم محض میں پہنچ جائے گا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کے محبوب اکرم ﷺ کے صدقہ سے اس سیر کمالات نبوت جو کہ ذات کو اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات سے جدا کرنے سے عبارت ہے کو مکمل کر لیا تب مشہود ہوا کہ اگر ایک اور قدم بڑھایا گیا تو عدم محض میں جا گرے گا۔ کیونکہ اس سے ورا عدم محض ہے اے فرزند۔ اس معاملہ سے یہ وہم و خیال نہ کرنا کہ عنقا شکار ہو گیا اور یہ کہ سی مرغ جال میں پھنس گیا ہے۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین کا نجا ہمیشہ باد بدست ست دام را
ابھی اللہ سبحانہ تعالیٰ وراء الورا ثم وراء الورا ہے

ہنوز ایوان استغنا بلندست مرا فکر رسیدان ناپسندست

یہ وراثت وجود حجابات کی بنا پر نہیں ہے اس لئے کہ تمام حجابات اٹھ چکے ہیں بلکہ عظمت و کبریائی کے ثبوت کے اعتبار سے ہے جو کہ ادراک سے مانع اور وجدان کے منافی ہے

هُوَ سُبْحَانَهُ أَقْرَبُ فِي الْوُجُودِ وَأَبْعَدُ فِي الْوُجْدَانِ

اللہ تعالیٰ وجود کے اعتبار سے بہت قریب اور وجدان (پائے جانے) کے اعتبار سے بہت بعید ہے۔

ہدایت یازدہم حقیقت کعبہ کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ عظمت و کبریائی کے خیموں میں مقام۔

حضرت محبوب سبحانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ کہ لیکن بعض کا ملین محبوبین کو انبیاء کرام علیہم السلام کے طفیل عظمت و کبریائی کے خیموں میں جگہ دیتے ہیں اور بارگاہ کا محرم بنا لیتے ہیں تو ان کے ساتھ ان کے مرتبہ و مقام کے مطابق وہ معاملہ کیا جاتا ہے جو کیا جاتا ہے۔

اے فرزند یہ معاملہ انسانی ہیئت وحدانی سے مخصوص ہے جو کہ عالم خلق و امر کے مجموعہ سے پیدا ہوئی ہے اس کے باوجود اس کا رئیس عنصر خاکی ہی ہے۔

فائدہ نمبر ۲ حقیقت کعبہ کے کمالات۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ اس مقام شگرف کے کمالات حقیقت کعبہ ربانی سے متعلق ہیں جو کہ سالک کی ہیئت وحدانی کے ساتھ مختص ہیں اور عظمت و کبریائی کا مظہر ہیں۔

فائدہ نمبر ۳ قلب کے معنی۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ کہ جاننا چاہیے کہ ارباب ولایت قلب بول کر انسانی حقیقت جامعہ مراد لیتے ہیں جس کا تعلق عالم امر سے ہے اور لسان نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر قلب گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس کی اصلاح سے سارے جسم کی اصلاح مربوط ہے اور اس کے فساد سے سارے بطن کا فساد لازم ہے کماورد فی الحدیث۔

بے شک جسد آدم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اس کے فساد سے سارے جسم میں فساد ہو جاتا ہے اور آگاہ ہو جاؤ وہ دل ہے۔

اور جب حقیقت جامعہ نہایۃ النہایۃ پر پہنچ کر ولایت خاصہ سے حظ وافر حاصل کرتی ہے تو اگر جلوہ مطلوب پیدا ہوا ہو تو اس میں ظل مطلوب پیدا ہوا ہے نہ کہ عین مطلوب جیسا کہ آئینہ میں شخص کی مثال ہوتی ہے نہ کہ عین شخص بخلاف اس مضغہ کے کہ اس میں آئینہ کے برعکس عین مطلوب ظاہر ہو گا نہ کہ ظل مطلوب اس لئے فرمایا گیا کہ مجھے بندہ مومن کا دل سما سکتا ہے۔

یہ معاملہ طریقہ نظر و فکر سے بلند ہے اس جگہ حلول و تمکن کا بالکل خیال نہ کرنا کیونکہ یہ الحاد و زندقہ ہے دنیا میں عقل تو اس بات کا یقین نہیں کر سکتی کہ ایک شے بعینہ دوسری میں ظاہر بھی ہو اور اس جگہ حلول و تمکن بھی نہ ہو یہ عقل کی نارسائی ہے اور غائب کا شاہد پر قیاس ہے۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰، ۲۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۶۰، ۳۔ مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۲۶۰

تو تقصیر کو اپنے پاس جگہ نہ دو۔

اے برادر! دل کو گوشت کا ایک بے حیثیت ٹکڑا نہ سمجھنا بلکہ وہ تو ایک نفیس جوہر ہے جس میں عالم خلق کے خزانے ودیعت رکھے گئے ہیں اور عالم امر کے دفاًن و امور خفیہ اس میں پنہاں ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر معاملات ہیں جو کہ اس حقیقت وحدانی سے مربوط ہیں۔

پہلے اجزاء عشرہ کو تزکیہ و تصفیہ، جذبہ و سلوک اور فنا و بقا سے مرکی و مطہر کیا اور تعلقات ماسوا کے میل سے آزاد کیا مثلاً قلب کو تقلب سے نکال کر تمکن تک پہنچایا اور نفس کو امارگی سے اطمینان میں لایا گیا جز و ناری کی سرکشی و نافرمانی کو روکا گیا اور خاک کو اپنی پستی و پست فطرتی سے بلند کیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے تمام اجزاء کو ترکیب دے کر شخص معین بنایا اور انسان کامل کر دیا اس شخص کے مرکز و جود اور خلاصہ کو مضفہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فائدہ نمبر ۴ حقائق ثلاثہ سے وصول کمالات نبوت سے اوپر ہے۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔

سوال۔ حقائق ثلاثہ تک رسائی تفضل میں داخل ہے یا نہیں۔

جواب۔ ان حقائق کا معاملہ چونکہ کمالات نبوت سے بلند ہے اس لیے تفضل میں داخل ہے۔

فائدہ نمبر ۵ حقیقت کعبہ ربانی سے اتصاف داخل تفضل ہے۔

حضرت خواجہ محمد باقر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس عبارت شریفہ سے معلوم ہوتا ہے فوق کمالات نبوت کے معاملات داخل تفضل میں لہذا جو شخص فقط حقیقت کعبہ ربانی سے متصف ہوا ہے وہ مقام تفضل سے بہرہ یاب ہے۔

فائدہ نمبر ۶ ہر مسجد میں کعبہ عظمیٰ کا ظہور ہے۔

مولف کتاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کی زبان گوہر فشاں سے سنا ہے کہ مسجد میں حقیقت کعبہ ربانی کا ظہور ہے۔

فائدہ نمبر ۷ حقیقت کعبہ اور حقیقت محمدیہ میں فوقیت کے اعتبار سے فرق۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔ کہ

سوال۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حقیقت کعبہ ربانی حقیقت محمدیہ سے اوپر ہے تو اس طرح حقیقت کعبہ ربانیہ کا حقیقت محمدیہ سے افضل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ آنسرور ﷺ تمام مخلوقات سے افضل ہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر کرتا؟

جواب۔ حقیقت کعبہ ربانی معبودیت و مسجودیت کے مقام سے پیدا ہوتی ہے اور آنسر ور ﷺ کا کمال مقام عبدیت و عابدیت میں ہے اس بنا پر ہو سکتا ہے حقیقت کعبہ ذات باری تعالیٰ ہو اس لئے کہ درحقیقت معبود و مسجود تو وہ ہی ہے یعنی وہ حقیقت جو اس صورت کی مسجودیت کا منشاء ہوگی ہے بلا شک و شبہ وہ ذات باری تعالیٰ ہے تو اگر اس حقیقت کو حقیقت محمدیہ پر فوقیت و فضیلت حاصل ہو تو خطرے کی کیا بات ہے۔

سوال۔ بعض حضرات کہتے ہیں صورت کعبہ ممکن ہے تو اس کی حقیقت بھی ممکن ہونی چاہیے تو وہ واجب کیسے ہوگی؟
جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ ان بزرگوں کے طریقہ کے مطابق کسی چیز کی حقیقت اس چیز کی ذات اور ما بہ الشئ ہو ہو سے عبارت ہے بلکہ اس کے وجودی اور توابع وجودی فیوض کے مبداء سے عبارت ہے اور وہ چیز ان کے لیے ظل کی مانند ہے صوفیاء کرام کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التحیہ تعین اول ہے جس کو وحدت کا نام دیا گیا ہے اور تمام ممکنات کے حقائق جو کہ اعیان ثابۃ میں تعین ثانی ہیں جسے واحدیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ثابت کرتے ہیں دونوں کو واجب مانتے ہیں اور قدیم تسلیم کرتے ہیں نقش الفصوص کے مقدمہ میں ہے ممکن وہ وجود متعین ہے اس کا امکان تعین کے اعتبار سے اور وجوب حقیقت کے اعتبار سے ہے پس جس جگہ حقیقت کعبہ ربانی کو وجوب کے مراتب میں ثابت کیا گیا ہے وہ ان کی اصطلاح پر مبنی ہے اور ممکن کی حقیقت کو ضروری طور پر ممکن قرار دیا گیا ہے وہ ان کی اصطلاح نہیں بلکہ الگ تحقیق اور علیحدہ قول ہے۔

سوال۔ کعبہ کی صورت یہی ظاہری صورت ہے یا کوئی اور چیز ہے؟

جواب اول۔ میرے مخدوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے صورت کعبہ پتھر اور مٹی کی اینٹوں سے عبارت نہیں ہے کیونکہ اگر بالفرض پتھر اور مٹی کی اینٹیں درمیان میں نہ ہوں تب بھی کعبہ کعبہ ہے اور مخلوق کا مسجودا لہ ہے بلکہ صورت کعبہ باوجودیکہ حقائق اشیاء کی طرح عالم خلق سے متعلق ہے لیکن احاطہ حس و خیال سے پوشیدہ ہے عالم محسوسات میں سے ہونے کے باوجود غیر محسوس ہے اشیاء کا متوجہ الیہ ہونے کا باوجود توجہ میں کچھ نہیں ہے ایک ایسی ہستی ہے جس نے نیستی کا لباس اوڑھ رکھا ہے اور ایسی نیستی ہے جو کہ ہستی کے لباس میں ظاہر ہوئی ہے سمت و جہت میں ہونے کے باوجود بے جہت و بے سمت ہے غرضیکہ یہ حقیقت سے مزاج والی صورت ایک ایسی عجیب ترین چیز ہے کہ عقل جن کے تشخص سے عاجز ہے اور عاقل جس کے تعین کرنے میں حیران ہے۔ گویا کہ عالم بے چوٹی و بے چگونگی کا نمونہ رکھتی ہے اور بے مثل و بے مثال ہونے کا نشان اس میں پوشیدہ ہے۔

جواب دوم۔ ایک حقیقت کی دوسری حقیقت پر فوقیت پہلی حقیقت والے کی دوسری حقیقت والے پر افضلیت کا موجب نہیں

ہے جیسا کہ ملاء اعلیٰ کی ولایت میں مذکور ہو چکا ہے۔

جواب سوئم۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ آنسور ﷺ کے اوج تزیہ و تقدیس کے مقامات نزول کی انتہا ہے اور حقیقت کعبہ مقامات عروج کعبہ کی انتہا ہے حقیقت محمدیہ کے عروج کا زینہ اول حقیقت کعبہ کی تزیہ کے مرتبے سے بلند ہے اور آپ ﷺ سے عروجات کی انتہا کو حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو اس تقدیر پر ہر لحاظ سے فوقیت ثابت نہیں ہوتی افضلیت کہاں سے آگئی۔

جواب چہارم۔ سید کائنات ﷺ کے دو اسم گرامی ہیں 1۔ محمد ﷺ 2۔ احمد ﷺ۔

ہر دو ناموں کی ولایت جدا جدا ہے، آپ کے وجود عنصری اور اس عالم ظلمانی کو ہدایت دینے کے اعتبار سے آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے اور اس اسم مبارک کی ولایت اللہ تعالیٰ کے اس اسم مبارک سے نشوونما پاتی ہے، جو اس عالم سفلی کی تربیت سے مناسبت رکھتا ہے اور یہ ولایت حقیقت محمدیہ کے ساتھ موسوم ہے۔

اور آپ ﷺ روحانی وجود کے اعتبار سے عالم ملکوت و روحانیین کے مربی ہیں اور وجود عنصری سے قبل اس وجود کے ساتھ مرتبہ نبوت پر فائز تھے اسی لحاظ سے فرمایا

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا وجود تیار نہ ہوا تھا۔

اس وجود کے اعتبار سے آپ کا نام احمد ہے اور اس نام کی ولایت وہ شان جامع ہے جو کہ حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مبداء و اصل ہے اور اس عالم نورانی کے مناسب ہے جس کو حقیقت احمدیہ سے موسوم کرتے ہیں اور نیز حقیقت کعبہ ربانی سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور اس عالم عنصری سے متعلق نبوت دونوں حقیقتوں کے اعتبار سے ہے صرف ایک حقیقت کے ساتھ مختص نہیں ہے اور اس مرتبہ میں آنسور ﷺ کی مربی وہ شان جامع بھی ہے اور اس شان کا مبداء بھی اسی لئے اس مرتبہ والی دعوت پہلی دعوت سے کامل تر ہے کیونکہ وہ عالم امر اور روحانیوں تک محدود تھی اور اس مرتبہ کی دعوت عالم خلق و امر دونوں کی شامل ہے اور ان دونوں حقیقتوں میں سے ہر ایک حقیقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر دو اسم مبارک کے اعتبار سے بمنزلہ مکان طبعی ہے اور ان دونوں حقیقتوں سے بلند آنسور ﷺ کو بے حد و بے حساب عروج حاصل ہے جس کی انتہا علام الغیوب ہی جانتا ہے۔

فضیلت کا دار و مدار اور برتری کا انحصار اسی چیز پر ہے۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ حقیقت کعبہ آنحضرت ﷺ کی حقیقت جامعہ کا ایک جزو ہے جو کہ آپ کے جسمانی، روحانی، اور خلق و امر کے کمالات کی جامع ہے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ فوقیت مجتہد عنہ دراصل آپ ﷺ کے بعض کمالات کی آپ کے بعض کمالات پر فوقیت ہے اس معنی کی تحقیق میں تفصیل ہے مگر اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فائدہ نمبر ۸ شان العلم اور شان الحیوۃ۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ شان علم اگرچہ شان حیوۃ کے تابع ہے لیکن علم کو حضرت واجب تعالیٰ و تقدس کے مرتبہ میں صفات و شیون کے سقوط کے بعد ایسی مثال اور گنجائش ہے جو حیات کو حاصل نہیں ہے، صفات و شیون کس طرح اس درجہ تک پہنچ سکتی ہے یہ ایسا مرتبہ ہے جو تمام نسبتوں سے تجرد کے مقام میں واقع ہے اس پر صرف نور کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

یہ مسلم ہے کہ علم کی اس جگہ گنجائش ہے لیکن یہ حصولی یا حضوری نہیں کیونکہ یہ دونوں قسمیں خود حیوۃ کی تابع ہیں وہ علم حضرت ذات باری تعالیٰ کی طرح بے مثل و بے کیف ہے۔ تمام کا تمام شلور ہے جو بے مثل اور عالم و معلوم کے اعتبار سے منزه ہے اور اس سے بلند وہ مرتبہ ہے کہ وہاں علم بھی دیگر صفات کی طرح گنجائش نہیں رکھتا اس جگہ بالکل یہ نور ہی ہے جس کی اصل بے مثل و بے مثال شعور ہے جب اس ذات نور کا ظل بے مثل و بے مثال ہے تو اصل عین نور کے بے مثل و بے مثال ہونے میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے اور اس کے متعلق کیا کہا جاسکتا ہے؟ تمام کمالات و جوبی دامکانی نور کے ظلال اور قائم بالنور ہیں و جو بھی نور سے موجود ہوا ہے اور مبدء آثار بنا ہے۔

جب مرتبہ اولیٰ نے ذات نور محض سے پستی کی بوپائی اور جامع شعور و نور بنا تو مخبر صادق ﷺ نے اس کے مخلوق ہونے کی خبر دی کبھی اس کو عقل سے تعبیر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا اور کبھی اسے نور سے تعبیر فرمایا

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِیْ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا

مرتبہ دوم جو کہ نور محض اور لائقین کے ساتھ متعین ہے اسے دوسروں کی طرح ذات خضہ اور واحدیت مجردہ خیال نہ کرنا کیونکہ یہ بھی نورانی حجابات میں سے ایک حجاب ہے اللہ تعالیٰ کے لئے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں اس حجاب کا گو تعین نہیں ہے لیکن مطلوب حقیقی سے حجاب ضرور ہے اگرچہ آخری ہی ہو۔

اور اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے اور یہ مرتبہ علیا تجلیات ذاتیہ سے بلندی پر واقع ہے فعل و صفت کی تجلیات کے متعلق کیا کہا جاسکتا ہے، کیونکہ تجلی تعین کی آمیزش کے بغیر تو متصور ہی نہیں، اور یہ مقام تمام تعینات سے بالا ہے۔ اور ان تجلیات ذاتیہ کا منشاء بھی وہی نور محض ہے اور اس نور کے توسط کے بغیر تجلی صورت پذیر نہیں ہو سکتی مجھے تسلیم ہے کہ یہ ذات نور ہی حقیقت کعبہ ربانی ہے جو کہ تمام خلایق کی مسجود اور جمیع تعینات کی اصل ہے جب تجلیات ذاتیہ کا لطا و ماویٰ نور ہے تو پھر اس طرح تعریف کرنے کی کیا ضرورت رہتی ہے کہ یہ دوسروں کا مسجود ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہزاروں میں سے کسی ایک عارف کو اس دولت تک رسائی سے مشرف فرمایا اور اس مقام کی فنا و بقا سے سرفراز کرتا ہے جو اس نور سے بقا پا کر فوق اور فوق الفوق سے حصہ لے سکتا ہے یہ وہم نہ کیا جائے اور اس عارف کے حق میں ذات باری تعالیٰ کے تمام حجابات ہٹ گئے ہیں کیونکہ ان میں سے آخری حجاب خود یہ نور ہے۔

ہدایت دوازدهم

حقیقت قرآن میں

حقیقت قرآن حقیقت کعبہ سے بلند ہے۔

فائدہ نمبر 1

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۱۔ نور صرف کے مرتبہ علیا جس کو اس فقیر نے حقیقت کعبہ ربانی پایا اور لکھا ہے کے بعد ایک بہت بلند مرتبہ ہے جو کلام خداوندی قرآن حکیم کی حقیقت ہے کعبہ معظمہ بحکم قرآن قبلہ آفاق بنا تو تمام کا مسجود الیہ بننے سے مشرف ہوا ہے قرآن حکیم امام ہے اور کعبہ شریف اس کا مقتدی یہ مرتبہ مقدسہ ذات پاک جل و علا کی وسعت بے مثل کا مبداء ہے نیز اس ذات بے چوں و بے مثال کے درمبداء علیہ کا مبداء امتیاز بھی ہے جسے میں نے حقیقت قرآن کہا ہے اس مرتبہ میں اطلاق نور کی گنجائش نہیں ہے باقی کمالات کی طرح نور بھی راستہ کی چیز ہے وسعت بے چوں اور امتیاز بے چگوں کے بغیر وہاں کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے۔

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آگیا

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ

میں نور سے مراد قرآن حکیم بھی ہو سکتا ہے تو یہ انزال و تنزیل کے اعتبار سے ہوگا جیسا کہ کلمہ قد جاء کم من اللہ نور اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے

انوار قرآن کے انکشاف کی علامت

فائدہ نمبر 2

حضرت شیخ محمد باقر فرماتے ہیں کہ، مخدوم زادہ حضرت خواجہ سیف الدین سلمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین درگاہ عالیہ سرہند شریف کی زبان گوہر نشاں معارف بیان سے سنا گیا ہے کہ انوار قرآن مجید کے انکشاف کی علامت غالباً باطن عارف پر ورود ثقل ہے گویا آیہ کریمہ اَنَا سَنُلْقِي قَوْلًا ثَقِيلًا بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے اسی معرفت کی مشیر ہے۔

ایک اعتراض کا جواب

فائدہ نمبر 3

حضرت خواجہ عروۃ الثقی فرماتے ہیں^۲۔ اس بیان پر یہ شبہ بھی ساقط ہو گیا کہ حقیقت قرآن صفت کلام سے پیدا ہوتی ہے یا شان کلام سے لہذا یہ ولایت کبریٰ میں داخل ہوگی اور اس کی کمالات نبوت پر فوقیت کس طرح ہوگی؟

کیونکہ یہ معنی ذات باری تعالیٰ کی وسعت بے چوں کا مبداء ہے اور ولایت سہ گانہ کمالات نبوت و حقیقت کعبہ سے بالاتر ہے اسے سمجھ لو

مسئلہ کلام میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے۔

فائدہ نمبر 4

حضرت خواجہ عروۃ الثقی فرماتے ہیں^۳۔ کلام الہی کے مسئلہ میں علماء اہلسنت و جماعت (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے) کا مذہب یہ ہے کہ حضرت سبحانہ و تعالیٰ ازل سے ابد تک ایک ہی بسیط حقیقی کلام سے متکلم ہے تکثر و تفصیل کی گنجائش نہیں ہے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اسی ایک کلمہ بسیط سے امر و نہی پیدا ہوئے اور اسی ایک بسیط کلمہ سے استفہام، تمنیٰ، ترجیٰ، اخبار، وعدہ اور وعید صادر ہوئے ہیں وہ کلمہ بسیط ہے جس نے فرقان و تورات کا نام پایا ہے اور زبور انجیل کے ساتھ تفصیل پکڑی ہے

اس مقام میں ہمارے شیخ مجدد قدس سرہ العزیز کا ایک منفرد قول اور تحقیق کے بعد ایک تدقیق ہے اور وہ یہ کہ کلام الہی جلّ جلالہ میں اجمال و عدم تجزی کے باوجود تفصیل بھی ثابت ہے اور وسعت و تمیز بھی موجود ہے بسیط ہونے کے باوجود امر نہی سے ممتاز ہے اور اخبار انشاء سے جیسا کہ ہم مرتبہ ذات حق میں اجمال کے باوجود وسعت ثابت کرتے ہیں۔

کیونکہ وسعت و تفصیل بھی صفات کمال سے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاللّٰهُ وَّاسِعٌ عَلِيمٌ اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے

جاننا چاہیے کہ ہم اس مرتبہ میں جس اجمال و تفصیل کا اثبات کرتے ہیں یہ اجمال و تفصیل ہماری سمجھ سے ورا ہے ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تبعض و تجزی (ٹکڑے ٹکڑے اور اجزاء ہونا) کا سبب ہے

تَعَالٰی اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عَلُوًّا كَبِيْرًا اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت ہی بلند ہے

بلکہ باقی صفات اور ذات کی طرح یہ اجمال و تفصیل بھی بے چوں و چگونہ ہے

عَرَفْتُ رَبِّيْ بِجَمْعِ الْأَضْدَادِ

میں نے اپنے رب کو اضداد کے جمع ہونے سے پہچانا ہے یہ معرفت اگرچہ عقل سے ماوراء ہے مگر کشف صحیح اور الہام صریح سے تائید یافتہ ہے اور جس تمیز کی علماء کرام نے نفی فرمائی ہے وہ تمیز چون و چند کی قسم سے ہے یہ بسیط ہونے کے منافی ہے۔

فائدہ نمبر 5 اللہ تعالیٰ پر لفظ وحدت و اجمال کا اطلاق

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی فرماتے ہیں^۱۔ ذات حق جلّ سلطانہ، کے ساتھ لفظ تفصیل کی نسبت لفظ اجمال و وحدت کی مناسبت زیادہ ہے اس لئے کہ لفظ تفصیل تبعض و تجزی کا وہم ڈالتا ہے اس لئے ذات حق تعالیٰ پر اجمال وحدت کا اطلاق اختیار کیا گیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ہمارے ادراک میں آنے والے اجمال و تفصیل سے منزہ و مبرا ہے اور اگر بے کیف وحدت و وسعت کہیں تو یہ دونوں ثابت ہیں، اسے سمجھو اور تفصیر کرنے والے نہ بنو۔

ہدایت سیز و ہم حقیقت صلوٰۃ کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 حقیقت صلوٰۃ کی تفصیل

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ فرماتے ہیں^۱۔ اس مرتبہ مقدسہ حقیقت قرآن سے اوپر ایک بہت ہی بلند مرتبہ ہے جو کہ حقیقت صلوٰۃ ہے۔
۱۔ لم شہادت میں اس کی صورت ارباب نہایت نمازیوں کے ساتھ قائم ہے اور ہو سکتا ہے قصہ معراج میں وارد قف یا محمد فان
لله بصلی (اے محبوب ٹھہریے اللہ تعالیٰ صلوٰۃ پڑھ رہا ہے) کا اس طرف اشارہ ہو۔

بلکہ یہ وہ عبادت ہے جو اطوار قدم سے ظہور پذیر ہونے والی ہے مراتب وجود سے صادر مرتبہ تجرد و تنزہ کے لائق ہے تو جناب
قدس کے لائق وہ عبادت ہے جو مراتب وجوب سے صادر ہو اس کے سوا کچھ نہیں ہیں پس وہی عابد ہے اور وہی معبود اس مرتبہ
قدس میں کمال وسعت ہے اور امتیاز بے مثل و بے کیف ہے۔

فائدہ نمبر 2 حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ میں فرق۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ فرماتے ہیں^۲۔

۱۔ ال۔ مبدئ شئی کو شئی پر تقدم و تفوق حاصل ہوتا ہے تو چاہیے کہ حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ پر مقدم ہو حالانکہ
حقیقت صلوٰۃ کو حقیقت قرآن سے اوپر لکھتے ہیں۔؟

۲۔ اب۔ ہو سکتا ہے کہ مبدئیت سالک کی جانب عروج ہو یعنی مدارج عروج میں وسعت کی ابتداء حقیقت قرآن سے ہو اور اس کا
مال حقیقت فوقانی میں ہے اس معنی کے لحاظ سے مبدئ ہونا مؤخر ہو گیا ہو۔

۳۔ اب دیگر یہ ہے کہ دونوں طرفوں کو دو اعتبار سے تفوق حاصل ہے حقیقت قرآنی چونکہ حقیقت صلوٰۃ کی جز ہے کل اس جز اور اس
لے علاوہ دیگر اجزاء پر مشتمل ہے اس لئے افضل ہے پس اس جگہ تفوق صوری جز کو حاصل ہے اور تفوق معنوی ورتبی کل کو۔

فائدہ نمبر 3 حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ کا جزو ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔ کہ حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن دونوں حقیقت صلوٰۃ کا جزو ہیں اس لئے کہ صلوٰۃ
مراتب عبادت کے تمام کمالات کو جامع ہے کہ اصل الاصل کی نسبت رکھتی ہے۔

فائدہ نمبر 4 لذت صلوٰۃ حظ نفس نہیں ہے۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ فرماتے ہیں^۴۔ کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے اپنے مکتوبات قدس آیات میں تحریر فرمایا ہے کہ

۱۔ مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۳۰
۲۔ مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوب نمبر ۲۲۵

ادائے صلوٰۃ کے وقت حاصل ہونے والی لذت میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہے نفس عین حصول لذت کے وقت آہ و بکا میں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت کے رتبہ دیدار باری تعالیٰ کی طرح ہے۔

فائدہ نمبر 5 نماز کی خصوصیات اور اس امت مرحومہ کی مدح و ستائش

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے پیارے بھائی ارشدہ، اللہ تعالیٰ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دوسرا رکن نماز کا ہے اور عبادات جامع ہے یہ ایسا جزو ہے کہ اس نے کل کا حکم پیدا کر لیا ہے اور اعمال قرب دہندہ میں بلند ہے اور سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو شب معراج جنت میں دولت دیدار میسر ہوئی تھی دنیا میں نزول اجلال فرمانے کے بعد اس جہاں میں آپ کو یہ دولت نماز میں میسر ہوئی اس لیے فرمایا۔

أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِي الصَّلَاةِ.

بندے کو اپنے رب کے قریب تر ہونے کی دولت نماز میں میسر آتی ہے۔ آپ علیہ السلام کے کامل تابعین کو نماز میں اس دولت سے حظ وافر اور نصیب کامل حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ رویت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس جہاں میں کسی کو دیدار کی قوت برداشت نہیں ہے حق تعالیٰ اگر نماز کا حکم نہ فرماتا تو چہرہ مقصود سے نقاب کس طرح اٹھتا اور مطلوب کی طرف طالبوں کی راہنمائی کون کرتا یہ نماز ہے جو غم گساروں کو لذت بخشی ہے اور بیماروں کو راحت دیتی ہے۔

اِرْحَنِي يَا بَلالُ اے بلال مجھے نماز سے راحت پہنچا۔

اس قصہ کی رمز ہے کہ قُرْعَةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس آرزو کی طرف اشارہ ہے

اذواق و مواجید، علوم و معارف، احوال و مقامات، انوار و الوان، تلوینات و تمکینات باکیف و بے کیف تجلیات و رنگین ظہورات ان میں سے جو بھی نماز سے باہر میسر آتا ہے اور حقیقت نماز کے بغیر آگاہی حاصل ہوتی ہے تو اس کا منشاء مطلوب کے ظلال و امثال ہیں بلکہ وہم و خیال سے یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں جو نمازی حقیقت نماز سے آگاہ ہے گویا کہ وہ ادائے صلوٰۃ کے وقت اس جہاں دنیا سے باہر نکل کر جہان آخرت میں داخل ہو جاتا ہے تو یقیناً اس وقت آخرت کی مخصوص دولت سے کافی و وافی حصہ لیتا ہے اور ظلیت کی آمیزش کے بغیر اصل سے اپنا نصیب حاصل کرتا ہے جہان دنیا کمالات ظلیہ پر بند ہے اور ظلال سے باہر کا معاملہ آخرت کے ساتھ مخصوص ہے تو معراج کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے تو مومنوں کے حق میں وہ نماز اور یہ دولت اپنے نبی مکرم ﷺ کے طفیل بالتبع اس امت کے ساتھ مخصوص ہے جو شب معراج دنیا سے آخرت کی طرف جلوہ فرما ہوئے بہشت میں پہنچ کر دولت دیدار سے شرفیاب ہو کر اس کمال سے مشرف ہوئے اور اس سعادت سے مسعود ہوئے۔

اللَّهُمَّ اجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ وَأُجْزِهِ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ وَاجْزِ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ دُعَاءُ الْحَقِّ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَإِلَى لِقَائِهِ سُبْحَانَهُ تَعَالَى.

اس طائفہ صوفیہ کی ایک جماعت کو حقیقت صلوٰۃ سے آگاہ نہیں کیا گیا اور اس کے کمالات سے مطلع نہیں کیا گیا تو وہ لوگ اپنی مرض کا علاج دیگر امور میں ڈھونڈتے ہیں اور اپنی مرادات کو دیگر اشیاء سے وابستہ جانتے ہیں مگر ان میں سے ایک گروہ نے نماز کو دور از کار سمجھ کر اس کی بنیاد غیر اور غیریت پر رکھی ہے اور روزے کو نماز سے افضل جانا ہے۔

صاحب فتوحات شیخ اکبر فرماتے ہیں روزے میں کھانا پینا چھوڑ کر صفت صمدیت و بے نیازی سے متحقق ہونا ہے اور نماز سے غیر و غیرت میں آنا ہے اور عابد و معبود جانا ہے اور یہ بات جیسا کہ آپ جانتے ہیں، احوال سکارتی سے متعلق مسئلہ توحید و جود پر مبنی ہے۔ حقیقت نماز سے عدم آگاہی سے یہ جماعت اپنے اضطراب کی تسکین سماع و نغمہ و جد و تواجہ میں ڈھونڈتے ہیں اور نغمہ کے پردوں میں اپنے مطلوب کا مطالعہ کرتے ہیں یقیناً انہوں نے رقص و قاصی کو عادت و طریقہ بنا لیا ہے باوجودیکہ یہ سنا ہوا ہے۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي الْحَرَامِ شِفَاءً

اللہ نے حرام چیز میں شفاء نہیں رکھی۔

الْغَرِيقُ يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ شَيْءٍ

دوبنے والا ہر شے کا سہارا پکڑتا ہے۔

حُبُّ الشَّيْءِ يُعْمِي وَيَضُمُّ

شے کی محبت نابینا اور ڈورا کر دیتی ہے۔

اگر کمالات صلوٰۃ کی حقیقت کا کچھ حصہ بھی ان پر منکشف ہو جاتا تو سماع و نغمہ سے دم نہ مارتے اور وجد و تواجہ کو یاد نہ کرتے۔

چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

جب وہ حقیقت تک رسائی حاصل نہ کر سکے تو افسانہ کی راہ لے لی۔

اے برادر! نماز اور نغمہ میں جس قدر فرق ہے اسی قدر منشاء نماز اور منشاء نغمہ کے کمالات میں فرق ہے۔ جان لیں

الْعَاقِلُ تَكْفِيهِ إِلَّا شَارَةً عَقْلٍ مِّنْهُ كَوَاشِرُهُ هِيَ كَافِيَةٌ

یہ کمال ہزار سال بعد و جود میں آیا ہے اور آخریت اولیت کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

اول زمانہ بہتر ہے یا آخر زمانہ یہ نہ فرمایا اول زمانہ بہتر ہے یا درمیانہ

جب آخر کی اول کے ساتھ مناجات کیا دیکھیں تو محل کو پہچانیں گے کہ اس امت کے پہلے لوگ بہتر ہیں یا

پچھلے درمیان میں کدورت یعنی گدلا پن ہے باقی متاخرین میں علونست ہے اگرچہ یہ اقل قلیل لوگ ہیں متوسطین زیادہ ہیں بلکہ بہت زیادہ ہیں اگرچہ ان میں علونست نہیں ہے۔

ولکل وجهة كمية و كيفية

یعنی ہر ایک کے لیے کیفیت اور اعتبار مقدار سے علیحدہ علیحدہ جہت ہے

لیکن متاخرین کی اس اقلیت نے ان کو درجات علیہ پر فائز کیا اور سابقین کے ساتھ مناسبت دی ہے اور بشارت سے نوازا ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

الْإِسْلَامُ بَدْءٌ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ فِي الْغُرَبَاءِ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.

اسلام شروع میں غریب اور غیر معروف تھا اور غربا میں لوٹ آئے گا پس غربا کو مبارک ہو۔

اس امت کے آخری زمانہ کی ابتداء آنسور ﷺ کے ارتحال کے دوسرے ہزار سالہ دور سے ہے کیونکہ تغیر امور میں ہزار سال گزرنے کی عظیم خاصیت ہے اور تبدیل اشیاء میں قوی تاثیر ہے جب اس امت میں نسخ و تبدیل نہیں ہوگا تو یقیناً اولین کی نسبت اسی تروتازگی کے ساتھ متاخرین میں جلوہ گر ہوئی ہے اور الف ثانی میں تائید شریعت و تجدید ملت فرمائی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدیؑ اس بات پر شاہد عدل ہیں۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگران ہم بکنند آنچه مسیحا میکرد.

فیض روح القدس اگر پھر سے مدد فرمائے تو دوسرے بھی ان کمالات کا مظہر دکھائی دیں جن کا اظہار حضرت عیسیٰ علی نبینا و

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں پر ہوا۔

اے برادر، آج یہ بات اکثر لوگوں پر گراں ہے اور ان کی سمجھ سے بہت دور ہے لیکن اگر انصاف کی بات پر آئیں اور

علوم و معارف کا موازنہ کریں احوال کی صحت و سقم کی علوم شرعیہ سے مطابقت و عدم مطابقت ملاحظہ کریں شریعت نبوی اور نبوت کی

تعظیم و توقیر دیکھیں کہ کن میں زیادہ ہے، شاید کہ استبصار سے نکل آئیں آپ نے دیکھا ہوگا اس فقیر (حضرت مجدد رضی اللہ عنہ)

نے اپنے کتب و رسائل میں لکھا ہے کہ طریقت و حقیقت خادمان شریعت ہیں اور نبوت و ولایت سے افضل اگرچہ اس نبی کی

ولایت ہو اور یہ لکھا ہے کہ کمالات ولایت کمالات نبوت سے کچھ نسبت نہیں ہے، کاش کہ دریائے محیط کے سامنے ایک قطرہ کا حکم

رکھتے ہوں اور اس طرح کی بہت سی باتیں تحریر کی ہیں۔ خصوصاً فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق قدس سرہ کے نام مکتوب بیاں طریقہ

میں اس کی کافی و دافی تفصیل موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس گفتگو سے مقصود اظہارِ نعمت حق و تعالیٰ ہے اور طریقہ مبارکہ کے طالبین کے لئے ترغیب ہے دوسروں پر تفصیل مقصود نہیں، اللہ تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو خود کو (عدم ذاتی پر نگاہ رکھتے ہوئے بھی) کافر فرنگی سے بہتر جانتا ہو تو اکابرین دین کا مقام تو بہت بلند ہے۔

- ۱۔ دے چوں مرا برداشت از خاک سزد گر بگذارم سر از افلاک
- ۲۔ من آن خاتم کہ ابر نو بہاری کنڈاز لطف بر من قطرہ باری
- ۳۔ اگر بروید دیداز تن صد زبانم چوں سوسن شکر لطفش کے توانم

نمبر ۱۔ جب بادشاہ نے مجھے خاک سے بلند کر دیا تو مجھے افلاک سے سراو پر نکالنے کا حق حاصل ہے۔

نمبر ۲۔ میں تو خاک ہوں جس پر موسم بہار کی بارش نے قطر باری کی ہے۔

نمبر ۳۔ اگر میرے جسم میں سینکڑوں زبانیں بھی ہوں تو سوسن (نیلی مٹی) کی طرح اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

اس مکتوب کے مطالعے کے بعد اگر نماز سیکھنے اور ان کمالات مخصوصہ بالصلوٰۃ کے حصول کا شوق پیدا ہوا اور تمہیں بے قرار و بے چین کر دے تو استخارہ کے بعد اس طرف متوجہ ہو جانا اور نماز کی تعلیم کے لئے کچھ حصہ عمر صرف کرنا۔

وَاللّٰهُ الْهَادِي إِلَى السَّبِيلِ وَالرَّشَادِ وَالسَّلَامِ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ وَلَتَرْمَنَ مَتَابِعَةُ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ
الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ أَتَمَّهَا وَآكَمَلَهَا

ہدایت چہار دہم

معبودیت صرفہ کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 (حقیقت صلوٰۃ سے بلند مرتبہ کا بیان۔)

حضرت محبوب سبحانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں ^۱ حقیقت صلوٰۃ سے اوپر کے مقدس مرتبہ کے لیے معبودیت صرفہ ثابت ہے اس لئے کہ اصل اور تمام کی جائے پناہ کل ہے اس جگہ وسعت بھی کوتاہی دکھاتی ہے۔ اور امتیاز بھی راستہ میں گھٹنے ٹیک دیتا ہے اگرچہ بے چوں و بے چگونہ ہو۔ کالمین خواہ انبیاء کرام ہوں یا اکابر اولیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اول و آخر منتہائے اقدام صلوٰۃ کے مقام کی نہایت ہے، جو کہ عباد کی عبادت کا آخری مرتبہ ہے اس سے بلند معبودیت محضہ ہے کہ کوئی بھی کسی وجہ سے بھی اس دولت میں شریک نہیں ہو سکتا کہ اس سے اوپر قدم رکھے جہاں تک عابدیت و عبادت کی آمیزش ہے قدم کو نظر کی طرح گنجائش ہے اور جب معاملہ معبودیت صرفہ تک پہنچ جاتا ہے تو قدم کوتاہ ہو جاتا ہے اور سیر انجام کو پہنچ جاتی ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ اس جگہ نظر ممنوع نہیں بلکہ بقدر استعداد گنجائش موجود ہے۔

۔ بلا بودے اگر اس ہم نبودے

اگر یہ بھی نہ ہوتا بہت بڑی آزمائش ہوتی اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ قف یا محمد ﷺ کہ میرے محبوب ٹھریے۔

اس امر میں اس کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہے، کہ یہ مرتبہ صلوٰۃ سے فوق مرتبہ وجوب سے صادر ہے اور حضرت ذات حق تعالیٰ و تقدس کا مرتبہ تجرد و تقدس ہے یہ قدم کی جولانگاہ نہیں نہ ہی قدم کو اس جگہ گنجائش ہے۔

کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی حقیقت اس جگہ متحقق ہوتی ہے اور آلہ غیر مستحقہ للعبادة کی نفی اس مقام پر صورت پذیر ہوتی ہے اور معبود حقیقی کا اثبات کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس جگہ حاصل ہے۔ یہیں عابدیت و معبودیت میں کمال امتیاز ظاہر ہوتا ہے اور عابد معبود سے کما حقہ جدا ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا معنی منتہی ارباب سلوک کی نسبت لا معبود الا اللہ ہے جس طرح کہ شرع شریف میں اس کا معنی قرار پایا ہے ولا موجود، ولا وجود، ولا مقصود کہنا ابتداء اور وسط حال کی بہ نسبت ہے اور لا مقصود، لا موجود، ولا وجود سے بلند اور لا معبود سے نیچے ہے واضح ہو کہ اس جگہ نظر اور حدت بصر میں ترقی عبادت صلوٰۃ سے وابستہ ہے جو کہ منتہوں کا کام ہے۔ دیگر عبادات شاید کہ تکمیل نماز میں مدد دیتی ہوں اور نماز کی کمی کو پورا کرتی ہوں ممکن ہے کہ اس وجہ سے نماز کو ایمان کی طرح حسن لزاتہ کہتے ہیں اور دوسرے عبادات میں حسن لذواتہا نہیں ہے۔

فائدہ نمبر 2 ایک سوال کا جواب۔

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۲۔

سوال۔ رویت بصری اور مشاہدہ قلبی دونوں دنیا میں واقع نہیں تو اس بارگاہ میں وصول نظری کس معنی میں ہوگا؟

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ نظر ایسا بے کیف امر ہے جو رویت اور مشاہدہ سے وراء ہے جب تک اس مرتبہ تک رسائی نہیں ہوگی تو اسے معلوم نہیں کر سکتے گویا کہ مشابہات کی قسم سے ہے حضرت سیدنا امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ وصول نظری و وصول قدمی بایں معنی نہیں کہ وہاں شہود و مشاہدہ ہو یا قدم کو اس جگہ گنجائش ہو وہاں تو بال تک کی گنجائش نہیں قدم کی کیا مجال ہے بلکہ وہ ایک مجہول کیفیت والا وصول ہے اگر صورت مثالیہ میں بذریعہ نظر منکشف ہو تو اس کو وصول نظری کہتے ہیں ورنہ نظر و قدم اس بارگاہ میں حیران و ششدرہ ہیں۔

سوال۔ جب معبودیت مطلق کے مرتبہ مقدسہ سے نظر ممنوع نہیں تو یہ رویت دنیا میں واقع ہونی چاہیے جب کہ باتفاق امت دنیا میں رویت واقع نہیں ہے۔؟

جواب۔ اصل کا حصول اور چیز ہے اور اس سے بہرہ یاب ہونا جدا گانہ امر ہے، حقیقتاً ممنوع رویت ہے جس کا آخرت میں وعدہ کیا گیا ہے اور بالیقین دنیا میں واقع نہیں ہے، جب کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ دنیا میں رویت ہرگز نہیں ہے جو کچھ ہے مانند رویت ہے۔

فَافْهَمَ فَإِنَّ كَلَامَنَا إِشَارَةً وَبَشَارَةً
سمجھ لیجئے کہ ہمارا کلام اشارہ ہے اور بشارت ہے۔

ہدایت پانزدہم

لحوق حقیقۃ الحقائق سے متعلق مرتبہ نزول کے بیان و دیگر تحقیقات لائقہ کے ذکر میں

فائدہ نمبر 1 (اتباع کا ساتواں درجہ)

حضرت سیدنا امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ آنسور ﷺ کی متابعت کے تمام درجات مقامات عروج سے متعلق ہے اور ان کا حصول عروج سے وابستہ ہے متابعت کا ساتواں درجہ بہوٹ و نزول سے متعلق ہے اور یہ متابعت کا ساتواں درجہ، تمام درجات کا جامع ہے کیونکہ اس مقام نزول میں تصدیق و تمکین بھی ہے اور اطمینان نفس کے ساتھ ساتھ اجزا کا اعتبار بھی اس لئے کہ اجزاء طغیان و سرکشی سے باز آگئے ہیں درجات سابقہ گویا کہ اس متابعت کے اجزاء بن چکے ہیں اور یہ درجہ ان اجزاء کے لئے بمنزلہ کل ہے اس مقام میں تابع و متبوع کے ساتھ ایسی مشابہت اختیار کرتا ہے کہ گویا تبعیت کا نام ہی درمیان سے اٹھ گیا ہو اور تابع و متبوع کا امتیاز زائل ہو جاتا ہے۔ ایسا گمان ہوتا ہے کہ تابع و متبوع کی مانند جو کچھ حاصل کرتا گویا دونوں ایک چشمہ سے سیراب ہو رہے ہیں اور دونوں ایک ہی پہلو بغلگیر ہیں اور دونوں ایک ہی بستر پر محو استراحت ہیں اور شیر و شکر کی طرح ہیں تابع کہاں، متبوع کون، اور اتباع کس کی۔

اتحاد نسبت میں نسبت تغایر کی گنجائش نہیں ہے ہاں اتنی بات ہے کہ خود کو طفیلی اور بنی کا وارث سمجھتا ہے۔ یقیناً تابع اور ہے اور متبوع اور اگرچہ تمام اتباع کی لڑی میں ہیں بظاہر تابع کے لئے متبوع کا درمیان میں ہونا ضروری ہے اور طفیلی و وارث کے لئے متبوع کا درمیان میں حائل ہونا کوئی ضروری نہیں ہے تابع پس خوردہ کہ کھانے والا ہے اور طفیلی جلیس ضمنی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو دولت آئی ہے وہ انبیاء علیہم السلام و التحیہ کے لئے آئی ہے اور امتیوں کے سعادت مندی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا صدقہ اس دولت سے حصہ پاتے ہیں اور ان کے پس خوردہ سے تناول کرتے ہیں۔

در قافلہ کہ دست دامن کہ نرم

ایں بس کہ رسد ز در باغ جرم

مجھے معلوم ہے کہ جس قافلہ میں میرا محبوب موجود ہے میں اس تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے یہی کافی ہے دور سے میری گھنٹی کی آوازیں وہاں تک پہنچتی رہیں۔

فائدہ نمبر 2 (حقیقۃ الحقائق سے الحاق کا فائدہ۔)

مؤلف رسالہ کہتے ہیں کہ اس درجہ کا حصول حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدیہ کے ساتھ الحاق کا ثمرہ ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

فائدہ نمبر 3 (سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کے دو معنی ہیں۔)

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ تحقیق عام یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ کے توسط کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

1 آپ ﷺ سالک اور مطلوب کے درمیان حائل و حاجب ہوں۔

2 آپ ﷺ کے طفیل اور آپ کی متابعت اور تبعیت کے توسط سے مطلوب تک پہنچا جائے، راہ سلوک میں اور حقیقت محمدیہ تک رسائی سے قبل دونوں معنوں کے اعتبار سے توسط ثابت ہے۔ اور حقیقتہ الحقائق تک رسائی کے بعد توسط کے دوسرا معنی ہوگا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا کہ عدم توسط سے حضرت خاتمیت ﷺ کے مرتبہ میں کمی لازم آتی ہے اگرچہ ایک معنی سے (عدم توسط ہو) اس لیے کہ ہم کہتے ہیں یہ عدم توسط آنجناب علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتحیات کے کمالات کو مستلزم ہے نہ کہ قصور کو۔

اس لیے کہ یہ متبوع کا کمال ہے کہ اس کا تابع اس کے طفیل درجات کمال تک رسائی رکھتا ہے، اور کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتا اور یہ معنی عدم توسط میں ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ وجود توسط میں کیونکہ وہاں شہود بے پردہ ہے جو کہ درجات کمال کی انتہا ہے اور یہاں شہود پس پردہ ہے لہذا عدم توسط میں کمال ہوا نہ کہ قصور۔ اور یہ چیز مخدوم کی شوکت و عظمت کا باعث ہے کہ اس کا خادم کسی مقام پر بھی اس سے جدا نہ ہو اور اس کی تبعیت کے سبب اس کے ہمسر لوگوں کی دولت میں شریک ہو۔

اور حدیث مبارکہ ہے

عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ

کہ میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔

اسی کی طرف اشارہ ہے

روایت اخروی کسی پردہ اور واسطہ کے بغیر ہوگی۔

حدیث صحیح میں ہے کہ بندہ جب نماز میں داخل ہوتا ہے تو بندے اور خدا کے درمیان حجاب و پردہ اٹھ جاتا ہے۔

یہ معرفت فقیر کے لیے معارف لدنیہ سے ہے۔

قریب ہے کہ ارباب ظاہر اس عدم توسط کو جو کہ کمال ایمان ہے کفر جانیں اور اس کے قائل کو دانستہ طور پر گمراہ کہیں اور توسط کو کمال ایمان تصور کر لیں اور اس کے قائل کو کالمین متبعین میں شمار کریں اور یہ حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔

فائدہ نمبر 4 اصل و طفیلی اور تابع اور متبوع میں فرق۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں

سوال۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے طفیل اور آپ کی وراثت کے سبب دوسروں کو حقیقتہ الحقائق تک رسائی اور اس کے ساتھ الحاق و اتحاد ثابت ہے، اور آپ کے خاص کمال میں شرکت ہے، تو اس تقدیر پر تابع و متبوع، طفیلی و اصلی میں کیا فرق ہوگا، اور کون سی فضیلت ہوگی جو متبوع اور اصل میں تو موجود ہو اور طفیلی و تابع میں نہ ہو۔

جواب۔ دوسروں کا اس حقیقت کے ساتھ وصول و الحاق خادم کے مخدوم کے ساتھ الحاق کی مثل ہے اور طفیلی کے اسیل تک وصول کی طرح ہے اگر اخص الخواص جو کہ بہت کم ہے، میں سے کوئی اصل ہو تو یقیناً خادم ہے اور اگر انبیاء کرام علیہم السلام ہیں تو وہ بھی طفیلی ہیں پس خوردہ کھانے والے خادم کی مخدوم کے ساتھ کیا شرکت ہو سکتی ہے اور مخدوم کے مقابلے میں اس کی کیا عزت و آبرو ہے اور طفیلی اگرچہ ہمنشین و ہم لقمہ ہے طفیل طفیلی ہی ہے۔

جو خادم مخدوم کی اتباع میں مقامات علیہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور اس کے مخصوص کھانوں سے بچا ہوا کھاتے ہیں اور عزت و احترام پاتے ہیں یہ سب مخدوم کی بزرگی اور اس کی متابعت کی رفعت ہے۔

گویا مخدوم کے لیے ذاتی عزت کے باوجود خادموں کے الحاق کی وجہ سے ایک اور عزت نمودار ہوتی ہے اور اس کی مزید رفعت ظاہر ہوتی ہے تو بس تابعین کی متبوع کے ساتھ کیا شرکت ہوگی اور کس برابری کا گمان ہوگا۔

فائدہ نمبر 5 (نفس کو کامل طور پر اطمینان کب حاصل ہوتا ہے۔؟)

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں^۱۔ کہ نفس کو حد کمال تک اطمینان اور بے تکلفی اجزاء قالب (جسم) کے اعتدال کے بعد ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر 6 (اجزاء قالب کے اعتدال کے متعلق سوال کا جواب۔)

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں^۲۔

سوال۔ جب اجزاء قالب حد اعتدال میں آجائیں اور طغیان و سرکشی سے باز آجائیں تو ان سے جہاد کس طرح ہوگا۔ نفس مطمئنہ کی طرح ان سے جہاد کا حکم اٹھ جانا چاہیے حالانکہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ ان کے ساتھ جہاد جاری ہے؟

جواب۔ نفس مطمئنہ اور ان اجزاء میں فرق ہے کہ نفس مطمئنہ صاحب استہلاک (نیست) اور صاحب اضمحلال (نابود) ہے اور کمال استہلاک و سکر سے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے عالم امر کے ساتھ ملحق ہے۔

اور یہ اجزاء احکام شرعیہ کے بجالانے کے ذریعے جن کی بنا سحر پر ہے استہلاک و سکر سے مناسبت نہیں رکھتے اور مستہلک میں مخالفت کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص سحر رکھتا ہو بواسطہ مصالح اور منافع اگر بعض صورتوں میں مخالفت کرے تو گنجائش ہے اور یہ مخالفت بفضلہ تعالیٰ ترک مستحبات اور ارتکاب مکروہ تنزیہی سے متجاوز نہیں ہوتی۔

فائدہ نمبر 7 (ایک بشارت کے متعلق سوال کا جواب۔)

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں^۳۔

سوال۔ طلاب کو راہ سلوک پر چلاتے ہوئے حقیقۃ الحقائق سے الحاق کی بشارت حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ) کے وصول کے بعد دیتے ہو جبکہ یہ حقیقتیں مراتب و جوبی میں داخل ہیں اور حقیقۃ الحقائق حقائق امکانی سے متعلق ہے اور اس مقام کا حل تحریر فرمائیں؟ یہ اشکال ایک مدت سے اس مسکین کے لیے باعث تشویش بنا ہوا ہے۔

جواب۔ میرے مخدوم کوئی اشکال نہیں حقیقۃ الحقائق کے ساتھ الحاق اور حقائق ثلاثہ تک وصول میں کوئی ترتیب و توقف نہیں ہے جائز ہے کہ حقوق مذکورہ حاصل ہو جائے اور حقائق ثلاثہ تک وصول میسر نہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حقائق ثلاثہ کے حصول کی صورت بن جائے اور حقیقت الحقائق سے حقوق نہ ہو اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے حقائق سے حقیقت کعبہ، اور اس سے

۱۔ مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۵۰ ۲۔ مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب نمبر ۵۰

۳۔ مکتوبات معصومیہ جلد ثالث مکتوب نمبر ۱۴۲

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بلندی تک پہنچتے ہیں، اور جو شخص ان کے قدم پر ہو ممکن ہے کہ ان کے حقائق تک پہنچ جائے اور حقیقتہ الحقائق درمیان میں نہ ہو۔ بعد ازاں وصول اگر بتوسط شیخ کامل حقیقتہ الحقائق سے ملحق ہو جائے تو اس کی گنجائش بھی موجود ہے جیسا کہ حقائق ثلاثہ تک وصول سے پہلے حقیقتہ الحقائق تک رسائی ممکن تھی۔ فقیر (سیدنا خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) نے جو بعض دوستوں کو حقائق سہ گانہ کے وصول کے بعد حقیقتہ الحقائق سے لحوق کی بشارت دی ہے وہ اسی قسم کی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اتفاقی امر ہے کہ وصول کے بعد اس طرف توجہ مبذول ہوئی ورنہ وصول سے قبل اگر توجہ ہو جاتی تو ممکن تھا کہ لحوق مذکورہ حاصل ہو جاتا ہاں محمدی المشرّب سالک کے بارہ میں اگر قبل از وصول لحوق مانا جائے تو گنجائش ہے کیونکہ اس کا حقیقتہ الحقائق کے ساتھ لحوق ہی حقائق تک رسائی کا ذریعہ ہے، والعلم عند اللہ۔

ہدایت شانزدہم تعیین اول کے معنی کی تحقیق میں۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ذات واجب تعالیٰ کے مرتبہ اطلاق کا تعین اول ہے۔

فائدہ نمبر 1 حقیقت محمدیہ حقیقۃ الحقائق کس بناء پر ہے؟

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں: ظہور اول یعنی حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقۃ الحقائق اس معنی کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دیگر حقیقتیں خواہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوں یا ملائکہ عظام علیہم السلام کی اس حقیقت کے ظلال کی مثل ہیں اور وہ اصل حقائق ہے۔

ہدایت ہفتہم

تعین وجودی کے بیان میں

فائدہ نمبر ۱ آخری انکشاف کہ تعین اول ذات باری تعالیٰ ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

آخر الامر اپنے فضل و کرم سے یہ بات ظاہر فرمائی کہ حضرت ذات حق تعالیٰ و تقدس کا تعین اول حضرت وجود کا تعین ہے جو اشیاء کا محیط، جمیع اضداد کا جامع، خیر محض اور کثیر البرکت ہے حتیٰ کہ اس طائفہ علیہ کے اکثر مشائخ نے اس کو عین ذات متعال کہا ہے۔ اور ذات حق پر اس کی زیادتی سے منع فرمایا ہے اس میں انتہا کی دقت و لطافت ہے۔ ہر ایک کی آنکھ اس کو دریافت نہیں کر سکتی اور اسے اصل سے جدا نہیں کر سکتی اسی لئے اس مدت تک اس کا تعین مخفی رہا ہے اور کسی متعین سے ممتاز نہیں ہوا۔

جم غفیر نے اسے خدا سمجھ کر پوجا اور مطلوب و مقصود کو اس سے ماورا طلب نہ کیا اور اس کو آثار خارجیہ کا مبدء جانا اور حوادث کونیہ کا مکون مانا حق کے مادیون حق سے اس امتیاز کو اس فقیر (حضرت امام ربانی) کے لئے ذخیرہ کئے رکھا اور غیر معبود کی معبود برحق سے شرکت کی نفی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پس ماندہ ہے جو کہ ان خوشہ چینوں کے لئے محفوظ رکھی گئی۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ.

فائدہ نمبر ۲ تعین وجودی کے متعلق سوال کا جواب۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سوال۔ تعین اول وجودی کا وجود خارج میں بھی ہے یا کہ محض ثبوت علمی رکھتا ہے؟

جواب۔ ان میں سے کوئی بھی بات درست نہیں ہے اس لئے کہ ان بزرگوں کے نزدیک ذات احد متعال کے سواء خارج میں کوئی چیز موجود نہیں ہے خارج میں تعینات و تنزلات کا نام و نشان تک نہیں ہے اگر ثبوت علمی کہیں تو لازم آتا ہے کہ تعین علمی اس ذات سے پہلے ہو اور یہ خلاف مقرر ہے؟

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ تعین اول وجودی کا وجود نفس الامر میں ثابت ہے اور اگر ثبوت خارجی بھی تسلیم کر لیں اس معنی کے اعتبار سے کہ علم سے ماوراء اس کا ثبوت ہے تو اس کی بھی گنجائش موجود ہے۔

ہدایت ہمیشہ دم تعیین جی کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 تعیین اول کے متعلق تین اقوال میں تطبیق

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الحقائقہ مراتب ظلال طے کرنے کے بعد اس فقیر پر جو کچھ منکشف ہوا ہے وہ جی تعین و ظہور ہے جو کہ ظہورات کا مبداء اور مخلوقات کی پیدائش کا منشاء ہے حدیث قدسی میں ہے

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتُ أَنْ أُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأَعْرِفَ.

میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے پسند کیا کہ میری پہچان ہو تو میں نے خلق کو پیدا کیا تا کہ میری معرفت حاصل کی جائے۔
مخفی خزانہ سے اولاً ظہور میں آنے والی چیز حب بھی جو مخلوقات کے پیدا ہونے کا باعث بنی اگر یہ نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں راسخ و برقرار رہتا سید المرسل ﷺ کی شان میں وارد حدیث مبارک
لَوْ لَا كَلَّمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ.

اگر آپ نہ ہوتے تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

لَوْ لَا كَلَّمَا أَظْهَرْتُ الرَّبُّوبِيَّةَ.

کارا اسی جگہ تلاش کرنا چاہیے۔

اے حبیب ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

کی حقیقت اسی مقام پر دریافت کرنا چاہیے۔

سوال۔ صاحب فتوحات مکیہ نے تعین اول کو جو حقیقت محمدیہ ہے حضرت اجمال کہا ہے اور تم نے اپنے رسائل میں تعین اول کو تعین وجودی قرار دیا ہے؟ اس کے مرکز جو کہ اس کے اجزاء میں اشرف و اسبق ہے کو حقیقت محمدیہ قرار دیا ہے اور حضرت اجمال کے تعین کو اس تعین وجودی کا ظل مانا ہے اور اس جگہ لکھتے ہو کہ تعین اول تعین جی ہے اور وہ حقیقت محمدیہ ہے؟ ان اقوال میں موافقت کس صورت میں ہوگی۔

جواب۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ظل شئی خود کو اصل شئی ظاہر کرتے ہوئے سالک کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے حضرت اجمال اور تعین وجودی دونوں تعین اول کے ظلال ہیں جو کہ عارف پر بوقت عروج تعین اول کے اصل تعین جی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں؟

سوال۔ تعین و جودی کو تعین جی کا ظل کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے حالانکہ وجود کو حب پر سبقت حاصل ہے اس لئے کہ محبت کا وجود فرع ہے؟

جواب۔ اس فقیر (حضور سیدنا امام ربانی قدس سرہ) نے اپنے رسائل میں تحقیق کی ہے کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ خود موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آٹھوں صفات ذات واجب تعالیٰ کے ساتھ موجود ہیں نہ کہ وجود کے ساتھ وجوب اور وجود دونوں اعتباری چیزیں ہیں۔ پہلا اعتبار جو کہ ایجاد عالم کے لئے ظاہر ہوا وہ حب ہے اس کے بعد وجود کا اعتبار ہے جو کہ مقدمہ ایجاد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس حب اور وجود کے اعتبار کے بغیر عالم اور ایجاد عالم سے مستغنی و بے نیاز ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ،

بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

تعین علمی اجمالی کو ان دونوں تعینوں کا ظل اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ ان دونوں کا تعین خود حضرت ذات حق تعالیٰ سے ہے اور صفات کا لحاظ نہیں ہے اور اس تعین میں صفت کا لحاظ ہے جو کہ ذات حق کے سامنے بمنزلہ ظل ہے۔

فائدہ نمبر 2 تعین جی کے متعلق سوال کا جواب۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سوال۔ حقیقت محمدی جو کہ تعین جی اور حقیقۃ الحقائق ہے اور حقائق ممکنات سے کوئی حقیقت اس سے بلند نہیں ہے، اسے ترقی جائز ہے یا نہیں؟ اور آپ نے اپنے رسائل میں لکھا ہے کہ حقیقت محمدی سے ترقی واقع ہے؟ حقیقت معاملہ کیا ہے؟

جواب۔ اس سے ترقی جائز نہیں ہے کیونکہ اس مرتبہ سے اوپر مرتبہ لا تعین ہے اور تعین کنندہ سے اس کا وصول والحاق محال ہے۔ وصول والحاق بے کیف کہنا محض ایک بات ہی ہے اس لئے کہ حقیقت معاملہ والحاق کا حکم ایسا لازم ہے کہ شک و شبہ کی گنجائش کا ثنائیہ تک نہیں۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے کہ حقیقت محمدی سے ترقی واقع ہوتی ہے اس حقیقت سے مراد اس حقیقت کا ظل ہے جسے حضرت اجمال کا ظل بھی کہا اور وحدت سے تعبیر کیا ہے اس وقت اصل سے اشتباہ تھا اور جب اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کے فضل سے اس ظل اور دیگر ظلال سے رہائی میسر ہوئی تو پتہ چلا کہ ترقی واقع تو کجا بلکہ جائز تک نہیں ہے اس لئے کہ اس جگہ سے قدم اٹھا کر آگے رکھنا وجوب میں قدم اٹھانا ہے اور امکان سے خارج ہونا ہے اور جب کہ یہ محال عقلی و شرعی ہے۔

ہدایت نوزدہم تعیین جی سے فوق کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے آخری مقالات۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ کا آخری مکتوب مکتوبات شریف جلد ثالث کے آخری مکتوب سے پہلا ہے جو مولانا محمد حسن دہلوی علیہ الرحمہ کے نام جاری ہوا اس میں تعین جی کو تعین و جودی سے اوپر قرار دیا اور اس سے ترقی کو ممنوع فرمایا ہے دن کو یہ معارف فائقہ تحریر فرمائے اور رات کو بخار ہو گیا اور اس بخار کے آٹھویں روز اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔

حضور قدس سرہ کے سانحہ ارتحال کے بعد یہ تحریر ظاہر ہوئی مخلصین اس کے مطالعہ سے مشرف ہوئے اور اسے نقل کر لیا۔ ان معارف سنیہ و واضحہ کے بعد مرض الموت کی تکالیف میں بھی زبان مبارک سے بہت سے اسرار و معارف صادر ہوئے اور وصایا شریف کا اظہار ہوا من جملہ اسرار سے یہ بھی تھا صبح رحلت کی رات یا اس سے ایک رات پہلے حضرت مخدوم میاں جی سلمہ اللہ تعالیٰ بھی اس وقت حاضر تھے مرض اپنا زور دکھا رہا تھا حکم ہوا مجھے بٹھاؤ بندہ نے اس پیشوائے اکابر کو اپنی گود میں بٹھایا چنانچہ اس ذرہ بے مقدار پر جناب کی بار مبارک تھا مجھے امید واثق ہے کہ اس بار مبارک کی وجہ سے فقیر کے روزگار پر اثر مرتب ہو گا دیکھئے یہ بوجھ کس قسم کے بلند راز اور مخفی اسرار اس دل فگار پر لاتا ہے۔ خلاصہ کلام آنجناب نے فرمایا کہ وصال لایزال کا داعی میرے باطن میں سلطان کی بارگاہ میں طلبی کی ندادے رہا ہے اور میرا بلند پروازی کی ہمت رکھنے والا مرغ آستانہ قدس کی طرف متوجہ ہے کہ کب اس مقام ذیشان تک پہنچے اور اس بارگاہ عالی جناب کی طرف سے ندا سنی گئی ہے کہ سلطان گھر میں نہیں ہے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقام حقیقت کعبہ ربانی تھا اس سے ماوراء گیا عروج واقع ہوا صفات حقیقیہ تک پہنچا جو کہ وجودِ ابد کے ساتھ موجود ہیں اور یہ مقام صفات کی صورت علیہ سے بلند ہے جو کہ تعین علمی میں ثابت ہیں اس مقام سے بھی فوق کی طرف ان صفات کے اصول سے واصل ہونے کے لئے متوجہ ہوا جو کہ شیون ذاتیہ اور ذات باری تعالیٰ میں محض اعتبارات ہیں اور تم دونوں بھائی (حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ) بھی اس مقام پر میرے ہمراہ ہو اس سے بھی اوپر لے گئے اور نسبتوں اور اعتبارات سے مجرد ذات محض تک پہنچایا۔

حضرت مخدوم میاں جی کو فرمایا کہ تم مجھے نماز پڑھانے کے لئے یہیں رہو جو کہ حضرت کے ایام مرض الموت میں امامت فرماتے رہے اور فقیر کو حکم ہوا کہ تم دوستوں کے ہمراہ مسجد میں نماز ادا کرو یہ بے مقدار امتثال امر کی خاطر دوستوں کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد باقی وقت حضرت کی خدمت میں گزارتا۔ بالجملہ فقیر کے لئے دوسرے راستہ سے اس بلند مرتبہ تک وصول کا اشارہ فرمایا۔ مؤلف رسالہ کہتے ہیں دوسرے راستہ سے مراد اصالت ہے اس مجلس میں یا ان دنوں کسی دوسری مجلس میں فرمایا کہ اس کمال کا

حصول اور اس بلند مرتبہ تک وصول کلام مجید سبحانی کے ساتھ تلبس و ارتباط پر موقوف ہے کہ قرآن حکیم کے طفیل و توسط سے اس ہنزلت سے ممتاز ہوا ہوں اور قرآن حکیم کے ہر حرف کو دریا پاتا ہوں۔ جو کہ کعبہ مقصود سے موصل ہے اس دوران یہ شعر زبان پر لائے اور ذوق و شوق ظاہر فرمایا جس شعر کو سن کر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ قائل کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔
شعر یہ ہے۔

اندر غزل خویش نہان خواہم گشت
تا برب تو بوسہ زخم چو نش بخوانی

میری تمنا ہے کہ اپنی غزل میں پوشیدہ ہو جاؤں تاکہ جب تم اسے پڑھو تو لب ناز میں پو بوسہ دے کر راحت دل اور سکونِ روح کی آرزو پوری کر لوں۔ بعد میں فرمایا کہ ہمارے حال کے مطابق اس طرح کہنا چاہیے

اندر خن دوست نہاں خواہم گشت
تا برب لب او بوسہ زخم چو نش بخواند

میں اپنے محبوب کے کلام میں پنہاں ہو جانے کا خواہشمند ہوں تاکہ جب وہ کلام کرے تو لبوں کو بوسہ دے سکوں خن محبت کی لب محبوب تک رسائی کیوں کر ہو سکتی ہے اس لیے محبت کے کلام کی بہ نسبت محبوب کے کلام کو محبوب سے قرب زیادہ ہے محبوب تک بات پہنچ سکتی ہے مگر اسکے اپنے کلام کی نسبت قریب نہیں ہو سکتی کیوں کہ محبت کا کلام کوتاہ اور راستہ میں ہے۔
یہ فقیر کہتا ہے مَنْ عَرَفَ اللَّهَ كَلَّ لِسَانَهُ (جس نے معرفت باری تعالیٰ حاصل کر لی اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے

پس خن کو تاہ باید والسلام

فائدہ نمبر 2 دو سوالوں کے جوابات

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی قدس سرہ فرماتے ہیں اس مقام پر دو سوال ہیں۔

سوال نمبر 1۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اپنے آخری مکتوب میں فرمایا ہے کہ تعین اول یعنی تعین جی سے ترقی واقع نہیں ہوتی اس لیے کہ اس سے اوپر لا تعین ہے وہاں قدم رکھنا امکان سے باہر آنا ہے اور وجوب کے ساتھ متحقق ہونا ہے جو کہ محال ہے اور یہ عروج جو واقع ہوا ہے یہ سراسر تعین جی سے اوپر ہے اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟

جواب۔ ممکن ہے وصول قدمی ممنوع ہو اور مذکورہ وصول نظری ہو تو ان دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے یقیناً اس بات کا استفادہ اسی وقت کیا گیا تھا۔

سوال نمبر 2۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ کی بعض عبارات سے مستفاد ہوتا ہے کہ حقیقت کعبہ شیون و صفات کے اعتبارات سے بلند ہے اور مذکورہ عبارت سے اس کا خلاف مفہوم ہوتا ہے؟

جواب۔ جن صفات و شیون سے حقیقت کعبہ کو تفوق حاصل ہے ان سے مراد صفات کی علمی صورتیں ہیں جو اجمالی علم کے تعین کے مرتبہ میں ثابت ہیں اس لیے کہ صوفیہ کرام کی اصطلاح میں شیون و صفات کا مقام انہیں صورت علمیہ تفصیلیہ سے عبارت ہے جیسا کہ اس مرتبہ کے اجمال کو مرتبہ ذات کہتے ہیں اور اس کی تجلی کو تجلی ذات جانتے ہیں نیز ان صفات سے مراد تعین و جودی کے مرتبہ کے حصص تفصیلیہ ہیں جن کے اثبات کے لیے حضرت امام ربانی ممتاز ہیں۔

حضرت شیخ اکبر ابن عربی اور ان کے متبعین قدس اللہ اسرارہم کے نزدیک یہ مرتبہ مرتبہ لا تعین اور مرتبہ اطلاق ذات باری تعالیٰ ہے کیونکہ ان کے نزدیک تعین علمی اجمالی جو کہ تعین اول ہے کے اوپر مرتبہ لا تعین اور مرتبہ وجود محض ہے اور ہمارے نزدیک یہ مرتبہ یعنی مرتبہ وجود محض تعین کے ساتھ متصف ہے اور تعینات صفات بھی اس مرتبہ میں ثابت ہیں منجملہ ان تعینات کے تعین علمی ہے لیکن چونکہ علم صفات میں جامع تر ہے اس جگہ بھی وجود صفات و شیونات ذاتیہ کی طرح پایا جاتا ہے اور اس کے بھی وجود کی طرح دو مرتبے ہیں

نمبر 1۔ مرتبہ اجمال جسے دوسرے حضرات تعین اول اور حقیقت محمدیہ کہتے ہیں۔

نمبر 2۔ مرتبہ تفصیل

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ تعین علمی اجمالی صفت علم کا تعین اول ہے جو صفات حقیقیہ سے زائد ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعین اول بلکہ اس کے خاص صفت علم کے تعین اول ہونے میں بھی کلام ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اس آخری مکتوب میں تعین و جودی سے اوپر تعین جی ثابت کیا ہے وہاں بھی اجمال و تفصیل کے دو مرتبے ہیں۔

فائدہ نمبر 3 ذات متعال کے تعین کا مفہوم

حضرت خواجہ عروۃ الوثقی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ ہے ہمارے نزدیک تعین کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ عز و جل نے نزول فرمایا اور رب یا وجود بن گیا بلکہ تعین کے معنی صدور و ثبوت کے ہیں اس لیے کہ یہی تزیہہ کے زیادہ مناسب ہے اور انبیاء کی مبارک زبانوں کے زیادہ لائق ہے۔

على جميع الا نبياء عمومًا وعلى خاتمهم خصوصًا الصلوات والتسليمات والتحيات والبركات.

فائدہ نمبر 4 تعین اول ممکن ہے یا واجب؟

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سوال۔ یہ تعین یعنی تعین اول اور حقیقت محمدی علیہ علی آلہ الصلوات والتسليمات ممکن ہے یا واجب؟ حادث ہے یا قدیم؟ صاحب فصوص الحکم قدس سرہ نے تعین اول کو حقیقت محمدی کہا ہے اور وحدت کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور اعیان ثابتہ جنہیں حقائق ممکنات بھی کہتے ہیں اور قدیم جانتے ہیں اور دیگر تین تنزلات روحی، مثالی اور جسدی کو تعین امکانی کہا ہے۔ تمہارا اس بارہ میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب۔ فقیر (حضور مجدد قدس سرہ) کے نزدیک نہ کوئی تعین ہے اور نہ ہی متعین کون سا تعین ہوگا جو لا تعین کو متعین کرے؟ یہ الفاظ حضرت شیخ ابن عربی اور ان کے متبعین قدس سرہ ہم کے مذاق کے موافق ہیں اور اس فقیر کی عبارات میں ایسے الفاظ جو واقع ہیں محض صفت مشاکلہ کے طور پر ہیں بہر حال ہم کہتے ہیں کہ یہ تعین تعین امکانی اور حادث ہے رسول ﷺ نے فرمایا۔

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔

دوسری احادیث میں اس نور مقدس کی خلقت کے وقت کا تعین بھی آیا ہے جیسا کہ فرمایا۔

قَبْلَ خَلْقِ السَّمَوَاتِ بِأَلْفِي عَامٍ

آسمانوں کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال قبل

اور اس قسم کی دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے مخلوق اور مسبوق بالعدم ممکن اور حادث ہوتا ہے جب حقیقۃ الحقائق جو کہ سب حقیقتوں سے پہلے ہے مخلوق و ممکن ہو تو دوسری حقیقت بطریق اولیٰ ممکن و حادث ہوگی تعجب ہے کہ شیخ اکبر قدس سرہ العزیز حقیقت محمدیہ بلکہ تمام ممکنات کے حقائق یعنی اعیان ثابتہ پر وجوب کا حکم کیسے لگاتے ہیں اور قدیم جانتے ہیں اور کلام پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کا التزام کرتے ہیں۔ ممکن اپنے اجزاء کے اعتبار سے بھی ممکن ہے اور صورت و حقیقت کے اعتبار سے بھی۔ تعین وجوبی ممکن کی حقیقت کیسے ہوگا؟ حقیقت ممکن یقیناً ممکن ہی ہونی چاہیے کیونکہ ممکن کا واجب تعالیٰ کے ساتھ اس کے سوا کوئی اشتراک و نسبت نہیں کہ ممکن اس کی مخلوق ہے اور وہ خالق اور جب شیخ ان دونوں (واجب و ممکن) کے درمیان تمیز نہیں کرتے اور خود کہتے ہیں۔ لِعَدَمِ التَّمْيِيزِ بَيْنَهُمَا (ان دونوں میں امتیاز نہ ہونے کی وجہ سے)۔

تو واجب کو ممکن اور ممکن کو واجب کہنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادیں تو کمال کرم و عفو ہے۔

رَبَّنَا لَا تَوَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کھا جائیں تو ہم پر مواخذہ نہ کر۔
سوال۔ آپ نے اپنے رسائل میں واجب تعالیٰ اور ممکن میں اصالت اور ظلیت کی نسبت ثابت کی ہے اور ممکن کو واجب تعالیٰ کا ظل ٹھہرایا ہے اور اللہ تعالیٰ کو باعتبار اصل ممکن کی حقیقت کہا ہے کہ وہ اس کے ظل کی طرح ہے اور اس پر بہت سے معارف مرتب کئے ہیں اگر اس اعتبار سے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ بھی واجب کو ممکن کی حقیقت کہیں تو کیا محال لازم آتا ہے اور آپ کو کیونکر ملامت کی جائے گی؟

جواب۔ علوم کی جو قسم واجب تعالیٰ اور ممکن کے درمیان ظلیت ثابت کرے جب کے شریعت میں اس کا ثبوت وارد نہیں ہوا تو یہ تمام معارف سکر یہ ہیں اور حقیقت معاملہ تک عدم رسائی کا نتیجہ ہیں۔

ممکن چہ بود کہ ظل واجب باشد ممکن کی کیا حیثیت کہ واجب کا ظل قرار پائے

اور واجب تعالیٰ کے لئے ظل کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ تولید مثل کا موہم ہے۔ اور اصل کی لطافت کے عدم کمال کے شائبہ کی خبر دیتی ہے۔
محمد رسول اللہ ﷺ کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد ﷺ کا سایہ کس طرح ہوگا۔ خارج میں موجود اور مستقل بالذات واجب تعالیٰ یا اس کی صفات حقیقیہ ہیں ان کے سوا جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا ہے ممکن مخلوق اور حادث ہے کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہیں اور خالق کے ساتھ سوائے مخلوقیت اور اس کی نسبت کے حس کے متعلق شریعت وارد ہے اور کوئی نسبت نہیں ہے۔

اور جہان کی ظلیت کا یہ علم سالک کو راہ سلوک میں بہت کام آتا ہے اور کشاں کشاں اصل تک لے جاتا ہے جب سالک کمال عنایت کے سبب ظلال کی منازل طے کر کے اصل سے واصل ہوتا ہے تو محض فضل خداوندی سے جانتا ہے کہ یہ اصل بھی ظل کا حکم رکھتا ہے اور شان مطلوبیت کے لائق نہیں ہے کیونکہ امکان کے داغ سے داغدار ہے اور مطلوب ادراک اور وصل و اتصال کے احاطہ سے بلند و بالا ہے۔

ہدایت بستم

منازل طے کرنے اپنے اصل تک رسائی اور مراتب نزول کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 عروج کے بعد عارف کا رجوع

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو عارف منازل سلوک طے کر کے اپنے اصل سے واصل ہو چکا ہے جب اسے جہان کی طرف واپس لوٹانا چاہتے ہیں تو ہدایت و ارشاد کے لئے نزول سے مشرف فرماتے ہیں تو انوار قدم کی شعاعوں سے ایک نور اس کے دل جو کہ غیب ہویت کا دریچہ ہے میں رکھ دیتے ہیں اور مرتبہ وجود سے مستفاد اس نور کو باقی رکھتے ہیں یہاں تک کہ عارف مکمل طور پر ”اس نور سے متلون ہو جاتا ہے“ اور اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور طالبین کو بھی اس رنگ میں لے آتا ہے طالب جب تک اس جہان کی قید حیات سے مقید ہے اور بدنی تعلقات کے ساتھ متعلق ہے اس ودیعت شدہ نور کے شعلے سے سرور ہے اور کلی سے ایک جزئی پر قناعت کرتا ہے اور بموجب

الْمَجَازُ قَنْطَرَةُ الْحَقِيقَةِ کہ مجاز حقیقت کا پل ہے

مجاز میں بھی جب عشق کمال کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور عاشق اپنی ذات میں معشوق کے نشانات پاتا ہے اور معشوق کے آثار عاشق کی تباہ شدہ عمارت میں ظاہر ہوتے ہیں تو ممکن ہے کہ اس نشان پر خوش ہو کر معشوق سے اعراض کرے جیسا کہ مجنون عامری کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لیلیٰ اس کے سامنے ہوئی مجنوں نے کہا

إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّ حُبَّكَ شَغَلَنِي عَنْكَ
سوا کسی کی گنجائش نہیں۔

نظم۔

کہ جز عشق تو ندانم من
آنچنان کرد دردم خانہ
بعد از یں خوشترم بہ تنہائی

۱۔ رو رو کہ آنچنانم من
۲۔ عشق تو اے نگار فرزانه
۳۔ کہ ترا ہم نماند گنجائی

1 جائے جائے مجھے آپ کے عشق کے سوا کسی چیز کی خبر نہیں ہے۔

2 اے عقلمند محبوب آپ کے عشق کی میرے دل میں اس طرح سائی ہو چکی ہے

3 کہ آپ کی گنجائش بھی نہیں رہی لہذا اب میں تنہائی پر ہی قناعت کرتا ہوں۔

آدم بر سر مطلب۔

ہم کہتے ہیں کہ عارف مرجوع سے جو کچھ اس نزول سے مقصود ہوتا ہے جب انجام کو پہنچ جاتا ہے اور اس کے وصال کا وقت قریب آتا ہے اور جس جسم کے ساتھ کچھ عرصہ الفت رہی ہو اس کی رفاقت سے اعراض کرتا ہے اور

اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى اے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ کی رفاقت سے مشرف فرما کی صدا بلند کرتا ہے اس وقت بمطابق۔

الْمَوْتُ جَسْرٌ يُوصِلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ کہ موت ایک پل ہے جو دو دوستوں کو ملا دیتا ہے۔

بالکلیہ جناب قدس جلّ و علا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور شہود جزئی کے تنگ کوچہ سے شہود کلی کے وسیع میدان میں خراماں خراماں جا نکلتا ہے۔

واضح ہو کہ ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم السلام ہر وقت اصل کے مشاہدہ میں ہوتے ہیں اور شہود کلی رکھتے ہیں لیکن انسان کو اس مرتبہ میں جو شہود حاصل ہوتا ہے وہ شہود ملک سے بلند ہے بلکہ عارف کو دنیا میں جو شہود حاصل ہوتا ہے ہمیشہ جزئی ہی ہوتا ہے مگر ایسی خصوصیت رکھتا ہے جو ملائکہ کو حاصل نہیں وہ یہ کہ انسان کے شہود جزئی کو انسان کی جز بنا کر نفس سے رہائی بخشتے ہیں نیز یہ شہود جزئی بقا پاتا جاتا ہے جب کہ ملائکہ کا شہود ایسا نہیں ہے بلکہ وہ باہر سے نظارہ کرتے ہیں اور اپنے شہود سے کچھ حاصل نہیں کرتے۔

شَتَان مَابَيْنَ الْمَشَاهِدَتَيْنِ ان دونوں مشاہدوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔

سنئے سنئے مذکورہ بالا عبارت سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے کہ شہود انسان جزئی ہے یہ نزول کی مراتب سے پہلا مرتبہ ہے اور انسان جزئی ہے یہ نزول کے مراتب سے پہلا مرتبہ ہے اور انسان کے مراتب نزول جن سے انسان ممتاز ہے اگر بیان کیئے جائیں اور افضل المخلوقات انسان کے مخفی اسرار و مخصوص کمالات کے جلوے دکھائے جائیں تو ممکن ہے کہ قریبی لوگ دور ہو جائیں اور ملنے والے جدائی کی راہ لے لیں۔

مِنْ بَعْدِ هَذَا مَا يَدْرِي صِفَاتُهُ
وَمَا كَتَمْتُهُ أَحْظَى لَكِيهِ وَأَجْمَلُ

اس کے بعد جو کچھ ہے اس کی صفات میں گہرائی ہے اور اس کا چھپانا زیادہ حظ و جمال والا ہے۔

فائدہ نمبر 2 عالم ظلی کے مرکز اور تمام عالم کے اجمالی نقطہ کا ظہور

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمایا کہ کائنات میں ایک نقطہ ہے جو کہ عالم ظلی کا مرکز ہے اور وہی نقطہ تمام عالم کا اجمال ہے اور سارا جہان اس کی تفصیل ہے یہ نقطہ آسمانی سورج کی طرح ہے جس سے آفاق روشن ہوتے ہیں اور جس کو بھی فیض الہی کی دولت ملتی ہے اس کے واسطے سے ملتی ہے اور یہ نقطہ غیب ہویت کے بالمقابل مرتبہ نزول میں واقع ہے ہبوط و اسفلتک ے اس مرتبہ میں جب تک نزول واقع نہ ہو اس مرتبہ مسمیٰ بہ غیب ہویت تک عروج نہیں ہو سکتا

اور یہ نزول دعوت و تکمیل کے لیے ہے اور اس نقطہ کے مرتبہ میں واقع نزول میں خیال ہوتا ہے کہ گویا چہرہ جہان کی طرف اور پیٹھ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ اس طرح عالم کی طرف توجہ اور ذات حق تعالیٰ سے انقطاع موت تک ہوتا ہے اور بوقت وصال بالعکس ہو جاتا ہے لیکن ملاقات موت کے بعد ہی ہے پس اس حدیث کے معنی ظاہر ہو گئے،

إِلَّا طَال شَوْقُ الْأَبْرَارِ إِلَى لِقَائِي وَأَنَا إِلَيْهِمْ لَا شَدُّ شَوْقًا

آگاہ ہو جاؤ میری ملاقات کے لئے ابرار کا شوق بہت طول پکڑ گیا ہے اور مجھے ان کا ان سے زیادہ اشتیاق ہے، جاننا چاہیے کہ اس مرتبہ میں نزول کے تحقق کے ساتھ سالک اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی مرتبہ نہیں رہتا بلکہ تمام پردے مفقود ہو جاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مفقود ہے اور مکمل طور پر جہان کی طرف توجہ ہے اور یہ مقام دعوت ہے۔

کبھی اس نقطہ سے جو کہ عالم ظلی کے دائرہ کا مرکز ہے اس نقطہ کی طرف نزول واقع ہوتا ہے جو کہ دائرہ عدم کا مرکز ہے اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام اور آیات خداوندی سے کفر و انکار (طریقت) کا مقام ہے اور اس نقطہ سے دائرہ اصل یعنی دائرہ مقام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مرکز کی طرف عروج واقع ہوتا ہے۔

اور جس نقطہ کا ہم نے ذکر کیا ہے سخت ظلمت والا ہے لہذا اس مقام نزول میں اس کو روشن منور کرنے کے لئے نزول بہت ہی عظیم الشان امر ہے۔

اس کے بالمقابل نقطہ اسلام (طریقت) ہے اور یہ وہی نقطہ ہے جس کی طرف نزول ظلمانی کے بعد عروج واقع ہوتا ہے اور کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس نقطہ ظلمانیہ کا چراغ ہے۔

فائدہ نمبر 3 آنحضرت ﷺ میں ارشاد و تکمیل سب سے بڑھ کر تھی۔

حضرت خواجہ عروۃ الثقلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حمد و صلوٰۃ و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ بلند اذواق و روشن احوال پر مشتمل مکتوب مرغوب نے خوش وقت کیا، سرور دل اور راحت جان کا سامان مہیا ہوا لکھا تھا کہ نسبت محبوبیت اور اس کے اسرار کے باوجود دعوت ارشاد و تکمیل میں روز بروز ترقی ہے ترقی کیوں نہ ہو

أَفْضَلُ الْمَحْبُوبِينَ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ ﷺ میں ارشاد و تکمیل والی جہت بہت زیادہ تھی۔

آپ نے لکھا تھا کہ بعض اوقات امور مباحہ کے ملنے سے نزول واقع ہوتا ہے اور جب تک ان امور کا سہارا نہ پکڑا جائے تکمیل کا معاملہ خراب ہو جاتا ہے، بعض رخصتوں اور مباحات کے ارتکاب سے جانب بشریت کی تقویت ملتی ہے جو کہ تکمیل میں مددگار ہے اور عزیمت و مستحب کو بجالانا جانب ملکیت کو پروان چڑھانا ہے اور بشریت و دعوت کے کمالات سے کچھ حصہ نہیں رکھتا اولیاء مرجوعین نے ان دونوں جانبوں کو مکمل کر کے ملکیت و بشریت کو جمع کیا ہے اور یہ اکابر مراد حق جل و علا کے ساتھ قائم ہیں۔

لَا تَبْقَىٰ فِي الْوَصَالِ غَبِيْدٌ نَفْسِي
وَفِي الْهَجْرَانِ مَوْلَىٰ لِّمَوْلَىٰ

اسلئے کہ میں وصال محبوب میں اپنے نفس کا ادنیٰ غلام ہوں اور دوری اور مجبوری میں اپنے موالی (آقاؤں) کا مولیٰ و غلام ہوں

بیت
ہجر یکہ بو د مراد محبوب
از وصل ہزار بار خوشتر

جو ہجر و دوری محبوب کی مرضی کے مطابق ہو وہ ملاپ سے ہزار بار بہتر ہے۔

ایک حدیث شریف کا مضمون اس طرح ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جس طرح عزیمت پر عطا کرنا پسند کرتا ہے اسی طرح رخصت پر نوازنا بھی پسند فرماتا ہے، جاننا چاہیے کہ امر مباح نیت صالحہ کی وجہ سے مستحب کا درجہ پالیتا ہے اور رخصت عزیمت بن جاتی ہے سنا ہوگا نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةُ علماء کی نیند عبادت ہے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے امر سے وقوع پذیر ہونے والا امر مباح فرائض و واجبات میں داخل ہو جاتا ہے، اس معنی کی تفصیل مکتوباتِ امام ربانی جلد دوم میں واضح اور ظاہر طور پر درج ہے۔

فائدہ نمبر 4 رجوع الی الخلق کے فوائد۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ مرتبہ الرجوع الی الخلق کے فضائل و کمالات بہت زیادہ ہیں۔ صاحب توجہ صاحب رجوع کے سامنے اس طرح ہے جیسے دریائے محیط کے سامنے قطرہ اور یہ رجوع فضائل نبوت میں ہے اور وہ توجہ آثار ولایت سے ہے ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے لیکن ہر شخص کا فہم اس تک رسائی نہیں رکھتا۔

مؤلف رسالہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن فقیر نے پیر دستگیر خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ سنا ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ بعض قرآنی سورتیں عروج کا ثمر بخشی ہیں اور بعض کی تلاوت سے نزول حاصل ہوتا ہے ان سورتوں کا تعین فرمادیجئے۔

جواباً فرمایا حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب میں سورۃ الم نشرح کی تلاوت کرتا ہوں تو ایسے رجوع و نزول واقع ہوتا ہے جیسے پتھر بلندی سے نیچے آ رہا ہو، عروج کی ثمر آ و سورت فی الحال میرے ذہن میں نہیں ہے البتہ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّکَ کا عروج میں بہت دخل ہے۔

خاتمہ

بعض خصائص کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات کو پسند فرماتا ہے اس طرح صفات کو بھی

حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات کو پسند کرتا ہے اس طرح اپنی صفات کو بھی پسند کرتا ہے اور ان افراد محبت کے دو اعتبار ہیں۔

1 محبت 2 محبوبیت

کمالات محبوبیت کا ظہور حضرت حبیب اللہ ﷺ میں ہے اور کمالات محبت ذاتیہ کا اظہار حضرت کلیم اللہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہوا۔ اسما و صفات کی محبوبیت ان کی مُحَبِّیت کی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہے چونکہ اسماء و صفات اور افعال کے ظلال بھی ہیں اس لئے ان اسماء و صفات کے ظلال کی محبوبیت کا اظہار اولیاء محبوبین میں ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر 2

حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ذات حق و سبحانہ و تعالیٰ فی حد ذاتہ جمیل ہے اور ذاتی جمال اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے یہ اس طرح حسن و جمال نہیں جو ہمارے لئے مشکوف و مدرک ہو اور ہمارے خیال و عقل میں آئے اس کے باوجود اس ذات میں ایسا انتہائی مقدس مرتبہ ہے کہ یہ حسن و جمال غایت عظمت و کبریائی کے باوجود اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اور حسن و جمال سے متصف نہیں ہو سکتا یہ تعین اول جو کہ تعین وجودی ہے اس ذاتی جمال و کمال کا تعین ہے اور اس کا پہلا ظل اور اس سے زیادہ مقدس مرتبہ جس میں جمال و کمال کی گنجائش ہی نہیں ہے اس میں کوئی تعین نہیں ہے اس لئے کہ وہ انتہائی عظمت و کبریائی کی وجہ سے کسی تعین سے متعین نہیں ہو سکتا۔

در کدام آئینہ درآید او وہ کس آئینے میں سما سکتا ہے۔

اس کے باوجود اس تعین اول کے دائرہ کے مرکز میں ایک راز اور کیفیت رکھ دی گئی ہے اور اس بے نشان ذات کا نشان اس میں پنہاں کر دیا ہے جب کہ تعین اول ولایت خلیلی کا منشاء ہے علیہ علی جمیع الانبیاء علیہم السلام والحق۔

تعین اول جس حسن و جمال ذاتی کا ظل ہے وہ صاحب (سفیدی) سے مشابہت رکھتا ہے اور علم مجاز میں خدو خال کے حسن و جمال کے قبیل سے ہے اور مرکز میں ودیعت شدہ راز و کیفیت ملاحظت سے مناسبت رکھتی ہے، جو قد کی خوبی اور رخسار کی صباحت سے بلند آنکھ کے حسن اور خال کے جمال سے بڑھ کر ہے یہ ایک ذوقی امر ہے، جب تک ذوق ظاہر نہ ہو یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی۔

شاعر کہتا ہے

آں دارد آن نگار کہ آنست ہر چہ ہست آن را طلب کنید حریفان کہ آں کجاست
اس بیان سے ان دو ولایتوں کے درمیان فرق معلوم کر لیں یہ دونوں ولایتیں اس ذات متعال کے قریب سے پیدا ہوتی ہیں لیکن
ایک کا مرجع کمالات ذات ہے اور دوسرے کا معاد محض ذات متعال۔

فائدہ نمبر 3 حضور اکرم ﷺ کے دو اسماء گرامی محمد ﷺ و احمد ﷺ کی تفصیل

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ہمارے نبی مکرم نور مجسم ﷺ کے دو اسماء گرامی ہیں دونوں قرآن حکیم میں مستعمل
ہیں۔ فرمایا،

محمد رسول اللہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی بشارت میں وارد ہوا:

اسمہ احمد آپ کا نام احمد ہے

دونوں اسماء مبارکہ کی علیحدہ علیحدہ ولایت ہے

ولایت محمدیہ اگرچہ آپ کے مقام محبوبیت سے پیدا ہوتی ہے لیکن اس جگہ محبوبیت نہیں ہے بلکہ کیفیت محبت کی آمیزش بھی ہے
اگرچہ بالا صالہ آمیزش آپ کے لئے ثابت نہیں ہے لیکن مقام محبوبیت محضہ سے مانع ہے۔
اور ولایت احمدیہ محبوبیت محضہ سے پیدا ہوتی ہے جس میں محبت کا شائبہ تک نہیں ہے یہ ولایت پہلی ولایت سے آگے اور ایک
مرحلہ مطلوب کے قریب تر ہے۔ اور محبت کو زیادہ پسند ہے۔

محبوب جس قدر محبوبیت میں راسخ ہوگا اس قدر اس سے استغنا و بے نیازی کا کمال زیادہ ہوگا اور محبت کی نظر میں زیادہ خوبصورت
دکھائی دے گا نفاست و لطافت اپنے عروج پر ہوگی بہت دفعہ محبت کو خود میں جذب کر لیتا ہے اور دارفتہ و سرگشتہ بنا دیتا ہے۔

نہ تنہا آفتم زیبائی ادست

بلائے من زنا پروائی ادست

اس کی خوبصورتی ہی میرے لئے آفت نہیں ہے بلکہ اس کی بے نیازی اس سے بڑھ کر مصیبت ہے آفت سے مراد افراط عشق ہے
جو کہ عاشق کا مطلوب ہے سبحان اللہ اسم احمد بہت ہی بلند اسم ہے جو کہ کلمہ مقدسہ احد اور میم کے حلقہ سے مرکب ہے حلقہ میم عالم
بے چوں اللہ تعالیٰ کے انتہائی پنہاں اسرار میں سے ہے۔

عالم چوں میں اس مخفی راز کی تعبیر حلقہ میم کے بغیر کسی اور سے کرنے کی گنجائش نہیں ہے اگر گنجائش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ
تعبیر فرماتا۔

احد احد ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حلقہء میم بندہ کو مولیٰ سے ممتاز کرنے والا عبودیت کا طوق ہے تو بندہ وہ حلقہء میم ہی ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کے لئے آیا ہے اور عبد خاص کے اختصاص کا اظہار کیا ہے علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

چوں نام ایس ست نام آور چہ باشد

مکرم تربودا زہرچہ باشد

جب اسم اس قدر فضیلت رکھتا ہے تو مسلمی کتنا بلند ہوگا یقیناً جملہ خلایق سے بلند و بالا ہوگا، ہزار سال کے بعد امور عظام کے تغیر میں اسم مبارک احمد کی جوتا شیر رکھی گئی ہے ولایت محمدی کے معاملہ کو ولایت احمدی کی طرف کھینچا ولایت محمدی ولایت احمدی کے ہاتھ انجام پذیر ہوئی اور معاملہ عبودیت کے دو طوق سے ایک طوق تک پہنچا اور پہلے طوق میم کی جگہ حرف الف آگیا جو کہ اس کے رب کی طرف راز ہے یہاں تک کہ محمد احمد ہو گیا علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

اس کا بیان یہ ہے کہ عبودیت کے دو طوق میم کے دو حلقوں سے عبارت ہیں جو اسم مبارک ”محمد“ میں مندرج ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ طوق آپ کے دو تعین ہوں علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ ایک تعین جسدی اور دوسرا تعین روحی و ملکی عرض موت کی وجہ سے تعین جسدی میں جس قدر کی واقع ہوئی تعین روحی نے اس قدر قوت پالی لیکن اس تعین کا اثر ہزار سال تک باقی رہا چاہیے تو یہ تھا کہ اس کا اثر بھی زائل ہو جائے اور اس کے تعین کا کوئی نشان باقی نہ رہے، جب دوسرا ہزار سالہ دور آیا تو اس تعین کا اکثر باقی نہ رہا ان دو طوق سے ایک طوق کھینچ لیا گیا اور اس پر زوال و فنایت طاری ہو گئی اور الوہیت کا الف جسے بقا باللہ کے رنگ میں کہا جاسکتا ہے اس کی جگہ بیٹھ گیا تو لازماً محمد احمد ہو گیا اور ولایت محمدی نے ولایت احمدی کی طرف انتقال فرمایا محمد دو تعین سے عبارت ہے اور احمد ایک تعین سے کنایہ ہے اور بس۔

پس یہ نام حضرت مطلق سے زیادہ قریب ہے اور عالم سے زیادہ دور ہے۔

سوال: مشائخ نے جس کو فناء و بقا قرار دیا ہے اور ولایت کے ساتھ مربوط مانا ہے وہ کس معنی کے اعتبار سے ہے اور تعین محمدی میں واقع فناء و بقا کس معنی کے اعتبار سے ہے؟

جواب: ولایت سے مربوط فناء و بقا شہودی ہے اور فناء و بقا اس طرح بقا و ثبات نظر کے اعتبار سے ہیں اس جگہ بشری صفات پس پردہ چلی جاتی ہیں زائل نہیں ہوتیں اور اس تعین کا فناء اس طرح نہیں ہے بلکہ اسمیں صفات بشری کا زوال وجودی متحقق ہے اور تعین جسدی سے نکل کر تعین روحی میں ثابت ہے اس جگہ جانب بقا میں یقیناً بندہ حق نہیں بنتا اور بندگی سے باز نہیں آتا لیکن حق تعالیٰ کے نزدیک تر ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ مصاحبت پیدا کرتا ہے اور اپنے آپ سے زیادہ دور ہو جاتا ہے اور اس سے احکام بشری منتفی ہو جاتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ صفات بشری کے انتقاء سے وابستہ عروج محمدی یقیناً آپ ﷺ کو معاملہ سے بلند لے گیا بلند مرتبہ تک پہنچایا اور غیہ وغیریت کی کشاکش سے رہائی دی مگر آپ ﷺ کے امتیوں پر معاملہ بہت تنگ ہو گیا اور مناسبت بشریہ سے وابستہ نور ہدایت کم ہو گیا اور ان پسماندہ لوگوں کے احوال کی طرف توجہ میں کمی آگئی اور بالکلیہ قبلہ حقیقی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ہلاکت ہے اس رعایا کے لئے جس کا سلطان بالکلیہ اپنے محبوب کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے رعایا کے حال کی رعایت نہیں کرتا۔ اس وجہ سے ہزار سال کے بعد کفر و بدعت کی ظلمتیں غالب آگئی ہیں اور اسلام و سنت کا نور نقصان پذیر ہوا ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا نُوْرًا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے ہمارا نور پورا فرما دے اور ہمیں بخش دے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

فائدہ نمبر 4 علم ممکن اور علم واجب میں فرق

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

علم ممکن چونکہ نفس عالم میں حصول صورت معلومہ ہوتا ہے اور معلوم سے عالم کے اثر پکڑنے کا سبب ہوتا ہے اس لئے عالم میں تلؤن اور تغیر کا سبب بنتا ہے، جو کہ نقص کو مستلزم ہے اور علم واجب تعالیٰ حصول صورت کی کیفیت سے منزہ و مبرا ہے پس اگر عارف کامل کا علم بوجہ تَخَلُّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف ہو جاؤ۔

اخلاق خداوندی سے متصف ہو جائے تغیر و تاثر سے رہائی پالے اور نقص سے کمال کی جانب آجائے تو کوئی بعید نہیں ہے اور اس وقت خطرات نفس اور حدیث نفس تو ہوگی لیکن اس سے کوئی تغیر و تاثر واقع نہیں ہوگا جیسا کہ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ قائم کلام قدسی میں ہے یہ معرفت معارف غریبہ اور اسرار مخفیہ سے ہے۔

فائدہ نمبر 5 ایفاء عہد۔

حضرت شیخ محمد باقر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ وہی سر ہے جس کا فنائے قلبی کے بیان میں خطرہ دماغ کے رفع کی تحقیق میں وعدہ کیا تھا کہ خاتمہ میں ذکر ہوگا۔

فائدہ نمبر 6 میان عاشق و معشوق رمزیت۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

خیال آیا کہ اس حدیث شریف کی تشریح تحریر کروں۔

اَجْنِ يُوسُفُ اصْبَحْ وَاَنَا اَمْلَحْ
میرے بھائی یوسف علیہ السلام صباحت رکھتے تھے اور مجھ میں ملاحت ہے۔
رمز و اشارہ سے ایک بات کرنے کا ارادہ تھا مگر دیکھا کہ رمز و اشارہ ادائے مقصود میں ناکافی ہے سامع اس کے ادراک سے عاجز قرآن حکیم کے حروف، مقطعات محب اور محبوب کے درمیان حقائق احوال و دقائق اسرار کے رموز و اشارات ہی ہیں مگر انہیں کون پاسکتا ہے حبیب رب العالمین ﷺ کے خدام و غلام، علماء و راہنہ کے لئے ممکن ہے کہ مخدوم کے اسرار مخفیہ سے بعض کی اطلاع ہو جائے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ مخدوم کی اتباع میں خادم کے ساتھ یہی معاملہ پیش آجائے اور پس خوردہ کھانے کی صورت میں مخدوم کی دولت خاصہ میں شریک ہو جائے اگر ان اسرار کا کچھ حصہ بیان کرتے تو خائن قرار پائے گا اور اپنے راز کو برباد کر دے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے،
قُطِعَ الْبُلْعُومُ کہ اگر میں راز کھول دوں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے
اس کے حق میں صادق آئے گا۔

يَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي
میرا سینہ تنگ پڑتا ہے اور زبان چلتی نہیں نقد وقت ہے
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاسْرَافَنَافِي أَمْرِنَا وَثَبَّتْ أَقْدَامَنَا وَأَنْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ، اے ہمارے پروردگار
ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے معاملہ میں جو ہم سے زیادتی ہوئی ہے اس کو معاف کر دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور قوم
کافرین پر ہماری مدد فرما۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى سَائِرِ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالتَّوْبَةُ مَتَابَعَةُ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ الصَّلَوَاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعَلَى
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْبَرَّةِ الثَّقَى.

مسکة الختام لهداية الانام

محبوب صدانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض خصائص کے بیان میں

فائدہ نمبر 1 محبوب صدانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں

الحمد للہ وسلام علیٰ عباد الذین اصطفیٰ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں پر اے میرے مخدوم، مکتوب کے آخر میں لکھا گیا ہے کہ بالمشافہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض معارف خاصہ کا اس درویش سے ذکر کیا جائے مثلاً معارف توحید سے آگے نکل جانا اور مقام جذبہ و سلوک سے بلند پروازی جسے وہ درویش بلا تکلف تسلیم کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے۔ اے میرے عزیز، فقیر نے آنحضرت کے جو امتیازات لکھے تھے وہ دوسرے امور ہیں کہ عقل و وہم کی آنکھ جن کے ادراک سے حیران و قاصر ہے اور بیان کرنے والی زبان ان کے اظہار سے گوئی ہے جن کمالات کا تم نے درمیان میں ذکر کیا ہے ان کمالات و فضائل کے عروج سے بہت نیچے ہیں۔

بلکہ یہ کمال جو کہ کمالات ولایت سے تعلق رکھتا ہے ان کمالات کی نسبت جو کہ کمالات نبوت پر مفرع ہوتے ہیں کسی گنتی اور شمار میں نہیں ہے کاش کہ دریائے محیط کے سامنے ایک قطرہ کا حکم رکھتا ہو یہ کمال اظہار و بیان کے لائق علم کے قبیلہ سے ہے جب کہ وہ امور ایسے اسرار ہیں جن کا چھپانا لازم ہے یہ تو معلوم ہی ہے کہ علوم کی اسرار کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلقت سے وابستہ معاملہ جدا ہے اور ذات و صفات حق تعالیٰ کے متعلق اسرار و دقائق اور نازک مسائل جو لکھے ہیں اور جو تحقیقات و مقالات جداگانہ بیان فرمائیں ہیں ان کا الگ مقام ہے اصالت کے معاملات اور حضرت مجدد قدس سرہ کے خمیر کی تیاری جو کہ حضرت خاتم الرسل علیہ علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت مبارکہ کے بقیہ سے ہے کیا بیان کیا جاسکتا ہے اور آنحضرت قدس سرہ کی مقام محبت و محبوبیت ذاتیہ سے پیدا ہونے والی ولایت کی کیا نشاندہی کی جائے۔

ہویت کی حقیقتیں جو کہ حضرت مجدد قدس سرہ کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں اور وہ حقیقت غیر متناہی رحمتوں کی خزانہ ہیں جس کا ایک چشمہ اس دنیا میں کھولا گیا ہے اور دور سرچشمہ اگلے جہان کے لئے ذخیرہ کر دیا گیا ہے۔

رحمن و رحیم اور ارحم الراحمین کی صفت اس حقیقت سے ظاہر ہوئی ہے نیز حضرت مجدد قدس سرہ نے تعین اول سے ترقی ثابت فرمائی ہے جب کہ دوسرے بزرگوں نے اس سے منع فرمایا ہے اور سیر و سلوک کی انتہا یہاں تک بیان کی ہے اس سے اوپر اطلاق و لاتعین اور ذات محبت کا مرتبہ تصور فرمایا ہے کہ اس بارگاہ میں سیر و سلوک اور علم و معرفت ممنوع ہے جب کہ آنحضرت قدس سرہ نے اس سے اوپر کتنے ہی مرتبے اور تعینات ثابت فرمائے ہیں اور تعین اول کو اس سے کہیں زیادہ بلند لے گئے ہیں اور لاتعین کی کیا بات ہو سکتی ہے حقیقت محمدی، حقیقت قرآنی، حقیقت کعبہ ربانی، حقیقت صلوٰۃ اور لائق سے روای حقیقت جن کے بیان کرنے میں حضرت مجدد قدس سرہ ممتاز ہیں اور وہ

سب مکتوبات امام ربانی میں درج ہیں۔

کمالات حقیقت ولایت محمدی، ولایت ابراہیمی، ولایت معصومی، ولایت احمدی، کمالات انبیاء خصوصیات رسل اور اولوالعزم پیغمبروں کی فضیلتیں اور تمام بزرگوں کے مبادی تعینات حضرت روح اللہ اور حضرت مہدی موعود کی خصوصیات ملأء اعلیٰ کے مساوی تعینات اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت اور ان کا مبدء تعین کو جو انہوں نے بیان فرمائے ہیں کہاں تک لکھا جائے۔

عَلَى نَبِينَا وَعَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْأَوْلِيَاءِ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ وَعَلَى إِتْبَاعِهِمْ.

اسی طرح حقیقت صلوٰۃ کے واصلین کے اقدام میں تفاوت اور اس مقام میں انبیاء کرام علیہم السلام کی مرتبہ و فضیلت اور ان بزرگوں کی چار صفتیں علیہم التحیات اور ان انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت جن کے اسماء مبارکہ قرآن مجید میں مذکور ہیں نیز یہ کہ آنسرور ﷺ کا مقام ان تمام مقامات سے بلند ہے اور وہ حصہ جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو اس مقام سے حاصل ہوا ہے اور اس مقام سے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا حصہ و نصیب منشاء و اصلت اور اپنی ولایت اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی اصلت کی کہاں تک تشریح کی جائے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اپنے اپنے مرض الوصال میں جو اسرار و دقائق بیان فرمائے، آنسرور ﷺ کے اہل بیت کے کمالات اور اپنی شان کے لائق خدمات اس انداز میں سمجھا جاسکتا ہے حقائق قیومیت و دقائق مقام خلت فضائل محبت، اسرار صباحت و ملاحات ان ہر دو کے حسن و جمال کے امتزاج کا مطالعہ کیا ہی ہوگا حروف مقطعات کے اسرار جس کی طرف سطور بالا میں اشارہ جو چکا ہے وہ بے کنارہ دریا ہے جو کہنے سننے میں نہیں آسکے اور یہ اسرار سر بستہ ہی جاتے رہے۔

اے میرے مخاطب آپ نے جو لکھا ہے کہ وہ درویش اپنے مشکوفات کو آنحضرت قدس سرہ کے معارف کے برابر جانتا ہے۔ آنحضرت قدس سرہ کے معارف کے سمجھنے بلکہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی اصطلاح سمجھنے میں بات کرتا ہے اسے سمجھنا کئی مرحلے دور کی بات ہے ان کی برابری ڈھونڈنا محض ایک خیال ہے جو کہ نادانی و خام خیالی ہے بہت دفعہ نادان آدمی جہل مرکب کی بناء پر بعض خوابوں پر اعتماد کرتے ہوئے توہمات فاسدہ میں پڑ جاتے ہیں اور ان لوگوں کو راہ ہدایت سے ہٹا دیتے ہیں خود گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا اپنی استعداد بھی ضائع کر دی اور دوسروں کی بھی۔

یہ برابری تلاش کرنا اور اک کی فرع ہے بلکہ اس تصور کی فرع ہے جو وقوع پذیر نہیں ہوا۔
برابری کہاں اور مساوات کہاں۔

بخواب اندر مگر موٹے مشتر شود ہو سکتا ہے کہ خواب میں چوہا بھی اونٹ نظر آئے۔

فائدہ نمبر 2 مکتوبات امام ربانی دفتر ثالث کے خطبہ کا اقتباس۔

ان سلیم الطبع ناظرین کا حال و وقت کتنا مبارک ہے کہ جب ان کی نظر ان تحریروں (مکتوبات شریفہ) پر پڑتی ہے جو کہ اسرار و حکم کا سوا و اعظم ہیں تو وہ لوگ تعلیم الہی سے اس روشنائی سے حضور قلب کی امداد پاتے ہیں اور اس سوا (روشنائی) سے سویدائے دل کو منور کرتے ہیں ان مستقیم الاحوال پڑھنے والوں کا انجام اور مال کس قدر عمدہ ہے کہ جب ان کی زبان اس عظیم قلمزم سے آشنا ہوتی ہے تو بہ الہام سبحانی

ان کی جان انتہائی مٹھاس اور گہری مستی میں گم ہو جاتی ہے۔

ان پاک طبع ہم جنسوں اور نیک اعتقاد ذی استعداد حضرات کو مرہباً کہ جب انتہائی دقت و خفا سے ان طور عقل سے بلند نکات و رموز کے جمال سے ان پر پردہ نہیں کھلتا تو وہ اسے عدم یافت اور اپنی دریافت میں تقصیر پر حمل کرتے ہوئے صدقاً (ہم تسلیم کرتے ہیں) کی راہ اختیار کرتے ہیں کہ ان کو ان کے سوا کوئی اور نہیں جانتا، کہتے ہوئے تمام کو مان لیتے ہیں۔

افسوس ہے ان ٹیڑھی نظر والے پڑھنے والوں اور عیب جو سننے والوں پر کہ الہامات غیبیہ میں سے جو چیز ان کی سمجھ میں آجائے اور ان کی طبیعت کے مطابق واقع ہو تو اسے صاحب کلام کی مہارت کلامی اور خیالی تراش و نقاشی پر حمل کرتے ہیں۔ اور ان امور میں سے جو چیز ان کی سمجھ میں نہ آئے یا موافق طبع نہ ہو تو وہ اپنی نظر کی کوتاہی کے پیش نظر زبان درازی شروع کر دیتے ہیں اور

الْمَرْءُ لَا يُزَالُ عَدُوًّا لِّلْمَاجْهَلِ

کہ آدمی جس چیز سے ناواقف ہو اس کا دشمن ہوتا ہے کے حکم کے مطابق جنگ کا طبل بجا دیتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ بلند مرتبہ جماعت ان اسرار مخفی کے بیان میں خود درمیان میں نہیں ہے۔

ایشاں نیندا این ہم الحان ز مطرب ست یہ خود کچھ نہیں ہیں یہ سب مطرب کا نغمہ ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے برادران کو اپنے پوشیدہ عیب اور پاک دل صفائش حضرات کے غیبی اسرار دیکھنے کو توفیق عطا فرمائے اور ان اسرار کے جاننے والے مخلصین کے متعلق دل کے پاؤں پر مکرو فریب کی بیڑیاں اور دل کی گردن پہ کھوٹ کا طوق رکھتے ہیں، اس سے رہائی عطا فرمائے۔

فائدہ نمبر 3 دعائے استفادہ

حضرت سیدنا عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کے کلمات میں وارد ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ہم ایسے مہجوروں کو ان معانی کی تصدیق کی دولت سے نوازے اور اس گھاٹ سے جام نوش کرنے کی سعادت بخشے۔

نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل امجاد کے توسل و وسیلہ سے علیہم الصلوٰۃ والبرکات الی یوم التناد

تاریخ اتمام۔

اس برکات انجام رسالہ کے اختتام کے بعد بعض اصحاب فیض والہام نے اس مبارک فرجام کتاب کے نام کی مناسبت سے یہ تاریخ اتمام ذکر فرمائی

الحق کہ رسالہ ماکنز الہدایات آمدہ

اس نعمت کاملہ اور اس کی تمام نعمتوں پر ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور صلاۃ و سلام ہو افضل الرسل اور سید الانبیاء پر ان کی آل و اصحاب و احباب پر اور تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ و مقربین پر اور تمام اہل اطاعت پر۔ تیری رحمتوں کا صدقہ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

کحل الجواهر

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور (صلوٰۃ و سلام ہو اس کے برگزیدہ بندوں پر

حمد و صلاۃ کے بعد۔

جب سالک اپنی ہستی اور خود پرستی کے حجاب سے باہر نکل آتا ہے اور اس کی باطنی آنکھ معرفت کے کحل الجواہر سے سرگین ہو جاتی ہے تو آیہ کریمہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ وَاَفَلَا تَبْصُرُوْنَ

یعنی تمہارے نفسوں میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں کو کیا تم بس بصیرت کی آنکھ سے نہیں دیکھتے، کے مطابق اس کے نفس میں ودیعت شدہ آیات کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کے بعد مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کے تقاضے کے مطابق بارگاہِ قدس میں داخل ہو جاتا ہے۔

قالب انسانی ہیں جو حقائق و آیات پوشیدہ ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے پوری توجہ سے سماعت فرمائیں واضح ہو کہ انسان جو کہ عالم صغیر ہے دس اجزاء سے مرکب ہے۔ جن اجزاء کے اصول عالم کبیر میں ہیں اور عالم کبیر مجموعہ کائنات ہے خواہ اس کا تعلق (عالم) خلق سے ہے یا (عالم) امر سے ان اجزاء میں سے پانچ عالم خلق سے تعلق رکھنے والے ہیں جو کہ نفس اور اربعہ عناصر (ہوا، آگ، پانی اور مٹی) ہیں اور عالم امر سے تعلق رکھنے والے بھی پانچ ہیں جو کہ یہ ہیں

1- قلب 2- روح 3- بصر 4- خفی 5- انہی

جیسا کہ چار عناصر کے اصول عالم خلق میں موجود ہیں اسی طرح لطائف خمسہ کے اصول عالم امر یعنی فوق عرش و لامکاں میں ثابت و متحقق ہیں۔

عرش اعظم کے اوپر اور دوسرے اصول کے نیچے اصل قلب ہے اس لئے قلب کو عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ بھی کہتے ہیں اصل قلب سے اوپر اصل روح ہے اور اس کے اوپر اصل بصر اس سے بلند اصل خفی ہے اور اس سے فوقیت میں اصل انہی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی بالغ حکمت کے مقتضی کے مطابق انسان کو اس انداز میں مرکب کرنا چاہا تو جسم کو درست کرنے کے بعد ان

لطائف خمسہ کا اس جسمانی عنصر کے ساتھ تعلق اور عشق پیدا کرتے ہوئے انہیں فوق عرش سے نیچے لاتے ہوئے ہر ایک کے مناسب مقام پر اسے قرار بخش دیا۔

لطیفہ قلب۔

لطیفہ قلب کو بائیں پستان کے نیچے صنوبری شکل کے گوشت کے ٹکڑے میں جگہ عنایت فرمادی اسے صنوبری اس بنا پر کہتے ہیں یہ صنوبر (گاجر) کی طرح مقلوب (الثالث کا یا ہوا) ہے اس لطیفہ کی اصل الاصل اللہ تعالیٰ کی صفت اضافیہ ہے جسے فعل و تکوین کہتے ہیں اس لطیفہ کا کمال یہ ہے کہ سالک حق جَلَّ جلالہ کے فعل میں فانی و ناپید ہوتے ہوئے اس فصل سے بقا پالیتا ہے اور اس دور میں سالک خود کو مسلوب الوصل (اپنے فصل سے خالی) پاتا ہے اور اپنے انفصال کو حق تعالیٰ سے منسوب کرتا ہے اسی چیز کو بطور کنایہ فنائے قلب اور تجلی فصلی کہتے ہیں اس کی علامت اور دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے غیر کے ساتھ علمی اور جہی تعلق باقی نہیں رہتا اور قلب دل اللہ تعالیٰ کے ماسواء مکمل طور پر اور بالکل فراموش کر دیتا ہے۔ اس حد تک کہ اگر وہ سالہا سال تک بھی ماسوی اللہ کو یاد کرنے کی کوشش کرے اور تکلف سے کام لے تب بھی ماسوی اللہ ایک لمحہ کے لئے بھی یاد نہیں آئے گا۔

اس وقت جب کہ چیزوں کا علم اس سے زائل ہو جاتا ہے تو چیزوں کی محبت بطور بطریق اولیٰ سامان سفر باندھ لیتی ہے۔ جب سالک فنائے قلب کی دولت سے مشرف ہو جاتا ہے تو اولیاء کرام علیہم الرحمہ کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے یہ فنائے قلب اس وقت تک میسر نہیں آئے گی جب تک سالک دائرہ امکان جو کہ مرکز فرش سے عرش اور عالم امر کے منتہائے عبارت ہے کو اور صوفیاء عالی مقام کے بیان کردہ مراتب عشرہ (توبہ، انابت، زہد، ریاضت، ورع، قناعت، توکل، تسلیم، صبر اور رضا) کو طے نہیں کر لیتا۔

لطیفہ قلب کے نور کو زرد رنگ کا بیان کرتے ہیں اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے جو سالک آدمی المشرّب ہو گا اس کو بارگاہ قدس میں وصول و رسائی اسی لطیفہ سے نصیب ہوگی۔ مابعداء شیخ کامل کی توجہ اور کوشش کے۔

اس مشرب والے سالک کو ولایت کے پانچ درجوں میں سے ایک درجہ تک وصول کی استعداد حاصل ہوگی ماسوائے اس کے کہ کوئی عارضہ درپیش نہ ہو۔

لطیفہ روح۔

لطیفہ روح لطیفہ قلب سے زیادہ لطیف ہے یہ راستبازوں کے زیادہ مناسب تھا اس لئے اسے دائیں جانب پستان کے

نیچے جگہ عطا کی گئی اس لطیفہ کی اصل الاصل حق تعالیٰ شانہ، کی صفات تہوتیہ ہیں اور فعل الہی کی نسبت ایک قدم ذات حق کے زیادہ قریب ہے۔

سالمک اس لطیفہ کی فنا جو کہ صفاتی تجلی سے مربوط ہے، تک وصول کے بعد اپنی صفتوں کو اپنے آپ سے سلب شدہ پاتا ہے بلکہ جناب قدس جلّ و علا سے منسوب پاتا ہے، سرخ رنگ کا ذکر کرتے ہیں اس لطیفہ کی ولایت اس لطیفہ کا نور۔
حضرت نوح اور حضرت ابرہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زیر قدم ہے جو سالمک نوحی اور ابراہیمی مشرب والا ہوگا اس کو اسی لطیفہ کے ذریعے بارگاہ قدس میں باریابی نصیب ہوگی، جبکہ پہلے مراتب قلب طے کر چکا ہو۔
اس مشرب کے حامل سالمک کو ولایت کے پانچ درجوں میں سے دو درجوں کی استعداد حاصل ہو چکی ہے جب کہ کوئی رکاوٹ حامل نہ ہو۔

لطیفہ تہر۔

لطیفہ تہر لطیفہ روح سے زیادہ لطیف ہے اسے سینہ کے وسط میں روح کی طرف تھوڑی سی اوپر جگہ دی گئی ہے اس لطیفہ کی اصل الاصل شیونات ذاتیہ ہیں جو کہ ایک قدم مزید ذات واجب الوجود کے قریب ہیں اس لطیفہ کی فنا شیونات ذاتیہ کی تجلی پر موقوف ہے۔

اس لطیفہ کے نور کو سفید رنگ کا نشان دیا گیا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے صلوات اللہ علی نبینا وعلیہ۔

جو سالمک موسوی المشرب ہوگا اسے بارگاہ خداوندی میں وصول اور رسائی اسی لطیفہ کے ذریعے ہوگی پہلے لطائف طے کرنے کے بعد اس مرتبہ کے حامل سالمک ولایت پنجگانہ سے تین مرتبوں کے حصول کی استعداد حاصل ہو جاتی ہے سوائے کسی عارضہ کی رکاوٹ کے۔

لطیفہ خفی۔

لطیفہ خفی لطیفہ تہر سے زیادہ لطیف ہے اس کا مقام سینہ کے درمیان قلب کی جانب تھوڑا سا بلند ہے اس لطیفہ کی اصل الاصل صفات سلبیہ تنزیہیہ ہیں جو کہ شیونات ذاتیہ سے بلند ہیں اس لطیفہ کی فناء انہیں صفات کے وصول سے وابستہ ہے اس لطیفہ کی رنگت سیاہ بیان کرتے ہیں۔

اس لطیفہ کی ولایت حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زیر قدم ہے جو سالمک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر

قدم ہوتا ہے اسے بارگاہ قدس میں رسائی اسی لطیفہ کے ذریعے نصیب ہوتی ہے پہلے لطائف طے کرنے کے بعد ماسوائے قمر قاسر کے (بغیر کسی رکاوٹ کے) اس مشرب والے سالک کو ولایت کے پانچ درجات میں سے چار درجات کی استعداد حاصل ہو چکی ہے۔

لطیفہ اخفی۔

یہ لطیفہ علم عالم امر کے تمام لطائف میں سے زیادہ حسین و جمیل اور ذات کبریائی کے زیادہ قریب ہے۔ اور حضرت اجمال کے ساتھ مناسبت تامہ رکھتا ہے، اسے سینہ کے وسط حقیقی میں جگہ عطا کی گئی ہے۔ اس لطیفہ کی اصل الاصل وہ مرتبہ ہے جو تنزیہ اور احدیت مجردہ کے درمیان برزخ کی مانند ہے۔

اس لطیفہ کی فنا اسی مرتبہ مقدسہ کی تجلی کے ساتھ مربوط ہے۔ اس نفیس لطیفہ کو سبز رنگ کا بیان کرتے ہیں اور اس لطیفہ شریفہ کی ولایت حضرت سیدنا رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے اس مرتبہ عالی والے سالک کو ولایت کے پانچوں مراتب کے حصول کی بالذات استعداد حاصل ہے۔

حضرت قطب الاقطاب (خواجه محمد معصوم) سلمہ ربہ (قدس سرہ) کی ترجمان الہام زبان سے میں نے سنا آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس طرح گوہر افشانی فرمائی کہ عکس کے وقت صبح کی نماز ادا کرنا فنا و اخفی کا فائدہ دیتی ہے۔ واضح ہو کہ عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج دائرہ اولیٰ تک ہے جو کہ ولایت کبریٰ ہے اور یہ تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے جب اس دائرہ سے اوپر جاتے ہیں تو اصل الاصل کے دائرہ میں سیر واقع ہوتی ہے، اور معاملہ اپنے نفس سے جا پڑتا ہے اور نفس فنا و اتم کے حصول، بقاء اکمل، شرح صدر، اسلام حقیقی، حصول اطمینان اور مقام رضاء تک ترقی کے شرف سے مشرف ہو جاتا ہے، اس کے بعد ولایت علیا میں سیر واقع ہوتی ہے اور معاملہ تین عناصر ناری، آبی اور خاکی سے جا پڑے گا اور بفضل الہی اس سے ترقی نصیب ہوگئی تو کمالات نبوت میں سیر کی توفیق حاصل ہوگی اور معاملہ جزء ارضی سے جا پڑے گا اور ائمہ یہاں سے ترقی واقع ہوئی خواہ کمالات رسالت میں ہو یا حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ سے تو معاملہ عالم خلق اور عالم امر کے دسوں اجزاء کے مجموعہ سے وابستہ ہوگا جو کہ کمالات سابقہ، مذکورہ کے حصول کے بعد ہوگا اس کے بعد معاملہ ہماری اور تمہاری عقلوں سے ماوراء ہے۔

اللہ تعالیٰ محض اپنی بے انتہاء مہربانی سے ان کمالات سے بہرہ ور فرمائے۔

اِنَّہٗ تَعَالٰی قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بحمد اللہ تعالیٰ و سبحانہ اور بطفیل حضرت عالی درجات قدس سرہ العزیز ان مراتب مذکورہ اور دیگر معاملات جو ان کی نسبت اس قدر بلند ہے جیسے آسمان زمین کی نسبت استعداد کے مطابق بلکہ استعداد سے بڑھ کر نواز گیا، اس ذرے کو خاک مذلت سے اٹھا کر آفتاب کے برابر کر دیا ان مراتب کا شکر اگر لاکھ زبان کے ساتھ ہزار سال تک ادا کریں تب بھی ایک ہزار میں سے ایک بھی نہیں ہوگا۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمُنَزَّلَ لِمَا يَلِيقُ بِشَانِهِ وَ بِحَرَمَتِهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَ اٰلِهِ وَصَحْبِهِ الْبَرُوَّةُ التَّقٰی۔
ان باتوں کا اظہار اگرچہ فخر و مباہات کا وہم پیدا کرتا ہے لیکن بموجب اظہار النعمۃ من الشکر کہ نعمت کا اظہار بھی شکر کا حصہ ہے خصوصاً مخلص دوستوں کے سامنے جو کہ اسرار سے واقف اور اخبار کے ارشادات کے مشتاق ہیں، کے سامنے ذکر کرنا شکر کا ہی حصہ ہے چند باتیں ضبط تحریر میں لائی گئیں ہیں۔

رَبَّنَا لَا تَوَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا بِحُرْمَةِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْعَرَبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہم پر موخذاہ نہ فرمانا بوسیلہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ نبی امی ہیں آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام ہو۔
اس رسالہ مصحح و ناشر حضرت شیخ نور احمد نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ حضرت مولانا و مرشدنا شیخ المشائخ

الحافظ القاری الحاج عبداللہ شاہ ابوالخیر دہلوی ادام اللہ ظلہ علی رؤس العالمین کے کتب خانہ سے نقل کیا گیا۔
وجودش ہمہ خیر آمد پدید
بایں مشکل خیر مجسم کہ دید
قد چشم لطفش بنا قص اگر
کند کامل دہر ازیک نظر

ترجمہ 1۔ ان کا وجود مسعود سر اسر خیر ظاہر ہوا ہے۔ جو اس خیر مجسم کی شکل میں نظر آ رہا ہے۔

ترجمہ 2۔ ان کی نگاہ لطف و کرم اگر ناقص پر پڑ جائے تو اسے ایک ہی نظر میں کامل زمانہ بنا دیتی ہے۔

محسنِ انسانیت، رحمۃ اللعالمین، باعثِ تخلیقِ کائنات، شہنشاہِ کونین، حضورِ پر نور
شافعِ یومِ النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
اندرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے

جمیل احمد قنوی

زیر سرپرستی، فخر المشائخ

حضرت صاحبزادہ میاں بیل

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شہر قبور شریف ضلع شیخوپورہ

زیر اہتمام، صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
دیگر اراکین انجمن غلامانِ مصطفیٰ ارجسٹرو

بمقام: جامع مسجد قادریہ شیر بابی لاہور
نیو مزننگ سمن آباد

درس قرآن مجید

مستاز ماہر تعلیم، مفسرِ قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب
صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ سائنس کالج لاہور ہر اتوار کو
محفل ذکر کے فوراً بعد جامع مسجد میں درس قرآن حکیم دیتے ہیں
برادرانِ اسلام سے پُر زور اپیل کی جاتی ہے
کہ ان مالمہ اور سہفت وز محافل میں
شرکت فرمائیں

ہر انٹراڈی ماہ کی پہلی سیر کو دو سیر کرنا
یعنی بعد نماز غشاء اور دو سیر کرنا
بعد نماز مغرب منعقد ہونی چاہئے
اسی تقریب سیر کے موقع پر ممتاز
ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر آزاد اور ممتاز
ایس ایچ سکالرز مختلف موضوعات پر
خطاب فرماتے ہیں۔

مسجد ہذا میں ہر اتوار کو
نماز فجر کے
ایک گھنٹہ بعد ختم
خواجگان ختم مجددیہ
اور ختم معصومیہ پر مشتمل
ایمان افروز روح پرور
محفل زیر اہتمام صوفی
غلام سرور نقشبندی مجددی
نہایت عقیدت و احترام
سے منعقد ہوتی ہے۔

مخائب: بزم جمیل غلامانِ شیر بابی ۲۱ ایکڑ سکیم سمن آباد لاہور

داخلہ
جاری ہے

دینی تعلیم کے حصول کا سنہری موقع

داخلہ کے
خواہشمند طلباء
نماز عصر تا عشاء
رابطہ کریں

ہر سمسٹر چار ماہ اور کورس ایک سال کا ہوگا۔

جامعہ سید العلوم

نقشبندیہ مجددیہ شیربانی

زیر اہتمام: صوفی غلام سرور مجددی
ناظم جامع مسجد قادریہ شیربانی و اراکین انجمن غلامانِ مصطفیٰ رحیمپور

زیر سرپرستی: فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ
میاں جمیل احمد شریقی سجادہ نشین آستانہ
عالیہ شریقیہ رحیمپور

ڈائریکٹر مفسر قرآن پروفیسر شتاق احمد صاحب سابق صد شعبہ علوم اسلامیہ ریسرچ کالج روڈ لاہور
پروفیسر محمد عبدالعزیز خان نیازی • ڈاکٹر منظور حسین اختر • قاری خالد محمود • حافظ محمد سیف • قاری اللہ بخش

اور دیگر اساتذہ کی زیر نگرانی تفسیر قرآن، حدیث
فقہ، عربی، تجوید و قرأت اور حفظ و ناظرہ
قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے
لیے تشریف لائیں

ممتاز ماہر تعلیم جناب پروفیسر اکبر بشیر احمد صدیقی صاحب
سابق چیئرمین جامعہ اسلامیہ بہاولپور و پنجاب یونیورسٹی لاہور
محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد نعیم قادری
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ لاہور - (پنجاب)

برائے رابطہ
انتظامیہ: انجمن غلامانِ مصطفیٰ جامع مسجد قادریہ شیربانی
7562

میٹرک ایف اے بی اے اور ایم اے
کے طلباء داخلہ لے سکتے ہیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>